

هُوَ الْعَزِيزُ

مناظر کار و اطرار میں با تصویر

بجئے

وودی کرس ان ٹیوی

کا

Check

میں کار و اطرار میں با تصویر

ترجمہ

جناب منشی محمد عبد اللہ خان صاحب

رئیس غرہ ممالک متحدہ

باہتمام خاکسار فضل حسین باہ نوبہ ۱۹۱۲

فہرست کار و اطرار میں با تصویر

تہذیب المصنف

اس سید ہی سادہی تصنیف کا بڑا حصہ ایسی حالتوں میں تحریر کیا گیا ہے جبکہ عربی کتب کے اونیٹوں اور
 اونیٹوں کے غور سے کوئی کیسب سکون طبیعت حاصل نہ ہو سکی حالت میں تجھے اپنے چھوٹے سے عربی چیمبر
 ہارنے کا تصور اہست و ہست میر ہو جاتا تھا اور کبھی کبھی سواری اور پیدل دونوں صورتوں کے طولانی
 سفروں کے اشتراک میں ایک کتاب کو لکھنا پڑا ہے جو پہلے سے بھی زیادہ پریشان حالت میں تحریر
 کیا جانا متصور ہو سکتا ہے فرید بران میر سے دامان طرابلس چھوڑنے کے بعد کچھ عرصہ تک نئی
 دامن گیر رہا اور کوئی پرسکون موقع اس کتاب کی تصنیف کے متعلق نصیب نہ ہو سکا حتیٰ کہ
 نظر ثانی پر وہ بھی بیرون از امکان ہو گئی ظاہر ہے کہ ایسی صورتوں کی کوئی تصنیف بحیثیت
 ادبی و دعویٰ وقعت نہیں کر سکتی لیکن صرف اس غرض سے یہ کتاب ہدینہ ناظرین کیجاتی ہے کہ
 اگر ان کو کوئی جہلک ان اُمیدوں اور کامباہیوں کے متعلق محسوس ہو جو انصاف کی خاطر
 ہر ایک امکانی شرفیقا نہ قربانی پر مکرر بہتہ قلیل التعداد مگر کثیر الشہامت فوج سے وابستہ ہیں تو
 مجھے میری محنت کے ضایع نہ جانے پر اطمینان ہو جائیگا میرا ذاتی تجربہ مدافعت کی لائیتوں اور ان
 قصبات تک محدود ہے جو سر دست ترکی مقبوضات میں داخل ہیں اور ان اطلاعوں کی بابت جو
 سرچ لائٹ سے متوجہ ہونے کے حصہ میں نہ تعلق مجھے حاصل ہو ہیں میں اخبار ٹیمپس اور دوسرے اخبارات
 کا جو میدان جنگ میں بھی دخل اسباب لیتا ہے و نیز اڈمیرال انجارات مندرکہ کا مضمونیت کیساتھ
 شکر گزار ہوں جنگ ہنوز اپنی پہلی ہی منزل پر جاری ہو لہذا غیر مناسب کہ ترکی افواج کے رجحان
 طبع تعداد اور ادوں اور تدبیروں کے متعلق اپنے طرز عمل کے خلاف کوئی اہم اشارہ کیا جا جسے بغیر اعتبار
 یہاں تک کہ یہ خطیں بھی نہ کیا گیا ہو کیونکہ یہی انداز غرض کی جرات زیادہ نہیں ہوں کہ ترک صدر
 مقام کے حالات اور ان اقداسے باطل بے خبر نہیں ہیں جو ان کے ہزار ہا خلقوں کا مزاج ہوتے رہتے ہیں۔

شعبہ ای۔ این۔ بی۔ مصنف

معزلت ترجمہ

سب سے بڑا نقص یا کمی اس ترجمہ میں یہ ہے کہ بجائے ایک کے دو شخصوں کے اردو مسودہ صاف لکھا ہے
 چنانچہ یہ دورنگی صاف نمایان ہو گئی ناظرین کو اس سے مطالعہ میں کوئی وقت محسوس نہیں ہو سکتی
 تاہم کسی کتاب میں اس قسم کی کمی ضرور قابل گرفت ہے ناظرین معاف فرمائیں گے
 جب انھیں یہ معلوم ہو گا کہ یہ فروگزاشت محض بدینہ وجہ قصد اعلیٰ میں لائی گئی ہے۔
 کہ جہاں تک ممکن ہو اس ترجمہ کو جلد شایع کیا جائے کیونکہ بصورت تاخیر
 ناظرین کو مطالعہ سے وہ لطف حاصل نہیں ہو سکتا جو ہر ایک چیز کے بر محل تازہ ترین
 حصول سے مخصوص ہے۔ بہر حال آئندہ اولیٰ بین اس نقص کے بھی دور کرنے کی
 کوشش کی جائے گی میں اپنے مکرّم جناب ایاز محمد خاں صاحب کا کسی طرح مشکریہ
 ادا نہیں کر سکتا جنہوں نے کمال بے غرضی سے اپنی اہلیہ صاحبہ کے دیرینہ
 بیمار دامادی اور خود اپنے جسم پر آپریشن کرنے کی پریشان کن حالتوں میں میرے
 مسودے کو شاندار بنانے میں بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے مقررہ دو دو گلو اور
 مصنف مترجم یا مؤلف کو عید الفرج کی اور غیر دلجمعی کی بسا اوقات شکایت
 ہوتی ہے چنانچہ مجھے بھی کم فہمیت کی واقعی شکایت ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ
 مجھے ترجمہ کر نیک پہلا اتفاق ہے لہذا اجنبیت اور ناواقفیت بھی قابل سماعت
 مدد رہیں۔

احقر

عبد اللہ خان



سولہ برس کی عمر کا ایک عثمانی محمد اہد حسنی اٹ

ALHILAL PRESS

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب اول

بعض واقعات موجود اور ممکنات آنند

یہ تقریباً ناممکن ہے کہ اس چھوٹی طوسی کتاب میں موجودہ جنگ اٹلی و ترکی و جوات کی نسبت کس قدر مفصل بحث کیا سکے۔

تاہم یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت سے فرانسیسیوں نے ٹیونس پر قبضہ کیا اوسی وقت سے اطالیوں نے بزرگم خود اپنے آپ کو ولایت طرابلس کا آخری قابض و حقدار سمجھنا شروع کر دیا۔

کرسی سابق وزیر اعظم اٹلی یہ دیکھ کر کہ سلطنت جمہوریہ فرانس نے ایک ایسے صوبہ میں جہاں یہ نسبت فرانسیسیوں کے اطالیوں کی تعداد زیادہ ہے اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے نہایت پھین ہوا اور طرابلس الغرب پر

قبضہ کرنے کے لیے طرح طرح کی تدبیریں کرنے لگا اگر اس کی وزارت چند ماہ اور قائم رہتی تو یہ جنگ آج سے بیس سال قبل شروع ہو گئی ہوتی ۱۸۵۷ء میں بمقام آذربائیجان سویمین سویمین شہنشاہ فرانس نے اٹھارہ لاکھ سویمین سے کہا تھا کہ طرابلس الغرب کا کچھ حصہ سارڈینیا کو دیا جاسکتا تھا۔

بعد ازاں جب کرسی کی موقوف ملا تو اس سے بہت کوشش کی کہ دول عظام اٹلی کے حقوق کو طرابلس میں تسلیم کر لیں۔

فرانس کی سرپرستی ٹیونس کا اعلان ایک ایسا امر تھا جس نے کرسی کی امیدوں کو کم اور انوکھ کو زیادہ کر دیا کہ مبادا سلطنت جمہوریہ اپنی الحاقی کارروائی کو شمالی افریقہ میں زیادہ وسعت دیکر بحر متوسط کو فرانسیسی جھیل نہ بنالے بعض اقتباسات جو کرسی کی خط و کتابت سے اخذ کئے گئے ہیں وہ کرسی کی امیدوں اور انیشون کو نہایت وضاحت سے ظاہر کرتے ہیں مثلاً وہ ٹیلیگراف میں مقررہ برلن کنونشن ہے کہ اب جبکہ ٹیونس میں فرانسیسی اثر متحدہ فوجوں کی مخالفت کے بغیر قائم ہو گیا ہے تو ہمارا طرابلس پر قابض ہو چکا ارادہ ایسی مشتبہ حالت میں زیادہ عرصہ تک ملتوی نہیں رکھا جاسکتا۔ اس لیے ہمارے وسائل معلوم کرنے چاہئیں جن کی وجہ سے ٹیونس پر فرانس کا کامل اقتدار قائم نہ ہو سکے یا ایسے انتظامات کئے جانے چاہئیں جن کی رو سے طرابلس الغرب کے ہم بلاخدا شہ مالک بن جائیں۔ کیونکہ صرف یہی ایک صورت بطور قابل اعتبار ضمانت کے ایسی ہو سکتی ہے جس کے ذریعہ سے آئندہ فرانس کی بری و بحری قوت کی ترقی میں مزاحمت کیجاسکے۔

کر پھی گئے لارڈ سائبرری وزیر غلام برطانیہ کو بھی لکھا کہ سرحد طرابلس پر
 فرانس کی دست دراز کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت جمہوریہ طرابلس
 پر بھی قبضہ کرنے کے لیے نئی بیٹھی ہے ایسی صورت میں ضروری معلوم
 ہوتا ہے کہ ہم طرابلس پر پیشتر اسکے کد فرانس اور کوئی مزید کارروائی کر کے قلعہ
 ہو جاوین تاکہ بائیزنٹائن سے اٹلی یا برطانیہ عظمیٰ کو کوئی خدشہ باقی نہ رہے۔
 اس کا جواب اطالین سفارتخانہ لندن کی معرفت دیا گیا اور ایک سنسنی کی تحریر
 نے لارڈ سائبرری پر گہرا اثر کیا ہے چنانچہ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں بذریعہ
 تاراطلاع دون کہ جب بحر متوسط میں جلد یا بدیر کسی تبدیلی کا وقت آئے
 تو طرابلس پر اٹلی کو بطور لازم قبضہ حاصل کرنا چاہیے۔ مگر لارڈ موصوف آپ کے
 اس خیال سے متفق نہیں ہیں کہ قبضہ کرنے میں عجلت سے کام لیا جائے
 کیونکہ انکا خیال ہے کہ طرابلس پر قبضہ کر نیکا وقت ابھی تک نہیں آیا ہے
 چنانچہ وہ اخیر میں کہتے ہیں کہ اٹلی کی گورنمنٹ طرابلس کو حاصل کرے لیکن
 اُس شکاری کو جو بارہ سینکے کا شکار کرنا چاہتا ہے اسوقت تک صبر سے
 انتظار کرنا چاہیے جب تک کہ شکار پورے طور پر بندوبست کی زمین نہ آجائے
 ایسی صورت میں عموماً شکاری کامیاب ہی ہو جاتا ہے ورنہ کم سے کم شکار
 زخمی ہوئے بدون ہنیں بچ سکتا۔

یہ بات ہنیں بھولتی چاہیے کہ جب کر پھی اور اُس کے ہم نوا دوست باہم
 بدشگونی کر رہے تھے اسوقت سلطنت عثمانیہ کی حالت بہت خراب
 ہو رہی تھی اور ترکی کا بڑے سے بڑا دوست بھی سلطنت کے جلد پڑنے
 پڑنے ہو جانے کی علامات میں طور پر دکھ رہا تھا اور یورپ میں مرویجا

کی میراث کی تقسیم قریب تر دکھائی دے رہی تھی اس حالت میں شمالی افریقہ کی
دور افتادہ ولایت قدرتی طور پر یورپین صوبجات سے پہلے حصہ بخرے
ہو جانے والی متصور ہو سکتی تھی گزشتہ چند سالوں میں ترکوں کی ترقی نے
دنیا کو حیران کر دیا ہے ۱۸۹۸ء میں باب عالی نے یونان کی جنگ اور
دوسری ضروریات کی سرانجام دہی کے لیے باوجود استبدادی حکومت کے
پانچ لاکھ سپاہی ایسی سہولیت اور خاموشی سے جمع کر لیے کہ یورپ کی دوسری
سلطنتیں حیران رہ گئیں۔ اور اب تو سلطنت عثمانیہ کا فوجی بازو اس قدر زبردست
ہے کہ جس کی قدر ہر ایک شخص کو بخیریدگی سے کرنی چاہیے۔ علاوہ ازیں نیابتی
گورنمنٹ پوری قوت سے قائم ہو چکی ہے اور باوجود بہت سی دقتوں اور چند
برے نتائج پیدا کر نیوالی غلطیوں کے ایسی اصلاحات عمل میں لائی جا چکی
ہیں جنکا اثر دور تک پہنچنے والا ہے۔ یورپ کے اعلیٰ محسوسات نے
ترکی رجال سیاست کی شریفانہ کوششوں کو قدر کی نگاہوں سے
دیکھا ہے اور اس وقت ترک ہر طرح تعریف اور حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں
مگر عین اسی وقت میں جبکہ ترک ترقی کا پہلا مرحلہ طے کر چکے تھے یورپ کے
سیاسی حلقوں نے اُن کے مقبوضات میں۔ بوسنیا اور ہرزیگوینا
ہضم کر کے اُن کے مفید اصلاحات کو بیکار کر کے کی کوشش کی اور اسی
ضمن میں اٹلی کو اسکے بے شرمانہ ڈاکہ طرابلس میں بڑھاو دیا گیا ہے ایک ترک
افسر نے مجھ سے کہا کہ میں اس وقت جبکہ ہم نے اصلاح کی تحریک کو آگے بڑھایا
یورپ نے اُسے کمزور کرنے کی کوشش کی۔ یورپ بچہ کا پیدا ہوتے ہی۔

۱۸۹۸ء میں دو صوبے پن جہین سلطنت آسٹریا نے اپنی سلطنت میں سلطان عبدالحمید ثانی
کے عزل کے بعد ملحق کر لیے ہیں ۱۲

گلا گھونٹنا چاہتا ہے اور اُسکو کوئی موقع ترقی کرنے کا نہیں دینا چاہتا۔

اٹلی نے جنگ جاری کرنے کے لیے جو کمزور بہانے پیش کئے ہیں میرے نزدیک اپنی بحث کرنا ہی بیکار ہے۔ گو ہماری فارن پالیسی کم و بیش ہموار و مسطح ہے مگر انگریزی ٹیکس دہندہ بھی انگلستان کے تعلقات خارجہ کی نسبت اُس سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا جو شام کا ایک جاہل کاشتکار باب عالی کی بتاؤنیز کے متعلق رکھتا ہے۔ مگر ہم یہ کہے بدون ہتین رہ سکتے کہ دول یورپ جس میں برطانیہ عظمیٰ بھی شریک ہو صرف اٹلی کے مقابل نفرت ارادوں سے آگاہ ہی نہیں تھے بلکہ خاموشی کے ساتھ اُسے اس ناپاک کام کی جرات بھی دلائی گئی۔

یہ خیال کس قدر بدنام ہے کہ برٹش فارن آفس جس کو ایک لبرل گورنمنٹ کی ماتحتی کا فخر حاصل ہے اس میں الاتوامی ڈاکہ کو جس سے نوے فیصدی آبادی نے نفرت کا اظہار کیا ہے بغیر کسی عذر و معذرت کے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اس بارہ میں کاؤر کا بیان کس قدر قابل قبول ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ اُس نے ایسے موقفوں کے واسطے کہا تھا کہ ہم سلطنت کی خاطر ایسے افعال قبیحہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں جن کو اپنی ذات کے واسطے بھی کبھی کسی حالت میں گوارا نہیں کر سکتے۔

عہد ناموں کی نسبت کچھ نہیں کہا جاسکتا جو آج کل صرف اس غرض سے مرتب کئے جاتے ہیں کہ جب وہ مقاصد میں باوجہ ہوتے ہوئے پائے جائیں تو اُس سلطنت کے ہاتھ سے چاک کر لئے جائیں جو دست درازی

کرنے پر آمادہ اور شرائط کے توڑنے کے واسطے کافی مضبوط ہو۔

۹ جون ۱۹۱۱ء کو اٹلی کی پارلیمنٹ کے اجلاس میں مارکو سائمن گولی
سنے وزیر خارجہ اٹلی نے ایک سابق وزیر خارجہ کی تقریر کو دہراتے ہوئے بیان
کیا کہ اٹلی کی ہمیشہ سے یہ پالیسی رہی ہے کہ نہ صرف یورپ میں بلکہ افریقہ
میں بھی سلطنت عثمانیہ کی مضبوطی کی پاسداری کرے اور یہ پالیسی جن
وجوہات کی بنا پر قائم کی گئی ہے اور جن کا اظہار میرے پیشرو نے
کیا تھا ان میں اب تک کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے مگر تعجب ہوتا
ہے کہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کو یعنی صرف سولہ ہفتہ بعد اسی ایماندار وزیر نے اپنی
دھوکا دینے والی تقریر کے خلاف ترکی کو بدین مضمون اعلان جنگ دیا
کہ اٹلی کا پاک ارادہ صوبجات طرابلس و برقہ الحمر پر قبضہ کرنے کا ہے۔
آخر ستمبر ۱۹۱۱ء کی ابتدا کو جنگی امتیاز ملتے کے اسباب میں
علاوہ اس دیرینہ آرزو کے جو زیادہ مستقل طور سے کرپسی کے زمانہ سے
اہل اٹلی کو بطور سیاسی میراث کے ملتی چلی آتی تھی۔ اور چند لمبے بھی شامل تھے
ایک طرف تو کنسروٹو فرقہ اور طبقہ امرا اس بات کے خواہشمند تھے کہ
گلیوٹی کی گورنمنٹ کی توجہ سوشل ریفارم کے محتاج توجہ پر وگرام سے
ہٹا کر کسی دوسری جانب منعطف کرائی جا سکے چنانچہ شروع جنگ سے
اب تک اٹلی میں سرکاری بیمہ اور پارلیمنٹ میں عام رائے کو وزن دار
بنانے کے متعلق کوئی چرچا نہیں سنا جاتا۔

دوسری طرف پہلک کی اڈو واکا دلخ بد تاملی مٹانے کی شرمسارانہ
خواہش مثل ہماری اس شہ نشتما نہ آواز کے مشتعل تھی جو ہم نے لاندہ میا

۱۱۔ موجودہ وزیر اعظم اٹلی ۱۲۔ اصلاح تمدن ۱۳۔ براعظم افریقہ میں ملک مشرق کا ایک شہر ۱۴۔

طریقہ سے مجسور کے واقع کا بدلہ لینے کے لیے بلند کی تھی اس پر طرہ یہ ہے کہ
ہتے سوڈان کا بدلہ سوڈان سے لینا چاہتا لیکن اطالیوں نے اپنی بینیا
کی کلونس کو طرابلس کے خون سے دھونے کی کوشش کی ہے۔

اور اسی موقع پر مہاجرون نے طرابلس کے مفروضہ مال و دولت کے
معلق حریفانہ مقاصد کو چھپاتے ہوئے حب الوطنی کا اظہار کیا۔

۱ طرابلس کی معدنی دولت اور زراعتی ذرائع آمدنی کی اٹلی میں بہت کچھ
تقریب کی جاتی ہے اور اس مضمون پر اٹلی کے اخباروں نے ساہا سال تک خامہ
فرسانی کی ہے۔ اٹلی میں سب سے زیادہ صمدل عزیز گیت جو گایا جاتا ہے وہ خوبصورت
طرابلس کے نام سے مشہور ہے فی الحقیقت ایسے غیر آباد حصص اور نجر کے بٹے
بٹے قطعات رکھنے والے ملک کے لیے جیسے کہ طرابلس کے اندرون ملک میں
واقع ہیں خوبصورتی ہی ایک ایسی صفت ہے کہ ملک کو رحمت دلائے کے لیے
اس سے زیادہ اور کوئی موزون صفت نہیں مل سکتی۔ مگر جنگ کا بخار اترتے ہی
عام طور پر معلوم ہو جاتا کہ اٹلی کی آبادی کو شمالی افریقہ کی دولت کے باب میں
مبالغہ آمیز حکایات کے ذریعہ سے بڑی بیداری کے ساتھ ہو کا دیا گیا ہے
جیسا کہ اس وقت بھی علامات سے ظاہر ہو رہا ہے کیونکہ آبادی کے عقلمند حصہ نے
ایسا ہی محسوس کرنا شروع کر دیا ہے۔

طرابلس کی دولت کے بارہ میں عام طور پر جو بیانات شایع کئے گئے
ہیں ان میں سے مثال کے طور پر ایک طویل مضمون کا جو ۲۰ جنوری کو
اٹلی کے اخبار موسومہ گیورنیل ڈی سیسیلیا میں شایع ہوا ہے ہم قتب اس
پیش کرتے ہیں۔ اس کا مصنف سینٹر ڈی فلیس ہے جو پارلیمنٹ کا ممبر

۱۷ جنوری افریقہ میں مثال کے شمال و مغرب میں اس نام کا ایک پہاڑ جو جان بکرون نے انگریزوں کو شکست دی تھی ۱۷

ہونے کے علاوہ سسلی کے مشہور فرقہ اشتر اکیہ کا ممبر بھی ہے اور جس کے حملہ اور اتر جنگ کے جوش نے تمام سچے اشتر اکی ممبروں کو نفرت آمیز حقارت سے بھر دیا ہے۔

حسب بیان مصنف سینٹر ڈی فیلس اور اُس کے تین دوست گذشتہ جنوری میں طرابلس پہنچتے تاکہ زمین کی قوت پیداوار اور ترقی زراعت کے متعلق تحقیقات کریں اس ڈیپوٹیشن میں سینٹر ڈی فیلس - لانگی - گلوئی - اور بو لوگ - منسی شریک تھے جن میں سے کم سے کم دو شخص فرقہ اشتر اکیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سینٹر ڈی فیلس کے یقین دلانے کے مطابق ڈیپوٹیشن کے اور ممبروں نے بھی ایناپورا پورا اطمینان ظاہر کیا کہ زراعت کی ترقی طرابلس میں کامیاب ثابت ہوگی۔ چنانچہ یہ بھی جنگ کے طرفدار فرقہ کا ساتھ دینے کے لیے ہر طرح آمادہ ہو گئے۔ لیکن جنگ کے اخلاقی پہلو کی نسبت اپنے آپ کو غیر مکلف سمجھتے ہوئے فرقہ اشتر اکیہ کے یہ عجیب ممبر بھی صرف اس اصول پر کاربند تھے کہ جنگ کے نتائج سے کیا مادی فائدہ حاصل ہوگا؟ ایسی صورت میں کس قدر مشکل ہے کہ ان ممبروں کے اُس یقین کی نسبت جو ان کو فرقہ اشتر اکیہ کے عقائد کے متعلق ہے کوئی نیک رائے قائم کیجائے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُس طریقہ تحقیقات کی نسبت بھی جس سے اس ڈیپوٹیشن کو طرابلس کی زرخیزی کی نسبت اطمینان ہوا ہے کچھ غلط کیا جائے شکر کی جگہ ہے کہ اٹالہوں نے جس ملک کے الحاق کا ارادہ کیا

۱۵ اشتر اکیہ وہ فرقہ ہے جو دولت اور محنت کی مصعانہ تقسیم کا حوالہ دیتا ہے اور مساوات

و انصاف کا سختی سے جانب دار ہے ۱۲

ہے اُس کا بہت ہی تھوڑا حصہ ان ممبروں کو چیل قدمی کے لیے میسر آیا اور لامبرن
ڈیپوٹیشن سیمینار میں گئے اور اپنی خدقوں سے تھوڑی دور لگے برعکس رہنے
میدانوں کا ملاحظہ کیا۔ اور اپنی گاڑی ہی میں سے اوچک اوچک کر گھومنے
پھاڑنی شروع کیں تاکہ وہ تک نظر سے کام لے سکیں اور انھوں نے ان کو
میدانوں میں جسے اپنی تحریر میں ہموار بیان کیا ہے عجیب و غریب جہیز میں دیکھیں
میں بذات خود اُن گھاس دار جنگلوں سے واقفیت رکھتا ہوں ان وسیع خطوں
میں اٹھان اچھائی کی بکثرت ایک خاص قسم کی گھاس پیدا ہوتی ہے جسے انٹ
بھی بجز اُس حالت کے کہ بھوک سے اس کی جان بھل رہی ہو کبھی نہیں
کھاتا۔

ان عجیب و غریب اشیاء کے ملاحظہ کے بعد ممبروں نے آب رسانی کے
سوال پر توجہ کی اور انھیں اپنے رہنما سے معلوم ہوا کہ پانی کی قلت نہیں ہے
نخلستان میں ہر ایک عرب کے مکان میں کنواں ہے اور اس ضلع کے باہر قدرتی
طور پر رسات کی کمی کا عوض شبنم کی کثرت سے ہوتا رہتا ہے اس احمقانہ بیان
کے علاوہ ایک اور امر بھی ہے جسکی بنیاد پر وفد کا بظاہر اس ملک کی آب رسانی
کے متعلق اطمینان ہو گیا جو اٹلی سے پانچ گنا زیادہ وسیع ہے اور وہ امر یہ ہے
کہ طرابلس کے نخلستانوں میں پانی یا فراط ہے اور پانی کے بے مثل ذخیرے
موجود ہیں کیونکہ گھاس دار جنگلوں اور چٹانوں کا پانی اُن بہت سے چٹانی مٹی کے
قطعات پر جانب سمت بہتا ہوا پایا جاتا ہے جو اطراف شہر میں واقع ہیں سینڈوی
فیلز پانی کی کثرت اس امر سے بھی ثابت کرنے ہیں کہ الجیریا میں اوسط درجے کے
کنوئوں سے ایک منٹ کے اندر ایک لاکھ تیرہ ہزار رطل پانی حاصل کیا جاسکتا ہے
۱۰ مساوی ہے ایک لاکھ تیرہ ہزار رطل کے۔ رطل ۲ پیر کا ہوتا ہے۔

وہ اس موقع پر استبا کو بالکل نظر انداز کر گئے ہیں کہ شمالی افریقہ کا وہ حصہ سینہ
مرکریوٹینٹس الجیر یا شمالی ہین طوری طور پر ابلس سے مختلف ہے۔ طرابلس صحرا
لبنان کے ایک کنارہ پر واقع ہونے کی وجہ سے اُس کی عام حالتوں سے کوثر
پایا جاتا ہے چنانچہ بخلاف اسکے علم حیوانات کے ماہرین کہ یہ بیان کیونائی
کہا جاسکتا ہے کہ مرکریوٹینٹس الجیر یا اسی سطح میں نائین ہین بس میں یورپ
واقع ہے۔

میرے بیان کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ مرکریوٹینٹس یا الجیر یا کی بارشا
کا اوسط سینس اپنچہ سے چالیس اپنچہ تک ہے اور فرانسیسی سفیر نے یہ بتا دی
کہ سرکاری بیان کے مطابق برقۃ الحمرا میں جو طرابلس کا سب سے زیادہ زرخیز
صوبہ ہے بارش کا اوسط گیارہ اپنچہ سے بھی کم ہے تاہم سینٹروسی فیلس نے اپنی
تحقیقات کے نتیجہ کو ایک دلکش تار میں اس طرح پرادا کیا ہے کہ رنگستان کی
ہستے جلجلی کی اور اسے قابل کاشت پایا۔

میرے نزدیک سینٹروسی فیلس کی بارشا کی تحقیقات جو طرابلس کی زمین سے
تعلق رکھتی ہے الاٹس کی عجائباتی سرزمین سے زیادہ وثوق نہیں رکھتی جس سے
فرانس کلونیس پر اقتدار قائم ہوا ہے اس وقت سے طرابلس اٹلی کے لیے نابطلہ
کے انگور کا باغ ہو رہا ہے۔

متواتر سسٹل سے اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ جس طرح ممکن ہو ملکیت
طرابلس کی زرخیزی کے تئیں کو عام طور پر مستحکم کیا جائے مسلسل یکے بعد دیگرے

۱۔ ملک فلسطین میں بیت المقدس سے ۳۵ میل شمال کی طرف ایک شہر آباد تھا جو خاندان اسب
کے ماتحت اسرائیلیوں کا دار الخلافہ تھا یہاں ایک تیس سالہ نامی رہتا تھا جس کے پاس علاوہ جائداد
کثیر کے ایک لاکھ ولسٹان بھی تھا بادشاہ وقت نے نابطلہ کو قتل کر کے اسکے مال و انگور اسٹال پر قبضہ کر لیا۔ ۱۳

اگرچہ شوق سے نہ دیکھا جائے، مگر اگر اس کے متعلق شاندار کیفیتیں شائع کی جائیں جو سب فہمی ہیں، تو نہ کہ بولی، اکثر گیری گوری طرابلس میں زمین کی ناقابلیت پیداوار اور پانی کی قلت عام ہے، میں اپنی ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہوں کہ زمین کا وہ حصہ جو جبل اور ساحل سمندر کے درمیان واقع ہے اس قدر بیکار ہے کہ اس کے لیے کوئی ملک کسی طرح جان و مال کا نقصان گوارا نہیں کر سکتا، کیونکہ جنگ کا نتیجہ حسب مراد نکلنے پر بھی ایسے خوفناک پیا یاں بنتی ہیں، ہوں گے جن کی نظیر طرابلس کے علاوہ اور کسی سرزمین میں نہیں مل سکتی اگر اٹلی کے نام تجربہ کار کاشتکار اخبار نویسوں کی مبالغہ آمیز نظم و نثر سے متاثر ہو کر کبھی طرابلس کو جلا وطنی اختیار کریں تو میں بہت بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ بقول لارڈ سالسبری کے زمین کو بہت ہی کم قیمت پائیں گے۔

ڈاکٹر گیری گوری اپنے قابل تعریف اور پر معلومات مضمون میں جو دسمبر کے کان ٹمپوری ریویو میں بعنوان ذرائع آمدنی طرابلس شائع ہو چکا ہے اٹالیوں کو اُنکے پر فضا خیالات میں کچھ مدد نہیں دیتے۔

ڈاکٹر گیری گوری بالکل غیر جانب دار اور طرابلس کے بارہ میں سچے خیال کی پوری پوری قابلیت رکھتے ہیں کیونکہ وہ سنہ ۱۹۱۴ء میں بحیثیت اُس وفد کے ممبر ہونے کو طرابلس گئے تھے جس کو فرانک ول نے برقتہ الحمرا لے جانے کے لیے مہذب کیا تھا تاکہ دریافت کیا جائے کہ یہودیوں کی نواباد کے لیے یہ جگہ کس قدر موزوں ہے اس وفد کے پانچوں ممبر اس کام کے لیے ممتاز طریقہ سے موزوں تھے ان میں ایک سٹر ایم۔ بی۔ ڈوف بھی شریک تھے جو آب رسانی کے کام کے ماہر ہیں اور ڈاکٹر ٹرٹر ڈونیرا کے زراعتی کالج کے گراجویٹ جنہوں نے سوڈان میں کاشت کا تجربہ عملی طور پر

حاصل کیا تھا ان لوگوں کی تحقیقات کا نتیجہ بالکل مایوسی بخش ثابت ہوا ڈاکٹر گیری گوری کا بیان ہے کہ اگرچہ برقتہ الحمر اطر ابلس کا سب سے زیادہ زرخیز حصہ ہے لیکن عین خلاف توقع رپورٹ کرنی پڑی کیونکہ یہ حصہ ملک بھی اسو بہ سے کہ اسکا بڑا حصہ بیکار ہے آب رسانی کے وسائل ناکافی ہیں اور زراعت کی ناقابل اطمینان حالت ہے لہذا زراعت کرنے والی بڑی بڑی نوآبادیوں کے لیے بالکل ناموزون ہے۔

شمالی افریقہ میں زراعت اور خصوصاً آب سانی کا مسئلہ بڑا دلچسپ ہے، کہا جاتا ہے کہ اسکندریہ کے غلہ کا جہاز جو بیسٹ پال کو روم اکیطرف لے گیا تھا مع کثیر تعداد جہازوں کے پیرے کے انٹی کے شہروں کی آبادی کے لیے طرابلس سے غلہ ہیا کرنے کے کام پر مامور تھا۔ میرین خصوصیت سے ایک مشہور غلہ کا گودام تھا جہاں سے حسب ضرورت روم اور بریطین کو غلہ بھیجا جاتا تھا۔

اور شہنشاہی افسروں کے لیے اس تجارت کی بندش کا خطرہ جبکہ شاہی قوت کی بنیاد غلہ کی درآمد پر مبنی ہو کچھ کم نہ تھا ایک مرتبہ جبکہ فلا سفر سو پارٹ پر یہ الزام لگایا گیا کہ اُس نے جادو کے زور سے غلہ کے جہازوں کی آمد میں تاخیر کر دی ہے تو عقلمند قسطنطینین نے فوراً اُس کا سر کٹوا لیا ایسے ہی ایک الزام پر انتہا ناسی ایس گرفتار ہوئے سے بل بال بچ گیا۔

لیکن یہ پہلے زمانہ کے کہیت اب کہاں - کیا آب و ہوا کے اندر کوئی عظیم تغیر شمالی افریقہ میں ہیں صدی کے دراز زمانہ میں ہو چکا ہے ؟

۱۷ مئی ۱۹۰۳ء مشہور و معروف ماہر و زاہد پادری جو ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۹۳۸ء میں وفات پائی۔ ہر سال دہائی کو اس کی یاد گار ایشیائی اور لاطینی گراؤن میں منائی جاتی ہے ۱۲

سیاح کو پہلی ہی نظر میں اس امر کی صحت کا یقین ہو جاتا ہے کہ ایک صحرائی میدان میں تغاد کے شکستہ و تباہ شدہ آثار نمودار ہیں جس کا تھیر چا ہر اتر تاشیوں کی نشست کی وسعت رکھنے کے لیے مشہور تھا اور اُس کے مبادت خانے اور بازار بھی اسی مناسبت سے وسیع تھے اور جس کے حماموں کو افریقہ میں سب سے بڑے ہونے کی حیثیت سے خاص برتری حاصل تھی۔

اسی جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی بڑی آبادی کے لیے جو کسی زمانہ میں ان شکستہ و خاموش دیواروں کے اندر سکونت پذیر بھی ان حماموں کے لیے پانی کے فراہمی کے سوال کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ صرف پینے کے لیے پانی کہاں سے میسر آتا ہوگا۔

تقریباً چھ سو میل جانب جنوب طرابلس مقام فات واقع ہے و نیز رپسا جو کسی زمانہ میں رومیوں کا تجارتی اور فوجی مرکز رہا ہے کیا فوج اور ان شہریوں کی جوان بڑے بڑے شہروں میں آباد تھے ضروریات زندگی ان شہروں کے اندر ہی سے دستیاب ہوتی تھیں جو اب پہلے سے زیادہ سادہ طریقہ بنکر دو با اثر رکھنے والی آبادی کو بھی میسر نہیں ہوتی ہیں۔

یہ سلسلہ ہے کہ زمین کے بعض حصوں میں عظیم الشان تغیر آب و ہوا میں ہو چکا ہے بحر ہیرا فلکس ایک زمانہ میں اسم با سمنی شہر تھا اور وسط ایشیائے کے ریتیلے میدانوں کے وہ نیم دفن شدہ امصار جن میں ڈاکٹر سیون ہیڈن نے محال ہی میں دریافت کیے ہیں کچھ سے سات سو سال قبل ان میں آدمی آباد تھے اور کافی طریقہ پر ان شہروں میں آب سانی کے ذرائع کی موجودگی بھی سلسلہ ہے مگر اب بجز عبرت کے دہان پانی ہے نہ آدمی۔

کیا ہمارا کرہ ارض بتدیر کج سوکھتا جاتا ہے؟

اور چارہاری آئینہ الی تسلیمیں ایسے ہی خوفناک اسباب کا مقابلہ کرنے کے لیے پیدا کی جائیں گی جیسے اسباب کپڑے و قیصر لاول کے اصول کے مطابق سیارہ مریخ کو باشندہ گال کی قوتوں کو برابر سلب کر رہے ہیں۔

بہر حال مقامی اور تحریری شہادت سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ سرزمین طرابلس پر گزشتہ دو ہزار سال کے عرصہ میں بہت بڑے تغیرات آئے ہوا کے اندر پیدا ہو چکے ہیں مجھے خود ایک مرتبہ سے زیادہ وہ ذخیرہ قطعات میں رو میوں کے بنائے ہوئے حوض دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے اور ڈاکٹر گیری گوری بھی بیان کرتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں ساحل اسیٹہ پہ ایک شہر بھول لٹا تھا نامی آباد تھا جس کی آبادی کی بلی ضرورتوں کے کفیل وہ راجہ تھے جو اندرون خطہ ارض سے لائے گئے تھے کچھ شہادین ایسی بھی ہیں جو تصویر کے تاریک رخ پر روشنی ڈالتی ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر قسم کے قدیم بیانات کو ناظرین کے رویہ و پیش کرین کسی زمانہ میں طرابلس کی غیر معمولی حالت کا اندازہ جو اوپر کے بیانات سے کیا جاسکتا ہے اس کی حقیقت اس امر سے مشتبہ ہو جاتی ہے کہ یہ ہی صنعت اسٹریسیو کے حوالے سے نقل کرتا ہے کہ مارکس کیٹو کے زمانہ میں شمالی طرابلس کے اندر ٹھیک ایسے ہی جغرافیائی حالات موجود تھے جیسے کہ آج موجود ہیں یعنی تو وہ ہائے بیت اور جہلس نے والی گرمی مکہ ہیں کہیں نخلستانوں میں کنوئیں کے۔

اسی تصنیف میں ایک اور بیان بھی پایا جاتا ہے جو میر وڈوٹس کے زمانہ سے بہت پہلے کا ہے اور جس کا صحیح خلاصہ یہ ہے کہ شمالی افریقہ کے شمالی حصہ میں درندے بڑی کثرت سے ہیں اور اسکے پہلی طرف صرف غیر آباد ریشیلے میدان ہیں جہاں پانی کی خوفناک کمی ہے مصنف موصوف نے مشتبہ حالت میں کچھ بیانات شمالی افریقہ کے باشندوں کے بھی نقل کیے ہیں جنہیں

قوم پسی کی ایک بلب حکایت مشہور ہے کہ جس نے جنوبی ہوا سے جس کیوجہ سے تمام پانی کے تالاب خشک ہو گئے تھے لہذا نیکاراگوہ کیا اور جبکہ وہ لوگ ریت پر پہنچے تو کیا ایک پتوئی ہو چکی اور انھیں ڈھکے یا۔

مختصر یہ قیاس میں آسکتا ہے کہ بے انتہا محنت اور مصروفیت برداشت کرنے کے بعد زمانہ حال کے رومی ٹرسے بڑے تالابوں اور پیپ دار کنوؤں وغیرہ پانی کی مناسب تقسیم کے ذریعہ سے طرابلس کے بعض قطعات کو ایسا زرخیز بنا سکتے ہیں جیسے کہ پہلے کبھی تھے لیکن موجودہ حالت میں باربرواری کی کمی اور مصروفیت کی زیادتی کی موجودگی میں ایسے خطہ ارض پر جہاں مصنوعی اور بیش قیمت ذرائع آبپاشی کو ملکی آمدنی کی مخالفت اور تلون کا مقابلہ کرنا پڑے کیا سرسبزی حاصل ہو سکتی ہے اور اس کا زیادہ خوش قسمت ممالک سے کس طرح مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

طرابلس کی زمینوں کی کاشت کے متعلق اٹلی میں مبالغہ آمیز مضامین شائع کئے گئے ہیں لیکن بار آور زمینوں کے درختوں کی تعداد و طرابلس میں بہت ہی کم ہے زمینوں کا درخت سالہا سال میں جوان ہوتا ہے اور اس پر بھی اس کے پتل کی خالص قیمت فی درخت بارہ آٹھ سالانہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر گیری گوری کی رائے میں اس بد نصیب ملک کی ٹری سے بڑی تعریف جو کی جاسکتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ اس صوبہ میں کس قدر جو کی پیداوار میں اضافہ کرنے کی کوشش ہے موجودہ حالت میں اس غلہ کی پیداوار آبادی کو کافی ہو کر اسکاٹ لینڈ میں و سکی بنا نیوالوں کے کام آتی ہے۔

دسمبر کے مہینے میں دد ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے جنکی وجہ سے

دارالسلطنت روم میں بڑی پریشانی پھیل گئی یکے بعد دیگرے اٹلی میں
اطلا میں پہونچیں کہ فرانسسی فوجوں نے نخلستان جنات پر قبضہ کر لیا ہے
اور طلیح و بند رسولم کے الحاق کا اعلان جائز طریقہ سے مصری گورنمنٹ نے
سُلطان کی پوری پوری رضامندی حاصل کر کے کر دیا ہے فرانس اور برطانیہ
کے اس دورے میں سے اٹلی والے غصہ سے دیوانہ ہو گئے کیونکہ ایک طرف تو
یہ دیکھنے میں آیا کہ جس ملک پر اٹلی نے دندان آذیت کر رکھے تھے اسکے دو چھوٹے
حصوں پر خاموشی سے بلا امتحان دو گورنمنٹیں سلطنتوں نے قبضہ کر لیا جبکہ
دوسرے طرف معلوم تھا کہ اٹلی کا قزاقانہ ارادہ ایک حد تک دول عظام کی
منظوری کے بعد عمل میں لایا گیا تھا وہ قوم جو کہ سراسر قزاقانہ جنگ کو خود پسند
کرتی تھی ایک ایسے ہی کم درجہ کے بے اصول پن سے غصہ میں از خود رفتہ
ہو گئی بہت سے مضامین و خطوط اخبارات میں غصہ کا اظہار کرنے لگے بے
شائبہ کے گئے ازاںچلے ایک خط سینٹ ڈی سرنی کا ہے جو کہ اٹلی کا ایک مشہور
بابر ہے اُس نے لکھا ہے کہ رسولم برقتہ الحمرا کا ایک حصہ ہے جس کے متعلق
قبل ازیں اٹلی نے اپنے شاہانہ حق کا احسان کر دیا ہے تو پھر کس طرح جائز
ہے کہ ایسی صورت میں مصر و انگلینڈ رسولم کو سلطان سے بطور تحفہ کے قبول
کر سکتے ہیں مصر کی سرحد کا متواتر رد و بدل جس کی غرض برقتہ الحمرا کی سرحد
کو توڑنا ہے مصر اور سلطان کے درمیان اویسی وقت تک جائز تھے جیتک
جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا۔

بڑھیا کہ سب پہلے انگلستان نے اعتراض کیا تھا کہ ہمارے جنگی جہازوں
کی ناکہ بندی جو سرحد مصر تک پھیلی ہوئی تھی علیحدہ کر دی جاے اس وقت
اس ناکہ بندی سے ہمارا نشاط اربلس کے اس حصہ کی نگرانی کرنا تھا جس پر

مصر کی طرف سے دست درازی کا اندیشہ تھا۔ بس پہنے اعتراض مذکور کی بنا پر انگلینڈ کی حسب مرضی ناکہ بندی موقوف کر دی جسکو نقشون کے ذریعہ سے ظاہر کیا گیا تھا اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ سلطان کی عظیم الشان مہربانی اور رعایت سے حالانکہ اب سلطان ایسی رعایت کرنے کے مجاز نہیں ہیں مصری سرحد کو بندر گاہ سولہ تک وسیع کر دیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں کہ ہمارے اور ترکی کے درمیان جنگ ہو رہی ہے انگلینڈ کسی قسم کے فائدہ اٹھانے کا مستحق نہیں ہے۔

کسی ایک شخص کو بھی اٹلی کے اخبارات کی غصہ آمیز تحریرات سے اتفاق نہیں ہو سکتا کیونکہ طرابلس کے ان چند شہروں میں جو ساحل سمندر پر واقع ہیں۔ اٹلی کی کثیر التعداد فوج پڑی ہوئی ہے اور باوجود کثیر جان و مال کے نقصان برداشت کرنے کے ان تین ہیل سے جہان تک کہ جہازی ٹوپوں کی زد و گارہے آگے نہیں بڑھ سکتی ایسی صورت میں اس بیہودہ اعلان کی بناء پر جو الحاق طرابلس کے متعلق ہے اور جس پر تمام دنیا ہنس رہی ہے کسی قسم کا دعویٰ کرنا کس طرح حق بجانب ہو سکتا ہے اسکے برخلاف فرانس و انگلستان بلا وقت و توجہ ٹھنڈے دل سے ایک ایسے حصہ کے مالک ہو گئے ہیں جس کی پہلے سے کوئی حد بندی نہیں تھی۔ فرانس کا حصہ جنوب مغرب میں واقع ہے اور انگلستان شمال مشرق میں دو سو میل ساحل سمندر کا مالک بن گیا ہے۔

نمستان جنات پر ۲۴ نومبر کو ایک ویسی پلٹن نے جو الجیریا کے انتہائی جنوبی مرکز سے بھیجی گئی تھی۔ اور جس مرکز پر بیقا عہد عرب کیولیبری بطور زور و متعین تھے قبضہ کیا اس خطہ ارض پر قبضہ کرنے کے لیے فرانسیسی گورنمنٹ کا پہا نہ کی قدر کمزور اور معمول کے مطابق یہ تھا کہ

ملک میں بد امنی پھیلی ہوئی ہے۔ چونکہ ابتدائے جنگ سے ترکی فوج نے غات و
غدا اس چھوڑ دیے تھے۔ تاکہ سائل عثمانی فوج سے ملکر اٹلی کے مقابلہ میں
کامیاب کارروائی کیجا سکے۔ اور جملہ حکام ایک عظیم مہم میں مشغول تھے لہذا
فرانسیسیوں کو نخلستان جنات پر پہنچتی تو ت قائم کر لینا ایک عمدہ موقع تھا
جسکو انھوں نے ہاتھ سے نہیں کھویا۔

طرابلس کے سب سے آخری نقشے کے مطابق جو نوارہ میں شائع ہوا ہے۔
واضحات کی فروغ میں سو کیلو میٹر غات کے جنوب مغرب میں تحصیل
بہار کے نیچے واقع ہے گو یہ سٹائٹھیل کا وسیع قطعہ ہے کاروان کے راستہ
کے قریب ہے جو جنوب سے غدا اس اور غات سے مغربی صحرا کو جاتا ہے
مگر اسپر بھی اس کم آباد اور مرکز سے دور دراز واقع شدہ نخلستان پر فرانس
کو قبضہ پانے سے جو فوائد مرکوز ہون گے اُن کا یقینی ہونا مشکل ہے۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مراکو کے اندرون ملک کی بڑی فروشی کا تعلق
جنات سے وابستہ ہے اور اکثر جامعین مراکو کو اسی غرض کی تکمیل کے واسطے
بھیجی جاتی ہیں یہ بہانہ ۱۹۰۵ء میں جبکہ فرانسیسی کپتان لٹو چارڈ نے
نخلستان پر قبضہ کر لیا تھا پیش کیا گیا تھا اسی بنا پر ۱۹۰۶ء میں سلطان
نے ایک فرمان ارادہ کے ذریعہ سے مشروطی طور پر جنات کو اس وقت
تک کے لیے کہ مکمل طریقہ سے حد بندی نہ ہو جائے بغیر جانب انفرادی یا مگر
حد بندی کا کچھ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ ۱۹۱۰ء میں فرانسیسی ناراضگی کیشت
اس امر سے متعجب ہوئے کہ ترکی پتروں نے غات کے اطراف والی
زمینوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ فرانسیسی زور دیتے ہیں کہ خود ترکوں نے ہی ارادہ

۱۵ ایک کیلو میٹر مساوی ہر مین ہزار دو سو اسی اعشاریہ آٹھ فٹ کے ۱۲

مذکور کے فرائض کی خلاف ورزی صرف ۱۹۱۲ء میں ہی نہیں بلکہ ۱۹۰۸ء میں بھی کی تھی۔ پس انہوں نے ہمیشہ کے واسطے اس بحث طلب سوال کا خاتمہ کر دیا ہے۔

فرانس کی اس مشتبہ کارروائی کے متقابلہ میں جو اس سے جنات کے متعلق سرزد ہوئی ہے ہمارا الحاق سولم سر اسر انصاف پر مبنی ہے کیونکہ یہ خود سلطان نے برٹش گورنمنٹ کو دیا ہے۔ معاملہ دراصل یہ ہے کہ سلطنت عثمانیہ نے برٹش گورنمنٹ کو صلاح دی تھی کہ تمام طرابلس کو مصر سے ملحق کر لے۔ لیکن یہ ذمہ داری شکر یہ کے ساتھ واپس کر دی گئی۔ زمانہ دراز سے خلیج سولم باب عالی اور مصر کے درمیان دوستانہ شکوہ شکایت کا باعث رہا ہے حتیٰ کہ طرابلس اور مصر کے درمیان کی سرحد ابھی تک مکمل طور سے واضح نہیں ہوئی ہے۔

۱۸۴۱ء کے اس شہنشاہی ارادہ میں جس کی بنا پر مصر میں محمد علی کی گورنمنٹ تسلیم کی گئی ہے بیس طور تھا کہ منسلکہ نقشہ بین سرحد دکھائی جائے گی مگر ایسا کوئی نقشہ ارادہ کے ساتھ نہیں پایا گیا بہر حال سلطنت ترکی نے اب تک زور دیا ہے کہ سرحد اس الکناس کی اونچی سرزمین سے شروع ہوئی ہے برخلاف اس کے مصر کہتا ہے کہ خلیج سولم اس ملک کی معر فی حد ہے۔ اس مابہ بحث اراضی کا رقبہ تین سو کیلو میٹر ہے۔

مصر کی نظرمین سولم کی قدر اس وجہ سے بڑھ رہی ہوئی ہے کہ سولم کے سوا آبشار طبرق اور کسی جگہ اس غیر آباد و ناقابل کاشت طولانی اور بیابانی ساحل سمندر میں اچھا بندرگاہ قائم نہیں کیا جاسکتا۔ اور موقعہ کے لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کارآمد بندرگاہ کی جس کی حفاظت صرف ایک ہی قلعہ سے

بآسانی ہو سکے تعمیر کے لیے سولم بہت موزوں جگہ ہے۔ اگر اسی میل کے فاصلہ کے اندر برطانیہ کے مضبوط جہاز یا اندیشہ سولم کے گہرے پانی میں سفر کر سکیں۔ تو طبعاً جس کی بہت تعریف کی جاتی ہے اپنی قدر و قیمت میں ثنیت جنگی اغراض کے آوارہ جابگنا۔

اس سوال کے دوسرے پہلو پر غور کرنے سے مصر کی آئندہ سرسبزی اس نے ملک کے الحاق سے جو خلیج سولم کے اطراف میں واقع ہے ترقی کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اُدھر مالٹا کی ٹرہمتی ہوئی آبادی کا مسئلہ مدت سے قابل اندیشہ بن رہا ہے اس نے حصہ ملک کے مصر سے متعلق ہو جانے کے بعد کوئی وجہ مخالف نہیں معلوم ہوتی کہ یہ نیا بندر گاہ مالٹا کی حد سے ٹرہمتی ہوئی آبادی کے قبول کرنے کا کافی طور سے کفیل نہو جائے۔ گو ابھی تک سولم کا روان کی گزر گاہ ہونے کے اعزاز سے محروم ہے لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ وہاں تازہ پانی بکثرت ہے اور یہ ممکن ہے کہ کامیاب طریقہ پر تجارت کیجا سکے اسلئے یہ اغلب ہے کہ رفتہ رفتہ خلیج کے اطراف و جوانب میں مالٹا کے برہیزگار اور محنتی باشندوں کے لیے جنھیں اُن کے حد سے زیادہ بڑے ہوئے آباد ساحل سے بھیجا جائے معاش کے لئے ذرائع دستیاب ہو سکیں۔

خدیو کی ساحلی ریل کو تو بلاشبہ سولم تک وسیع کیا جائیگا اور اگر ایک دوسری ریلوے لائن مصر کو جوڑ کر دی ہوئی بندر گاہ سولم و بندر گاہ سوڈان کو ملائے کے لیے نکالی گئی تو بہت بڑی تجارتی سرسبزی اس نئے شہر کو حاصل ہو جائے گی۔

سلطنت ترکی جنگ کے یہ بالکل تیار نہیں تھی اور اس الزام کی بڑی ذمہ داری حتیٰ پاشا کے سر ہے جبکہ بری قوت کے مقابلہ میں بحری طاقت

کا عمدہ رکھنا ترکی سے زیادہ مالداروں کے واسطے بھی ناقابل برداشت ہوچکا ہو رہا ہے تو ترکی نے مناسب سمجھ کر ہی ایک وسیع بحری بیڑے کے خیال کو ترک اور اپنی تمام قوتوں کو ایک عظیم اور متبادل بری فوج کی تیاری پر مجتمع کر دیا ہے۔ اس فوج کا خاص مقصد یورپین ترکی کی حفاظت ہے جسکی ضرورت کاروس اور بلغاریہ سے لازمی جنگ کی صورت میں زیادہ آتی تھی ہے۔ یہ ہی وجہ تھی کہ ابتدا میں بغاوت میں مین عرب کے باغیہان کی سرکوبی کے لیے شوکت یا شاویر جنگ نے ایڈریاٹک اور قسطنطنیہ سے فوجوں کا بھیجا جانا پسند کیا طرابلس کی پندرہ ہزار فوج مین بہت سے سپاہی مرنے والے تھے اور تمام فوج ایسی رانفلوں سے مسلح تھی جو یورپین ترکی کی فوج کے رانفلوں سے مختلف تھیں انھیں وجوہات کی بنا پر طرابلس سے عرب کو فوجوں کا بھیجا جانا ضروری معلوم ہونے لگا۔ مگر اسپر بھی بغرض اطمینان ایک مشہور گفتگو کے درمیان مین وزیر جنگ نے حقیقی پاشا سے دریافت کیا کہ آیا وہ کسی ایسے خطرہ کی عدم موجودگی کی ذمہ داری کرنے میں جس کے اٹلی کی طرف سے طرابلس میں پیدا ہونیکا احتمال ہو۔

حقیقی پاشا نے بحولہ اٹلی کی ناش کھیلنے والی پارٹیوں کی صحبت سے طلحہ ہوا تھا اور جس کے ذاتی تعلقات اٹلی میں موجود تھے بیان کیا کہ شوکت پاشا بلا خدشہ طرابلس کی فوج کی بری تعداد کو عرب منہ مل کر سکتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا فرید بران زاید ملک بعض فوجوں کی جگہ پر کرنے کے لیے اس فوج کو بھی بھیجی گئی جو یورپین ترکی میں تعینات تھی۔ اور اس طرح طرابلس کی چوکی قوت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ البتہ ترکی کی خوش قسمتی تھی کہ جو فوج طرابلس سے منتقل کی گئی تھی اس نے اپنا گولہ بارو طرابلس میں ہی چھوڑ دیا جو اُسے قوت

میں خاطر خواہ کارآمد ثابت ہوا علاوہ انہیں رائفلوں اور کار تو سون کے اور نئے
 ذخیرے اعلان جنگ سے صرف چند ہی روز پیشتر ورنہ نامی جہاز کے ذریعہ
 طرابلس میں پہنچ گئے تھے کہ اٹلی کی شہنی بگھارنیوالی بحری فوج نے دو بڑی بھاکی
 غلطیوں سے جنگ کی ابتدا کی۔ اولاً۔ تونسہ کی کے ادنیٰ درجہ کے جنگی جہازوں کو
 اجازت دی گئی کہ بیروت سے دروانیال کو حفاظت پہنچ جائیں۔ دوم۔ رد
 رسانی کے جہاز ورنہ کو اجازت دی گئی کہ بندرگاہ طرابلس میں داخل ہو جائے
 حالانکہ یہ امر اٹلی کے فراقانہ اصول کے عین مطابق تھا کہ وہ ورنہ لوگر قمار
 کر کے جنگ کا جلد خاتمہ کر دیتی۔

موجودہ صورت میں فی الحقیقت مشکل ہے کہ اس ہمیشہ لڑائی کے نتیجے
 کے لیے کوئی پیشین گوئی کیجاسکے کیونکہ اٹلی کی ایک لاکھ بیس ہزار فوج
 طرابلس میں موجود ہے۔ اس صورت سے کہ اپنی خندقوں کو چھوڑ کر کوئی جنگی
 کاروائی نہیں کر سکتی ایسی صورت میں ترکی کی طرف سے ایسی شرائط پر
 صلح کی خواہش ظاہر کرنے کی توقع نہیں ہے جنہیں اٹلی منظور کر سکے۔
 اٹلی کی خاص مشکلات میں ایک یہ بات بھی ہے کہ جلد بابدیر طرابلس کے
 بیابان میں اس کی حالت منحوس نہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ ایک طولانی
 جنگ کے اخراجات غالباً مالی ذرائع پر ایسا اثر ڈال سکتے ہیں کہ بصورت
 جنگ کے بے نتیجہ رہنے اور غیر ضروری طول کھینچ جانے کے عام رائے
 مخالفت میں بھڑک اٹھے۔

اس کے مقابلہ میں ترکی کے سامنے بھی ایک اہم سوال درپیش ہے۔
 وہ یہ ہے کہ آیا عرب وفادار رہیں گے۔ حقیقتاً موجودہ حالت میں اس قسم
 کے علامات نہیں پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے عربوں کی وفاداری میں

فرہ بھر بھی شک کیا جاسکے خلاف اسکے طرزِ مجلس کے مصروف پیکار عربوں کی
 وفاداری کا سخت استغناء گزشتہ نومبر میں ہو چکا ہے جبکہ کثرتِ بارش نے تمام
 ملک کو سیراب کر دیا تھا۔ اور سیکورٹیفیکیشن کے ساتھ کوبا جاسکنا ہے کہ کثرتِ
 مین قلتِ بارش کی وجہ سے فصل بالکل تباہ ہو گئی تھی۔ بہت غرب قبائل سے
 فاقہ کشی سے بچنے کے لیے ٹیونسٹ نازک الوطنی اختیار کی اب جبکہ نومبر میں مردہ
 قالب میں روح پھونکنے والی بارش کافی مقدار میں ہوئی تو مصروف کارزار ستر
 اپنے چھوٹے چھوٹے کھیتوں سے میل پائیل دور تھے بعض نے غنٹوں سے غرہ
 کیوں سٹے اپنے کھیتوں کو دلہنسی اختیار کی مگر کثیر التعداد نے حب الوطنی کو مافیہ
 بہر ترجیح دیکر اور یہ گوارا کر کے کہ ان کے اور ان خاندانوں کے بے بس سہری زمانہ
 کو ہاتھ سے چھوڑ دینے پر فاقہ کشی کا بھی خطرہ ہے۔ اپنی اپنی جنگی ڈیوٹی پر ہی تیار
 قدم ہے۔ بلاشبہ ملی رائے رشوت کے ذریعہ سے اس چیز کو حاصل کر سنے کی
 کوشش کریں گے جو بوز و زلواران کو میسر نہیں ہوئی ہے لیکن جیسا کہ میں
 خیال کرتا ہوں بہ نسبت عربوں کی خود غرضانہ چال چلن کے اسلام کی توت
 زیادہ مضبوط ثابت ہوگی۔

سلطنت عثمانیہ کی مخالفت میں جو امور پیش کئے جاسکتے ہیں ان میں سے
 ایک اندرونی اختلاف ہے۔ اگر ترک صرف اپنی پولیٹیکل سازشوں اور ان خلافت
 کو جو ان کے وطن میں موجود ہیں ترک کر دیں اور دشمن کی مدافعت میں متفقہ
 کوشش کریں تو ایسی جنگ سالہا سال تک جاری رہ سکتی ہے جو اٹالیوں
 کو بقاءِ ترکوں کے جلد تہکا دیگی۔

غالباً اس وقت تک اٹلی پورے وسطِ اسیا یعنی ایک کروڑ جنگ پر خرچ

۱۰ یہاں مصنف نے سرکارِ برطانیہ کے قیاس پر چاہی ہے کہ طلب ایک کروڑ پونڈ سے ہے۔

گر پہلے ہی ہے اور باوجود اسکے کہ سرکاری رپورٹیں دل خوش کن ہیں حال ہی میں
فرصتہ حاصل کرنے کی پیرس میں ٹاکامیاب کوشش کی گئی تھی۔ اس کے مقابلہ
میں ترکوں کا ابھی تک بہت ہی کم صرف ہوا ہے۔ مصر و ٹیونس سے جو بڑی
بڑی مقدار کے چندے موصول ہوئے ہیں وہ اس وقت تک کیو اسطے کافی
ہیں۔ کیونکہ عربوں کی روزانہ خوراک اور تنخواہ کا خرچ چہ نہیں فی کس سے
زیادہ نہیں ہے۔

بیکار قلعوں پر گولہ باری کرنے اور کسی جزیرہ پر قبضہ کر لینے سے ترکوں کی
ہمت پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑ سکتا جبکہ اٹلی کی فوج یورپ یا ایشیا میں سلطان
کی سر زمین پر قدم دہرنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتی بخلاف اسکے یہ ممکن ہے کہ
اس قبضہ مندی کا جو بحر احمر میں ترکوں کی اکثر دانگیر رہ گئی ہے فقدان ہو جائے تو
صرف چند ہالیون کے پہونچ جانے پر ہی آرتھیریا اور اسکے ساتھ اٹلی کی
حالت بدل جائے گی اور پھر اٹلی کی اس نوآبادی کی حالت میں سلطان کے بااثر
الحاق سے کیسا عجیب غریب تغیر واقع ہوگا۔ ؟

جنگ کے نوایجاد پہلو یعنی ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے بھی بحجرت اسکے
کہ غباروں کی سرخروائی پیش قیمت ثابت ہوئی ہے اٹالیوں کو اور کسی قسم
کی کامیابی حاصل نہیں ہوئی گوان بیلونون میں بڑے تیز بہاک سے اٹھا ہوا
مادہ سے بناے ڈھائی سو فو لادی گولے جیکا قطر ۳۔ انچ ہوتا ہو
رکھے جاسکتے ہیں مگر ان میں سے صرف چند ہی گولے ایک نال کے ذریعہ
سے جس کو ہوا یا زاپنے گھٹنوں کے درمیان دپائے رکھتا ہے بچے پھینکے۔
جاسکتے ہیں کیونکہ ہوا باز کا ایک ہاتھ تو مشین کو درست حالت میں رکھنے

کے لیے وقف ہوتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے ہم کے گولے کو دونوں زون
میں دبا کر نشانہ لگا کر پرتا ہے۔ ہم کی دوسری تہ تیاریوں کو لے نہیں چھینکے
جاسکتے۔ اس پر گولیوں سے بچنے کی خاطر ان بعض اوقات بڑی بڑی توپوں
کے چلنے کی وجہ سے فضا میں گرتی بڑھتی ہوئی تہیں زبردست لہریں پیدا
ہو جاتی ہیں اسکے باعث ہوا باز کو مجبوری زمین سے دو ہزار فیٹ بلند ہوا
پر رہنا پڑتا ہے علاوہ ازیں ہوا بازوں کی ناکامیابی کے لیے طرابلس
اس لیے بھی خصوصیت رکھتا ہے کہ اسکے ریگستان میں جہاں شناخت
کے ذرائع محدود ہیں سمت کا پہچاننا مشکل ہے گو یہ صحیح ہے کہ آئندہ جون
جون ہوا بازوں کی تعداد اور تجربہ بڑھتا جائے گا یہ ہوائی جہاز اور کارآمد
غباریے زیادہ خوفناک ثابت ہوتے جائیں گے مگر یہ کون کہہ سکتا ہے
کہ ترک اپنے دشمن سے جنگ کے اس نئے پہلو میں مقابلہ کرنے کے لیے
جلد یا بدیر ہوائی جہاز حاصل کرنے کی کامیاب کوشش نہیں کر سکتے جنگ کے
موجودہ اور بیہودہ قوانین میں پھٹنے والی گولی کا استعمال ناجائز ہے۔ لیکن
پھٹنے والے بمب کے گولے ایسی سرزمین پر جہاں عورتیں مرد بچے اور اسپناؤ
کے مریض موجود ہوں عام طور پر پھینکنے کی اجازت ہے اس فتاویٰ
مفسر کہ قانون جنگ سے اطالیوں نے جو فائدہ حاصل کیا ہے اس سے استفادہ
بھی فائدہ حاصل نہیں ہوا کہ عرب ہوائی جہازوں سے صرف ڈرنے ہی
لگتے۔

لڑائی کا ایک اور پہلو جو ممکن ہے کہ اخیر میں فیصلہ کن ثابت ہو شیخ
سنوسی کا رجحان ہے افواہ ہے کہ اٹلی والوں نے ایک بڑا ڈیپویشن مذہبی
آزادی انعامات اور مخصوص حقوق شیخ سنوسی کو دے جانے کے وعدہ

کے ساتھ بشہ طیکہ شیخ موصوف ترکوں کے خلاف مدد میں شیخ سنوسی کی خدمت میں بھیجا تھا مگر یہ سفارت اگر فی الحقیقت کہی روانہ بھی کی گئی تھی۔ اپنے مقصد میں ناکامیاب رہی کیونکہ قبول و اکثر گیری گوری وہ پرانا اختلاف جو کفرہ اور قطنینہ کے درمیان بوجہ شیخ سنوسی کی جماعت کے پر جوش عقاید کے موجود تھا اب عام خطبہ کی حالت میں کافروں کا مقابلہ کرنے کے لئے علیحدہ ایک باغیہ ہو۔

و مختلف خیال شیخ سنوسی کی قوت کے بارے میں ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اول تو وہ رہنما رہن جو فرانس کے محکمہ جنگ کی خبر رسانی کے ہیئتے نے بھیجیں ہیں فوجی حیثیت سے اس فرتہ کی جنگی قابلیت کی رفاقت کو کم قیمت و بے قدر ظاہر کرتی ہیں جسکی بنا پر یقین کیا جاتا ہے کہ کفرہ میں کثیر التعداد مسلح اور قابل فوج موجودگی کی حکایت بہت مبالغہ آمیز ہے اس کے مقابلہ میں عرب خصوصیت سے معاملہ کو اختیار کہنے میں ماہر ہیں جس کا تجربہ نخلستان میں گران قیمت پہاڑی رنوں کو حاصل ہوا ہے۔ وہ تیار جو حال میں فرانسیسیوں کے خلاف وادی میں استعمال کئے گئے تھے کفرہ سے آئے تھے اس کے ساتھ ہی یہ بہت ممکن ہے کہ کثیر التعداد کو لہ باروت سنوسی آبادیوں میں مخفی رکھا گیا ہو۔

مجھے خود یہ خصوصیت حاصل ہے کہ میں ایک ایسے مسلمان سے لمبی چوڑی گفتگو کر چکا ہوں جو سنوسیوں میں رہ چکا ہے اور غالباً اُن کے متعلق اُن تنخواہ دار ایجنٹوں سے زیادہ معلومات رکھتا ہے جو اجنبی دولتوں نے مقرر کر رکھے ہیں گو میں اپنے آپ کو موجودہ حالت جنگ میں شیخ سنوسی کی واقعی قوت کے ظاہر کرنے میں آزاد نہیں سمجھتا ہوں مگر یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ یہ زبردست فرتہ

طرابلس کو حملہ آور کی دست برد سے بچانے میں سلطنت عثمانیہ سے پوری ہمدردی رکھتا ہے مجھے شبہ ہے کہ ملکہ کے تو بچانہ کا کچھ حصہ بنغازی کے مقابلہ میں موجود ہے اونٹوں کے ذریعہ کفرہ کے نخلستانوں سے بھیجا گیا ہے اور یہ امر تو مسلم ہے کہ یہ فرقہ برقتہ الحمرا میں النور بے کو کافی مدد دیکھا ہے۔

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ آیا شیخ سنوسی ایک بڑے پیمانہ پر فوجی مددیں گے یا نہیں دو قباحتین مدونہ دینے کے خیال کو تقویت دینے کے لئے کہی جاسکتی ہیں ایک تو یہ کہ سمندر سے کفرہ کا فاصلہ لانتنا ہی کہنے کے قابل سے بنغازی سے سنوسی کا ہیڈ کوارٹر ہزار کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اور نشانہ پاشا کے کہیں المضاعف دوسرے یہ کہ عربوں پر فوجی قواعد کے مطابق حکومت نہیں کی جاسکتی اس کے خلاف یہ امر واقعی ہے کہ اس وقت جو عرب باضابطہ طریقہ سے ترکوں کی ماتحتی میں مصروف ہیں وہ ان جنگجو سپہ سالار کی تعداد کثیر کے مقابلہ میں جو اندرون ملک سے حاصل کئے جاسکتے ہیں خلیل الشعللو کہے جاسکتے ہیں میس کے نزدیک جبکہ ایسے وسیع ذرائع کی قیمت سے گورنر عثمانیہ پوری طرح خبردار ہے تو اس بیان میں کچھ مبالغہ نہیں ہے کہ طرابلس میں اخیر اپریل پر ہتھیار اٹھانے کے قابل ایک لاکھ عرب باسانی جمع ہو جائیں گے۔

فی الحال عربوں کی بڑی بڑی اور نجوبی مسلح جماعتیں میدان جنگ میں آرہی ہیں اور متواتر حملوں میں حصہ لیتی ہیں جس کی وجہ سے اٹلی والے ساحلی شہروں میں بطور محصور کے بند ہیں اور جب ایسی ہی اور دوسری جماعتیں شریک جنگ ہونے کو ہوتی ہیں تو پہلی آئی ہوئی جماعتیں کچھ عرصہ کے لئے

اپنے مواضعات کو واپسی اختیار کرتی ہیں تاکہ کچھ حصہ اپنے کھیتوں اور ملکوں اور خاندانوں کی نگرانی کر سکیں۔

اس نظام کی کم و بیش کامل مطابقت بوئروں کے اُس دستور العمل سے پائی جاتی ہے جو انھوں نے ایک جنرل کی تدابیر لگاڑنے کے لیے مقرر کیا تھا اور جو آخر تک کامیاب ثابت ہوتا رہا اسی طرح بوئر جماعتیں ایک دوسرے کو سبکدوش کرتی رہتی تھیں تاکہ چند ہفتوں کے لیے مصر و فلسطین پر جماعتوں کو اپنے کھیتوں میں کام کرنے کا موقع ملتا ہے اس کامیابی اور غیر ضرر رسان طریقہ کو دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ علاوہ اُن ملکوں کے جو سنوسی برفہ الامہ بھیج چکے ہیں باقیماندہ سنوسی رزرو میں شمار کئے جاسکتے ہیں جو کسی روز طرابلس کی حفاظت کے لیے صف آرا کئے جائیں گے۔

کسی وقت میں شیخ سنوسی کی ہمدردی ترکوں کے حق میں تقریباً لامحدود قدر و قیمت کی ثابت ہوگی جیسا کہ میرے اطلاع دینے والے کے بیان کے مطابق جو شیخ سنوسی کے متعلق ذاتی معلومات رکھنے کے علاوہ صدر مقام کفرہ اور افریقہ کے بہت سے سفر کر چکا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اُلی کے خلافت شیخ سنوسی کا فرمان جنگ مصر و تونس کے علاوہ جنوب کے دوراز حصص سے جنگجو مسلمانوں کو جمع کرنے میں کامیاب ثابت ہوگا کیونکہ اس جماعت کا مذہبی اثر بہت وسیع ہے اور اُن کے مشنری مشرقی مغربی اور شمالی افریقہ کے علاوہ نائجیریا اور یوگنڈا میں بھی پھیل چکے ہیں۔

ایک اور مسئلہ یورپ کے نقطہ نظر سے دیکھنے کے قابل ہے جس کی بنا پر خیال کیا جاتا ہے کہ اُلی کی اخباری شہنشاہی پسند جماعت جنگ کے خلاف قبل اسکے کہ اس کی قوم نہ ختم ہونیوالی دفتوں میں بالکل غرق ہو جائے جلد

آواز بلند کر کے جنگ کو روک دی گئی۔ کیونکہ اگر اٹلی کو طرابلس کے بیابانوں پر بہت سی جان و مال کے نقصان کے بعد اقتدار بھی حاصل ہو گیا تو وہ اس سے صوبہ پر تصرف رکھنے میں انگلیٹنڈ اور فرانس کے لیے باعث وقت ثابت ہوگا۔ اس لیے یہ خوف ہمیشہ دامنگیر رہنا چاہیے کہ جب دولِ یورپ ایک ہنگامہ عظیم میں مبتلا ہوں گے۔ تو یہ دونوں قومی ہمسایہ سیلے جو کے فوجی وراثت کو معاہدہ یورپہ بدینے کے باستانی شمالی افریقہ سے باہر نکال دین گے۔ مصر پر قبضہ طرابلس پر قابض ہو جائیگا اور فرانس اپنی سرحد کو خدا سے آسے بڑھا کر مغربی طرابلس تک وسیع کر دیگا۔ کیونکہ اس صورت میں سوئم اور باترٹا کی حیثیت بحری پوریشن کے اٹلی کو باستانی افریقہ بدر کر سکتے ہیں۔ مزید برآں فرانس کے وہ فوجی ذرائع جو اسے ٹیونس میں حاصل ہیں اور وہاں جان ہوں گے۔



۱۵ رومیوں کا جنرل جس نے افریقہ پر حملہ کیا تھا اور صنی بال کو سکست دی تھی۔ پیدائش
۲۳۶ قبل مسیح۔ وفات ۱۵۳ قبل مسیح ۱۲

باب دوم

میدان جنگ کوروانگی

طرابلس کا اندرونی حصہ ابھی تک زیادہ تر ایسے زار و سربستہ زمین کی صورت میں کتابی دنیا کی علمی نظروں سے پوشیدہ ہے جس سے عام طور پر جغرافیہ دان اور سفر ناموں کے ناظرین واقفیت نہیں رکھتے۔ کیونکہ اولاً تو اندرون ملک کا کوئی ایسا صحیح نقش و ستیاب نہیں ہوتا جس پر پورا پورا وثوق کیا جاسکے ثانیاً بہت سیاح ایسے ہیں جنہوں نے ساحل سمندر کے شہروں سے آگے اپنی سیاحت کے دائرہ کو وسیع کرنے کی تکلیف گوارا کی ہو۔ حتیٰ کہ رالف۔ ہارٹ۔ ڈگسن اور ڈاویئریر جیسے جہان گشت سیاحوں نے بھی صحرا اور سوڈان کے ان معمولی راستوں سے جو کاروان کے بڑے راستوں سے ملتے ہیں علیحدہ ہونے کی جرات نہیں کی اس لئے گزشتہ اکتوبر میں جبکہ مجھے مانچسٹر گارڈن کے ایڈیٹر کی مہرمانی سے یہ حق حاصل ہو چکا تھا کہ میں اس کے نامہ نگار کی حیثیت سے ترکی فوج کے ساتھ رہوینے طرابلس جانیکا مصمم ارادہ کیا تو مجھے اندرون ملک کے راستوں ذرا بچ نفل و حرکت اور وہاں کی ضروریات زندگی کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں بڑی وقت محسوس ہوئی۔

طرابلس لندن سے چھ روز کی مسافت پر بحر متوسط کے کنارہ ایک ایسے ملک کی حیثیت میں واقع ہے جس کے حالات مثل لیرینڈر اور اندرونی حصہ جزیرہ

نمائے عہد کے خفیہ اور پراسرار ہیں۔ لیکن میں اُس تجربہ کی بنا پر جو مجھے ذاتی طور پر دوا
 افتادہ عہد فرقوں کے متعلقہ عاقل ہے اور جس کی سفارتی اور اور پو۔ لٹن سے
 جو اس غیر معلوم ولایت کے صرف ساحلی خطوں کی بات شائع ہو چکی ہیں تاہم
 ہوتی ہے یہ یقین رکھتا ہوں کہ اس بیانیہ جنگ میں تجھے تکالیف اور نقصان
 سے متبادل کرنا پڑے گا۔ طرابلس کو روانہ ہو گیا اور فی الحقیقت جیسا کہ میں خیال
 کیا تھا میں یہی ٹھانی لشکر کو ایک غریب بدو سے سپر کرنا اسے تک کو
 مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

اُن صاحبوں کے لئے جو طرابلس براہ مارسیلز اور ٹیونس جانا چاہتے ہیں
 یہ ظاہر کرنا مفید ہو گا کہ ایسے اصحاب جماعت کو سفر شروع کریں کیونکہ اس دن
 لندن سے روانہ ہونے والے مسافروں کی کثرت کے باعث پینٹ فارم پر تل و ہر
 کو جگہ نہیں ملتی مزید برآں اُن کے ساتھ اسباب بھی اس کثرت سے ہوتا ہے
 کہ بلا مبالغہ اُس کے ڈھیر چھپے چھپے ٹیبلے معام ہوتے ہیں اُن معمولی وقتوں
 سے جو بصورت ازدحام ہر ایک مسافر کو جہاز اور ریل کے سفر میں پیش آتی ہیں
 پین سولرائنڈ اورینٹل وہی اور پوٹین لیل کے جہازوں پر مارسیلز میں سوار
 ہونے کی تکلیفیں بہت بڑھ چکی ہیں جماعت کے روز سفر شروع کرنے کے
 پاداش میں علاوہ ان تمام وقتوں اور تکلیفوں کے جو ناگزیر ہیں ایک اور ہلکی سی
 مصیبت چھپرنازل ہوئی یعنی اُس بڑی بے ترتیبی کے باعث جو ہمارے کیلئے جاری
 والے جہاز کو جب سولابولون میں داخل کرنے کے سبب پھیل گئی تھی مجھے
 اپنی مرضی کے خلاف لفٹ جبرٹری شدہ اسباب کے ٹیونس تک
 سفر کرنا پڑا جو مجھے چوتھے روز ٹیونس جا کر ملا۔ یہ ہی ہلکی سی مصیبت
 اس شخص کے لئے جو جاپان یا ہندوستان جا رہا ہو تا

کسی بھاری مصیبت ثابت ہوتی جبکہ اسکا ضروری اسباب ہفتون کے بعد دستیاب ہوتا۔ ہمارے ہمسفرون میں مشرقی جانیوالے کچھ ایسے صحاب بھی تھے جن کے اسباب سفر میں صرف ایک ایک گرم سوٹ اور ایک لپا چھوٹا سا کپڑے رکھنے کا کبس تھا مجھے ان کی بے سرو سامانی پر ہمدردانہ افسوس محسوس ہوتا تھا۔ یوگنڈا جانے والے آٹھ ایسے نوجوان سیلزنک ہمارے ہمسفر تھے جو اپنے اسکولوں کے نشانات پہنے ہوئے تھے ان میں ایک اخلاقی قوت جو رطابہ غلطی کے ہر ایک نائب میں ہونی چاہیے یعنی مستقل مزاجی موجود تھی اور ان خیالات سے متاثر معلوم ہوتے تھے۔ جو کاجون کی مباحثہ کرتے والی سوسائٹیوں اور لندن کلب سے تعلق رکھنے کی صورت میں گوش گزار ہوتے رہتے ہیں باوجودیکہ اس سے پہلے ان میں سے کبھی کسی ایک نے بھی عملاً روڈ بار انگلستان کو عبور نہیں کیا تھا اور وہ سب کے سب ایک ذہنوں کے درخت کو دیکھ کر یہ نہ سمجھ سکے کہ یہ کیا درخت ہے مگر وہ تنقیدی خیال رکھتے تھے اور ہر ایک معاملہ میں فیصلہ کن رائے پیش کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ کالے آدمیوں پر مہربانی کرنا عیث ہے اور اسی بنا پر ان کی رائے تھی کہ نوآبادیوں کے معاملات میں گورنروں کو بالکل خود مختار ہونا چاہیے۔ علاوہ اسکے وہ ارسابات کو سخت ناپسند کرتے تھے اور توہین سمجھتے تھے کہ غیر سرکاری ایسٹرون کی رقم کثیر ادا کرنے کے باعث برٹش ٹیکس دہندگان کے مقابلہ میں جرمنوں نے شرقی افریقہ کے ساحلوں پر ایک تجارتی راستہ قائم کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے وہ مسٹر گالبرتھ پول کی بلا وطنی کے بھی مخالف تھے۔ ان نوجوانوں کی بابت میری تمنا ہے کہ یہ عمر کے ساتھ ساتھ عقل میں بھی ترقی کریں۔ کیونکہ ایسے خیالات ہماری

وسیع سلطنت کو بہت نقصان پہونچتا ہے اور ہمارے بعض نوجوان سپاہی اور سول سرونٹ اصحاب کا اپنی غیر انگریز رعایا سے حقارتانہ برتاؤ اگر خطرناک نہیں تو یہ وہ ضرور ہے۔

سنا جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں اُس بلخ ہسپتالٹرس کی حفاظت کے لیے جس کی شادابی اور سرسبزی پہ محل وقوع ہونے کے باعث ساحل سمندر کو بھی ناز تھا خوفناک درندے تعینات تھے اسی طرح اب شمالی افریقہ کے اطراف برقعہ اور اُسکے جانب مغرب پھیلے ہوئے قطعات کی نگرانی پر زمانہ حال کی فوجی قوت تعینات ہے۔ اطالین کروزر مصری پولیس اور فرانس کی المیرین فوج کی حاسدہ نگرائی کے باعث فریقین کی کسی ایک حلقہ تک رسائی دشوار ہو رہی ہے اور فرانسیسی افسروں نے اٹلی کی پیہم شکایتوں سے متاثر ہو کر بغرض بنڈر سامان ممنوعہ جنگ اپنی نگہبانی کو اور زیادہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے بعض حالتوں میں جنگی نامہ نگاروں کو بھی تکلیف دہ دیر برداشت کرنی پڑتی ہے۔ مجھے قبل روانگی ہی اس قسم کی شکایتیں ایک نامہ نگار کی تحریر سے جس نے فرانسیسی افسروں کے مشورہ کے خلاف کہلا ہوا راستہ اختیار نہیں کیا تھا معلوم ہو چکیں تھیں اس لیے میں ایسی دشواریوں کے برداشت کرنے کے لیے بالکل تیار تھا مگر میں بخلاف اس کے فرانسیسی افسروں کی ہر ایک ممکن خوش اخلاقی کے برتاؤ کا معترف ہوں۔ خوبی قسمت سے جنوبی سفر میں مجھے تین معقول ہمالیہ یوں کو لطف صحبت سے مستفیض ہونیکا موقع ملا جن میں ایک ٹیولنس کے مسٹر ہرنل دوکر مسٹر ہورس امرکین جو ٹیولنس کے جنوب مشرق کو بغرض شکار جانا چاہتے تھے تیسرے ایک مصنف مسٹر ایڈیٹ بوشل میرے طرابلس جا رہے تھے اور جن کی رفاقت مجھے ترکی کیسپ تک میسر رہی۔ البتہ یہیں ٹیولنس کے ہنگون سے غائب

شدہ ٹیونسکی سکے کی فراہمی میں کسی قدر ضرورت زد کرنا پڑا کہ نوٹ اور ہنڈی
طرابلس میں بیکار چیزیں ہیں اور طلائی سکے فرانس کی مسلمان رعایا ٹیونس کی
اُس قیامت دلی ہمدردی کی نذر ہو چکا تھا جو انھوں نے سلطنت عثمانیہ کو
ترکی افسروں کی معرفت ستر ہزار پونڈ گرانتقد رچندہ کی صوت میں بطور فرید علی
ثبوت دلی تعلق کے پیش کیا تھا۔

میرے زمانہ قیام ٹیونس میں پانچ ہزار ایسے خاندان براباد باشندگان مالٹا پناہ گزین
تھے جو غریب اٹلی کی گولہ باری اور ساحل سمندر پر قبضہ کرنے کے ایام میں طرح طرح کے
مصائب شدائد کا شکار ہو چکے تھے۔ اُن کی دکانیں بونی گئیں مکانات براباد کئے
گئے اور اُن میں سے کم سے کم آٹھ حص اٹلی کے پھٹے والے گولوں کے نذر ہو چکے
تھے۔ مجھے اکثر مالٹیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جو برٹش گورنمنٹ کے تفاعل شعارانہ
برتاؤ سے سخت ناراض تھے اُن کا بیان تھا کہ ایسے سخت وقت میں جبکہ یہودیوں
نے بھی اپنے ہم مذہبوں کی مدد کی برٹش گورنمنٹ نے ہمیں ہمارے ہی حال پر
چھوڑ دیا اور اُن پناہ گزینوں میں سے بعض نے جو زیادہ غصہ میں بھرے ہوئے
تھے بیان کیا کہ انھیں کس مہربانی کی حالت میں چھوڑ دیے کا اس قدر افسوس نہیں
ہے جتنا اسکا کہ کیوں کبھی انہر انگلریزی جہتداسایہ افکن ہوا تھا میرے خیال
میں اُن کی تمام تاراضی اور اعتراضات بالکل حق بجانب تھے اس پر خطرناک طرہ
پر ہے کہ دارالعوام میں برٹش خادان آفس کا لیجربا باشندگان مالٹا کے
حق بجانب غصہ کو کم کرنے والا نہیں تھا۔

ٹیونس سے مدین تک ہمارا سفر پر لطف رہا۔ جونہی ریلوے لائن
شوشہ سے سفاکس تک جاری کی گئی ہے اس نے ہمیں آرام کے علاوہ
الدحیم کے اُس براباد شدہ ایسی تھیسرے جو انٹو ناین طرز کا بہترین نمونہ ہے

دیکھنے کے لیے کافی وقت بھی دیا گواٹنگستان میں ہمیں ٹیونس کے متعلق کافی معلومات میسر ہو کر دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ بعض لحاظ سے مصر کے مقابلہ میں جہاں بغرض سیر و تفریح پور ہیں اصحاب جاتے ہیں ٹیونس کی دلچسپیاں بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ آب و ہوا خوشگوار آثا قدیمہ کی دلچسپی بمثل اور انتظام اچھا ہونے کے علاوہ ٹیونس میں ریلوے لائن بھی بڑے رقبوں پر پھیلی ہوئی ہے۔

وہابی ہیضہ تھوڑی ہی سی پھیلے پائی تھی کہ اپنی ابتدائی حالت میں بلوی لگتی اور موجود حالات میں یہ خطرہ بالکل بے بنیاد ہے مگر اس کی وجہ سے ٹیونس کے بہت سے آئینولے اصحاب رُک گئے۔ سفاس سے مدین تک۔ جن کو گڑبادی ہوئی جو پیہ گاڑیوں کی آمد و رفت جاری ہے وہ معمولاً مسافت جلد طے نہیں کر سکتیں۔

اس لیے ہم نے سفاس سے بنی خردان تک چہرہ چہرہ پونڈ کرایہ کی موٹر کاروں پر ٹھیکو کیسی سرعت سے اُن فرانسسی سرکون چمچیں طرابلس میں آنکھیں ڈھونڈتی تھیں گذرنا شروع کیا غیض میں ناشتہ کرنے کے بعد جہاں ہیضہ پھوٹ پڑا تھارات کے کھانے کے وقت مدین پہنچ گئے، جہاں ہم نے عربوں کا اسی قسم کا ناچ دیکھا جیسا کہ قبل ان میں بسکھ میں جہاں ہم نے آدمیوں سے بھرے ہوئے عربی قہوہ خانوں میں۔ بدنام کنندہ نگو نامی چند انگریزی سیاح مع اپنی اُن بیٹیوں کے جنہیں یورپ میں بغرض تحفظ منظر بد تقاب پوش رکھا جاتا ہے طبقہ والدیل کی بدنام عورتوں کے دوشن ووش بیٹھے ہوئے عربوں کا ناچ دیکھنے میں جو مشرقیوں کی منظر میں خواہ کتنا ہی پر لطف کیوں نہ ہو مگر مغربی اُسے بیہودہ حرکات سے زیادہ معزز خطاب

ہنہین دیکھتے۔

مذہبن پہونچنے سے ذرا پیشتر سرحد عبور کئے ہوئے اور براہ سفاکس قسطنطنیہ جانے والے تین ترک چوپیرہ گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہمیں ملے جو میدان جنگ کے تابانی گردان یکپس روز کے عرصہ میں براہ دیہات دوری کے راستہ سے پہونچے تھے گوجنگ اٹلی کے باعث بظاہر ہر ایک چیز سے جو دولت میں شمار کیجا سکے محروم ہو چکے تھے مزید برآں دو شخصوں کی ٹانگوں میں زخم بھی موجود تھے مگر اس پر بھی باوجود حفظ مراتب کی پابندی کے اُن کی ہر ایک بات سے زندہ دلی مترشح ہوتی تھی اور وہ یہ سُکر بہت خوش ہوئے کہ میں اُنکی قوم سے ہمدردی رکھتا ہوں اور اُطرابلس جا رہا تھا۔ سفاکس سے تا اختتام سفر تمام عرب اس سے مطلع معلوم ہوتے تھے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں کیونکہ اُنکا ہمارے ساتھ غیر معمولی دوستانہ برتاؤ رہا اور حتی المقدور انہوں نے ہر ایک ممکن موقع کو اپنی دوستی کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔

ہم سے کچھ فاصلہ پر وہ خوبصورت جبل متمتہ کی پہاڑیاں سینہ اُبھار میدان میں کھڑی دکھائی دیتی تھیں جن کی بلندیوں پر ساہنوں کی کثرت مشرقی شاعرانہ نکتہ منظر سے چوٹیوں کا کام کرتی ہے اور جن کی وجہ سے سیاہون کو رہبری کے لیے مقامی عربوں کا حاصل کرنا دشوار ہو رہا ہے یہ وہی پہاڑیاں تھیں جہاں پہلے سترہویں بہت سے بارہ سگنوں کے شکار کرنے کی امید رکھتے تھے مگر باوجود تکمیل عملہ انتظامات متعلق پرشکاراکی رائفین ابھی تک ہمیں آئی تھیں اس لیے اُنہوں نے تابانی خزان بطور مزید عنایت لطف صحبت سے ہمیں محروم نہیں کیا۔

دو تہری افسر بہ تبدیل لباس غیر مصرت رسان سیاہون کی وضع سے

مدین کی ایک گلی میں کھڑے ہوئے سرحد عبور کرنے کے موقع کا انتظار کر رہے تھے میرے خیال میں تقریباً ساڑھے افسر اسی ترکیب کا نکل کر اپنے رفقاء کے شریک حال ہو چکے ہیں۔ اپنے سرحد کے قریب ایک چھوٹا سا ڈھیران یورپین ٹوپوں کا دیکھا جنہیں عثمانی سپاہیوں نے اپنی سرزمین کا یقین ہوئے پر اپنی جیبوں سے چھپی ہوئی طریقہ کار پیش نکال کر پہنچتے اور اپنی کارروائی کے پختہ و خوبی انجام پانے کی مسرت میں ہتھکڑیاں لگاتے ہوئے پھینک دیا تھا۔

میں خصوصیت سے اُس عجیب اور زیر تربیت جانیو فوج کے دیکھنے کا متمنی تھا جس کا ایک حصہ مدین کے قریب تعینات ہے اور جس کے سپاہیوں کے زیب تن ہونے سے اُس معمولی آسمانی و سرخ و روی کو جو فرانس کی عام پلٹنوں میں مروج ہے اسوجہ سے عار ہے کہ اس کے سپاہی چور اوچکے اور قاتل ہونے کے سبب قواعد وغیرہ کے بعد شام کو حفاظت سے مقفل کر دئے جاتے ہیں۔

اس جانیو فوج سے وہ فارن لیجن (غیر ملکی) فوج متعینہ جنوبی الجیریا جس میں کسی زمانہ میں ایک بشب معمولی سپاہی کی حیثیت سے بھرتی ہوا تھا اور بالفعل نصف جہنم اور نصف باستثناء انگریزی قوم کے دیگر اقوام کے سپاہی ملازم ہیں مختلف ہے۔

آج کل جنوبی ٹیونس میں یہ پرتاج حکایت بہت مشہور ہو رہی ہے کہ ایک شریف علم حیوانات کے شایق انگریزی سیاح نے غفسہ کے غاروں میں اپنے والی چمگا دروں کے نمونے لائیو لون کو فی چمگا در و پاس سان ٹیم انعام دینے کا اعلان کیا تھوڑے ہی عرصہ بعد ایک عرب زندہ چمگا دروں کی چار بھری ہوئی یوریاں لے آیا جنہیں دیکھ کر یہ ناوان سیاح بہت گھبرایا

اور اُس وقت سے بچنے کی کوئی سبیل نہ معلوم ہونے پر اُس کو مجبوراً حسبِ وعدہ آتشِ پونڈ کی گرانقدر رقم ادا کرنے پڑی۔

بنی غردان کو جانِ بولی شرک سرکاری طور پر لمیٹ کھلاتی ہے جسکی شکستہ حالت دیکھ کر میرا موٹر کار و ٹکڑ زیادہ کرایہ پر حاصل کرنے کا افسوس جاتا رہا کیونکہ مالکان کے لیے اپنی مشین اور ٹائٹلرون کو ایسے ناہموار شرک پر لیجاتا خالی از خطرہ نہ تھا۔

طینیائی کے آثار سے جو ہر ایک جانب نمایاں تھے ظاہر ہوتا تھا کہ زمانہ برسات میں یہ شرک تقریباً ناقابلِ گزر ہوتی ہوگی۔ راستہ میں ہمیں ایک ایسی خشک ندی بھی ملی جس میں کما حقہ طینیائی کے آثار پائے جاتے تھے اور جو شرک کے ایک پل کے نصف حصہ کو بہاے گئی تھی جس کی وجہ سے پانی کو دوسرا راستہ اختیار کرنا پڑا تھا۔

بنی غردان کے حسیہ شیوخ حکومت کرتے ہیں ایک فوجی حلقہ میں واقع ہونے کے باعث جہاں ہم دو پہر کو پہنچ گئے تھے گھوڑوں اور اونٹوں کے لیے کمان ڈینیٹ سے احکام حاصل کرنے پڑے یہاں خوش قسمتی سے انجمنِ ہلالِ احمر کے چہرہ ترکی ڈاکٹروں کی ایک ایسی جماعت سے ملاقات ہوئی جو معہ بہت سے شفاخانہ کے اردلیوں و ذخیروں اور تیمار دار مردوں کے بسرِ کردگی نہایت طنسار اور ذی علم ڈاکٹر عجلال کریم ساطربے پرو فیسر طب استنبول یونیورسٹی جلد میدانِ جنگ کو روانہ ہونیوالی تھی رزمہ ملازمان میں پیرٹ فیشن کی اونچی ہیٹ اور بکری کی کھال کا کوٹ پہنے ہوئے ایک البانی عثمان نامی شخص بھی تھا جو مستعد اور شہسوار ہونے کے ساتھ یونانی اور ترکی زبانیں جانتا اور مجسم تسخّر ہونے کی وجہ سے سب کی دلچسپی کا باعث

تھا۔ اسی ہلالِ احمر کی پارٹی کے ساتھ میرے لندن کے سفارتِ کپستان ٹیلیہم بھی تھے جو قبل ازین بامختی جنرل فرینچ جنوبی افریقہ کی جنگ میں ٹریک ہو چکے تھے انکو دوبارہ اور پھر ایسے موقع پر دیکھنا بہت زیادہ پر مسرت تھا۔ اس پارٹی کو بہت دقتیں برداشت کرنے کی وجہ سے سرحد تک پہنچنے میں ایک ماہ کا عرصہ صرف کرنا پڑا اور جبکہ سفر کی ابتدا پر اکڑیم اور نیٹ ایکسپریس ریلوے سے کی گئی تھی تو اس کی انتہا ذلیل اور تکلیف دہ کاروائی تھی۔ پر طے مراحل کی صوت میں ختم ہونوالی تھی یہ جماعت قسطنطنیہ سے براہِ مایلز جب ٹیونس پہنچی تو تیار دارون کی تعداد میں زیادتی کا شبہ ہونے پر سرکاری کاغذات کی گہری جانچ پر تال کے بعد تقریباً ایک درجن ترک روک دئے اور واپسی پر مجبور کئے گئے۔

ہماری انجمن صلیبِ احمر کو بھی براہِ انسانی ہمدردی قابلِ ڈاکٹرون اور تیار دارون کا انگریزی اسٹاف طرابلس ضرور بھیجنا چاہیے جبکہ ایسی مدد عثمانیوں کے حق میں نعمتِ غیر مترقبہ اور ہماری گروٹوں سلمان رعایا ہند کی نظر میں مستحسن قرار پائیگی۔

غبیض میں ایک عرب رہنما محمد کاچھوٹا سا مکانِ سرراہ واقع تھا جسکی وجہ سے مکین کو اپنے پیشینہ رہنمائی کی ضرورت یعنی مسافروں کی آمد و رفت کی خبر گیری میں خاص سہولیت حاصل تھی محمد اپنے چست لباس میں خوبصورت معلوم ہوتا تھا اور حسبِ بیان نامبروہ اس کی پھندے دار ٹیولس کی ٹوپی ساڑھے چار فرانک اور ریشمی لبادہ معہ ٹوپ جو باہم سے ہوتے تھے ساتھ فرانک کی قیمت کے تھے۔

رہنما مذکور غزیر یہ تک میری اور مسٹر ایبٹ کی خدمتگاری کا معاملہ طے

کر کے اپنی بیوی اور رشتہ کے بھائی سے رخصت ہونے اور سالانہ سفرِ سرست کرنے کے لیے اپنے مکان میں چلا گیا جہاں سے وہ الوداع کہہ کر قسطنطنیہ دیر میں مدینہ پہنچے روزانہ پہننے کے کپڑوں کی گھڑی کے واپس آکے ہمارے اسباب کی بوری پر سفر کرنے کے لیے تیار ہو کر بیٹھ گیا۔ ہم مدینہ اُس نے ملازم کے سرحد کے قریب ہوتے جا رہے تھے جس کی بابت مجھے بہت اندیشہ تھا کہ بدون صریح اجازت کے سرحد کو نہ چور کر سکیگا۔ لیکن اُس نے مجھے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ اگر محافظان سرحد سے واپسی پر مجبور کریں گے تو وہ بظاہر بخفیہ حالت میں اُن کے احکام کی تعمیل کرے گا مگر اُن کی طرح پوشیدہ طور سے سرزمینِ طرابلس کے کسی قریبی مقام پر اگر ہم سے مل جاویگا۔

پانچ دن کے سخت سفر کے بعد مسافر بنی گردان سے غریبہ تک پہنچ سکتا ہے یہ امر آسان نہیں ہے کہ کوئی شخص یکے بعد دیگرے منازل کی ٹھیک ٹھیک کیفیت بیان کر سکے کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے طرابلس کا کوئی قابل اعتبار اور صحیح نقشہ موجود نہیں ہے حتیٰ کہ جو نقشہ دستیاب ہوتے ہیں اُن میں باہم مختلف مقامات کے ناموں میں بھی اختلاف ہے حال ہی میں جو دو نقشے لندن اور فرانس میں مرتب ہوئے ہیں اُن میں بھی گردان تک کا پہنچنا نہیں حالانکہ یہ شہر سترہ سال سے آباد ہے بہر حال اُس شخص کی رہنمائی کے لیے جو براہِ منہ ٹیونس پہنچے یہ ظاہر کرنا مفید ہوگا کہ اس کے واسطے سب سے سیدھا وہ راستہ ہے جس کا طول دو سو پچالیس کیلو میٹر یا ڈیڑھ سو میل ہے اور جو شوشہ بوقماش زوارہ اور زاویہ ہوتا ہوا بتی گردان جاتا ہے۔

دوسری سمت کے متعلق مجھے اس قدر کہنا ضروری ہے کہ جو شخص براہِ مصر شرقی سرحد کو عبور کر کے ولایتِ طرابلس میں داخل ہونا چاہے اُسے

بہت زیادہ وقت لگا لگا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ کافینہ پیدا بائی سفر کے واسطے
تیار کیا گیا ہے۔ یہ سب چیزیں اس کے لئے تیار کی گئی ہیں۔ یہ سب چیزیں اس کے لئے تیار
میں کم سے کم چھ ہفتہ تک رہا رہا ہے۔

یہ امر تشریح کرنا ہے کہ نشا طبع کی فوج کا تعلق بیرونی دنیا سے
کسی وقت میں ہی منتقل کیا جاسکے کیونکہ ایک ٹیونس کی تمام مسلمان آبادی
دوسرے باشندگان کا بہت بڑا حصہ جو ٹیونس میں اقامت پذیر ہیں ترکون سے
ان کی کثیر باشندگان کا بہت بڑا حصہ جو ٹیونس میں اقامت پذیر ہیں ترکون سے
ان کی موجودہ کوششوں میں دلی بہرہ رومی رکھتے ہیں۔ اور ایسے ہی محسوسات
مصر کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے پائے جاتے ہیں اس صورت میں
اگر ٹیونس اور مصر کی گونٹیں ہر ایک قسم کی احتیاط عمل میں لاتے ہوئے
بھی اپنے تمام اوردین سپاہی صرف اسی خدمت کی انجام دہی کے واسطے
مامور کرویں تو بھی ان وسیع اور ناقابل تسخیر سرحدوں کا بہت چھوٹا سا حصہ
کسی قدر قابل اطمینان نگہ رانی کے تحت میں داخل فرض کے طے کے قابل ہوگا اور
بہت بڑے حصہ کے واسطے انھیں مصری سوڈانی اور عربوں کی ضرورت
واقع ہوگی جن کی اپنے ہم مذہبوں سے گرم جوشانہ بہرہ رومی مسلمہ ہے۔

بمطابق اسکے فرائض کو خود شیخی خور مقامی اطالیوں نے اپنے
سفیانہ چال چلن اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ خوف بدامنی اپنا ایک سپاہی
بھی زیادہ عرصہ کیواسطے سرحد پر بھیج سکے۔ کیونکہ مقامی اطالیوں نے اپنے
ہموطنوں کی باسانی حاصل ہونی والی ابتدائی فتوحات کی تقریب پر بریگتہ کن
طریقوں سے اظہار مسرت کیا جس کی وجہ سے قصبات و مواضعات کے عربوں
میں محنت اور نفرت آمیز اشتعال پیدا ہو گیا۔

یونیس کے حکام پر بالکل یخبر ہی اور لاچاری کے عالم میں اُس قومی
 تنفر کے نتیجہ کا اظہار ہوا جبکہ وہ اپنی عربی لباس رکھنے والی فرانسیسی زوا و فوج
 کو متعدد کثیر مراکو اور یونیس کے ہیضہ سے متاثر ہونے کے سبب دیگر قسم کی تمام
 فوجوں کو بطور عارضی دار الحکومت سے دُور دراز فاصلہ پر پہنچ چکے تھے چنانچہ
 عربوں اور اطالیوں کے درمیان تشویش ناک ہنگامہ برپا ہونے پر صرف
 ڈھائی سو زوا و فوج کے سپاہی میسر آ سکے اور بغیر بندش ظلم و قتل تمام دن
 جاری رہا بانسڑ ٹاسے بذریعہ تار مدد طلب کی گئی اور چار سو زوا و فوج کے
 اور سپاہی ہم پہونچنے پر شہر میں معمولی امن قائم کیا جاسکا۔ لیکن اسیر بھی -
 پور بیہوش کو مقررہ وقت کے خلاف ایسی حلقوں میں جانے کی اجازت
 ہفتون نہ دیا جاسکی۔

طرابلس کے متعلق عام طور پر گفتگو کر دینا اشتیاق تمام سرحدیوں میں
 پایا جاتا تھا۔ کیونکہ آج کل جنگی کارروائی بالکل بند تھی اور اس کے ساتھ ہی یہ بات
 صاف نظر آتی تھی کہ اطالیوں کو بڑی وقتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا اور اُنکے
 کمانڈر نے ہر ایک ممکن کوشش اس امر کی کی تھی کہ عام طور سے یورپ اور
 خصوصیت سے اٹلی میں اس کی وقتوں کی خبر میں نہ پہونچنے پائیں۔

طرابلس کا ہیضہ اور پانی کا قحط اطالین حکام کی بڑی پریشانی کا باعث
 ہو رہے تھے حتیٰ کہ شمالی افریقہ میں اس صلیبی جنگ کرنیوالی کثیر التعداد فوج
 کو بنا چاری سرزمین اٹلی سے پیسے کا پانی منگنا پڑا۔

فریقین کی فوجوں کے باہمی فرق کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے
 ایک ترک خواہ نظام سے تعلق رکھتا ہو یا روایت سے حتیٰ کہ ایک بیقا عدہ
 عرب بھی اٹلی کے کمزور اور جلد گھبرا جانے والے سپاہی سے ہر طرح برتر ہے۔

ایک من ترکى جنرل نے اعلان دیا تھا کہ اطالین اپنی جس فوج کو پسند کریں لے آویں اور ایک مقررہ میدان میں مساوی التعداد عثمانی بہادروں سے نمبر و آزمائش کر جنگ کا فیصلہ کر لیں اگرچہ یہ طریقہ جنگ فی زمانہ بیقاعدہ ہے مگر اس کے اندر ایک ایسی خوبصورتی پنہان ہے جس کی قدر سچا بہادر ہی جان سکتا ہے۔

اٹلی کی طرابلس میں خیر حالت ہونے پر فرانسیسیوں کے علاوہ یہودیوں بحر روم والوں اور نامعلوم القوم کے بہت سے باشندوں نے جیٹینوس اور الجیریا میں سکونت رکھتے ہیں کھلے طور پر اٹلی کی جانب داری شروع کر دی ان لوگوں کی جانب داری بعض حالتوں میں خود غرضی اور لالچ سے پاک بتلائی جائے مگر مصلحت اور موقع کا خیال ان کے طریقہ عمل کو اسکے خلاف ظاہر کرتا ہے کیونکہ اول الذکر یعنی فرانسیسی حکمران جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور موخر الذکر تمام اقوام تجارتی جماعت سے جبکہ ایک طرف فرینچ افسر ترکوں کی ہمدردی پر ملکی مصلحت کو ترجیح دینے پر اس لیے مجبور تھے کہ انھیں ایسی سرچوں سے کیقدر خوف آمیز بے اعتباری ہے تو دوسری طرف اطالین فوجی ضرورت کے باعث ٹیونس و الجیریا کی تجارت کو کثیر التعداد جانوروں اور کثیر المقدار گوشت و ترکاریوں کی گرانقدر قیمت پر برآمد کارین موقع ہاتھ آیا ہے اس لیے لامحالہ ٹیونس کی حکمران اور تجارت پیشہ جماعتیں خوف زدہ ہوئیں کہ اٹلی کو مبادا طرابلس میں ناکا یہابی نہ ہو جائے۔

آج کل ٹیونس و مصر میں یہ اہم سوال درپیش ہے کہ اگر عرب یورپ کی ایک دل عظام میں شمار ہو بیٹوالی طاقت کے حملہ کو غیر مؤثر ثابت کر دیں۔ تو اس حالت میں ان کے مکہ و مکہ شمالی افریقہ کے ہم نہ ہوں یہ جو صرف

تلوار کے زور سے مطیع رکھے جاتے اور مختلف مقدار میں اپنے عیسائی حاکموں سے نفرت کرتے ہیں کیا اثر پڑیگا۔

ایبٹ اور محمد سے ایک عرب نے اولاً بار برداری سکے دو انڈون کا کرایہ بارہ بارہ فرانک ملے کیا بعد ازان صرف ایک ہی اونٹ پر ہمارا سب اسباب بار کر کے جو میں فرانک کا طالب ہو انگریز عربی وضع کا دھوکا ہم پر کارگر نہو سکا۔

گھوڑوں کی سواری پر بہتے صحرا کا کاروانی سفر شروع نہایت سہل ہے سواری کو تیز رفتار و پر آرام موٹر کا رین شہر نیکو زمانہ حال کے خوش اسلوب مسافر خانے اور کھانے پینے کو لذت و لطیف غذائیں قسم قسم کے پانی اور شرابیں غرضیکہ یقینی باسانی حاصل ہو نیوالے اور آرام دہ سامان جو تھے لیکن ہمارے سامنے صرف بظاہر نہ ختم ہونوالا صحرا تھا سامان راحت کو چھوڑ کر تکلیف دہ صحرائی سفر اختیار کرنے کا باعث اس نے علم کو حاصل کر نیکاشوق تھا جسے بصورت سوال اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہاں ہم کیا دیکھیں گے اس کے ساتھ ہی دو اور سوالات وچہر پریشانی ہو سہے تھے کہ کس طرح سے زندگی بسر کریں گے اور کب واپس ہوں گے؟ وقت ان تمام سوالات کے جوابات طاقت بشری سے باہر تھے اور ان کی نسبت صحیح حالات آئندہ کا علم رکھنے والا خدا ہی خوب جانتا تھا۔

ہمارا قافلہ ہی عروان سے شام کے تین بجے روانہ ہو کر تقریباً آٹھ بجے شوشہ پہنچا جہاں پہنے مکہری ہوئی چاندنی میں اپنے سامان کا انتظار کیا یہ فرامیسی آخری مقام ایک محفوظ پڑاؤ تھا گھر رکھتا ہے جہاں ایک ہٹکدار اور ایک عرب محرتار سے ملاقات ہوئی یہیں ہمیں یہ افسوسناک واقعہ پیش

آیا کہ یکا یک چہ عرب افسر ایک جرمن ڈاکٹر کو جو انجمن بلال احمر کے پردہ میں
 سفر کر رہا تھا اور جس کی نیند بوجہ مٹی فوج کے طبی اسٹاف سے تعلق رکھنے
 کا شبہ تھا روک دینے کے احکام دیے ہوئے نمودار ہوئے جبکہ یہ قلیل رقم اور ایک
 چھوٹے سے جرمنی کے ساتھ بلا کسی خیمہ یا کسی اور ضروری چیز کے ہزار
 وقت سرحد تک پہنچ چکا تھا تو ایسی صورت میں احکام کی تعمیل کا زیادہ
 گراؤ نہ ہونا ایک قدرتی امر تھا اور اس سے ڈاکٹر کا پیریشان ہونا فطرۃً لازمی
 دنیا کو یونانی زبان کے مٹی پر کندہ ہونے والے الہامی الفاظ یا وہین
 جبکہ لفظی ترجمہ بطریق تصرف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہزار سالین اتنی دیر کر کے
 آئے کہ صلح کے شرائط پر بحث ہونی شروع ہو گئی ہو تو اسے اپنی غلطی کے لیے
 افسوس کرنا پڑیگا۔ سب قافلہ والے اپنے سفر کو جاری رکھنے کے خواہشمند رہتے
 لیکن اسباب کا بہت پیچھے چھوڑ دینا بھی تکلیف دہ تھا مجبوراً شوشہ ہی میں
 شب باش ہونا پڑا جب کوئی شخص جنگ کے جادو سے مسحور ہونے کیلئے
 میدان جنگ کی طرف بڑھتا ہے تو اس کی اہلیت کا بڑی سختی سے امتحان
 کیا جاتا ہے چنانچہ کاروانی طریقہ کی پہلی ہی منزل پر شوشہ میں مجھے معہ اور
 آٹھ آدمیوں کے ایک کمرہ کی زمین پر سونا نصیب ہوا جسکی وجہ سے صبح پانچ
 بجے بیدار ہونے پر مجھے کیکپاڑیے والی سردی معلوم ہوئی گو خوش قسمتی سے
 میں نے عزیز یہ میں ایک عرب سے سفری بستر خرید کر لیا تھا مگر بد قسمتی سے اسکے
 اکثر پیچھے رہ جانے کی وجہ سے اس سفر میں مجھے بہت دفعہ زمین پر سونے
 اور کبھی کبھی پڑ رہنے کا اتفاق ہوا کیونکہ زمین کے پتھر ٹپکی ہوئے کیسوت
 میں کجونی تیند کا آنا دشوار ہے رات ہی کو روانگی کا وقت ساڑھے پانچ بج
 طلوع آفتاب قرار دیا گیا تھا۔ لیکن جہاں عربوں سے واسطہ ہوا وہاں بہتر

سے بہتر تذاہیر بھی کار آمد ثابت نہیں ہوتیں چنانچہ ساڑھے آٹھ بجے صبح سے پہلے ہم روانہ ہو گئے۔

زمین کی لمبی اور آسمان کا کہر مانع تیز رفتاری تھے ہی کہ شوشہ کی منظر دن سے غائب ہوتے ہی موسلا دھار سینہ پر سسے لگا اور چارے دیکھتے ہی دیکھتے کھائی کھڑے استفذ پھر گئے کہ ہم گھوڑوں کو بھڑائی پانی پلا سئیں۔ بھون کی حالت بری تھی گھوڑوں کے قدم ہر قدم پر پھسلنے اور غریب اونٹ چپکنے والی ریت میں دبھسنے لگے۔

سرزمین طرابلس پر بوتقاش لب ساحل انگلی آباد ہے جس جگہ پہلے کسی زمانہ میں رومیوں کا شہر پسند آباد تھا یہاں پر اناتر کی قلعہ بھی ساحل کے قریب پہاڑی پر واقع ہے اور ایک کم بلند چٹانوں کا سلسلہ ساحل کے متوازی دو میل تک پھیلا ہوا اور اُس جگہ کو گھیرے ہوئے ہے جہاں ایک عمدہ بندر گاہ تعمیر کیا جاسکتا ہے۔ بحالت موجودہ چند کشتیاں نر کی بلاک ہوس کے دائیں جانب پھیلی ہوئی تھیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ پرانی نگر اندازی کی جگہ تھانی افریقہ کے اور بندر گاہوں کی بد قسمتی میں شامل ہو چکی ہے اور انھیں کی طرح اُس ریت کی کیچ نے جو اس خطرناک کنارہ میں بکثرت پائی جاتی ہے اس جگہ کو بھی خراب کر دیا ہے۔

یہ مجھے پہلا ہی موقع تھا کہ میں بوتقاش میں ترکوں کے مقابلہ میں اٹلی کی فوجی طاقت ان پنجی پنجی چٹانوں سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک اطالین کروند کی شکل میں دیکھی جس کے دو کشوں سے دھوان نکلتا ہوا ہمیں کھائی سے رہا تھا ہمارے بوتقاش پہنچنے سے پانچ دن پہلے پرانے ترک کی قلعہ پر اس حالت میں کہ اُس کے محافظوں میں صرف ایک ترک اور دو عرب

سپاہی تھے اطالیوں کی اس تنگ نظر فی کے باعث گولہ باری کی گئی تھی جس کی نسبت اس صورت میں کہ یہ قلعہ فوجی نظر میں کچھ نہ خصوصیت نہیں رکھتا تنگ نظر فی کے سوا اور دوسرا خیال قائم نہیں کیا جاسکتا۔ اس گولہ باری کا فائدہ صرف اس قدر رہا کہ قلعہ کی عمارت میں دو یا تین سوراخ ہو گئے۔ سینے بچشم خود بارہ پونڈ وزنی پھٹنے والے گولے کے اجزا اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے دیکھے قلعہ کے محافظوں کی یہ چوٹی اسی تھرا دیکھا ہر جگہ جہاز کی موجودگی سے ہراساں تھی نہ دوبارہ گولہ باری کے خیال سے خوف زدہ۔

انجمن ہلال احمر کی پارٹی جس میں اکثر اشخاص طر پوش سے پہنے ہوئے تھے میں آدمیوں پر مشتمل اور اٹلی کی بحری توپوں کے لیے ایک الپانیو الانشانہ تھے اس لیے ڈاکٹر عبد الکرم بے نے ازراہ دانشمندی بوقماش سے روانگی اور پھر کاراسنہ اختیار کر کے ہلال احمر کی پارٹی کے کاروان کو اطالیوں کی نظر اور توپوں کی زد سے محفوظ کر لیا ورنہ وہ گولے جو بعد میں پھینکے گئے اگر قطعی ذخیرہ کے اونٹوں کے قریب گرتے تو انکارا گریر اختیار کرنا بہت زیادہ باعث نقصان و دلشکن ہوتا فیمل روانگی ڈاکٹروں کو عربوں سے معلوم ہوا تھا کہ واہ پر بھی جو ہماری دوسری منزل مقصود تھا اکثر اوقات گولہ باری کیجاتی ہے۔ چنانچہ اس معقول وجہ کی بنا پر جس کے باعث بوقماش ترک کرنا لازم تھا وہ زوار سے سات میل جانب جنوب رگڈالن میں رات بسر کرنے اور صبح کو جوارہ مناسب قوم ہوئے اختیار کرنے کا ارادہ کر کے ہمارے جلد جمع کرنے پر روانہ ہو گئے۔ کینان ٹیلیہم مسٹر لیٹ اور بین ہلاک ہوس میں مقیم رہے جس کی بوجہ شکستگی و کھنگنی آواز دینے والی چوٹی دیواروں کے نیچے بیٹھ کر ہم نے ناشتہ کیا جہاز والوں نے ہمیں اچھی طرح دیکھا مگر گولہ باری نہیں کی اسکا سبب

جیسا کہ ترکوں کا خیال ہے یا تو میری انگریزی ٹوپی تھی جسکو ابھی تک طربوش سے نہیں بدلا تھا یا اغلباً یہ کہ دشمن کے ایجنٹوں نے بے سلسلہ کی تار برقی یا کسی دوسرے ذریعہ سے انھیں مطلع کر دیا تھا کہ یہ انجمن ہلال احمر کا کاروان ہے۔

اُن عربوں کے پاس جنہوں نے گولہ باری زوارہ کی اطلاع دی تھی سب قسم کے اسلحہ پہنٹا ہوئے ایک ایسے قریب میں ساختہ براسٹیاں بھی تھی جس پر پندرہ سو میٹر کے ویدوان لگے ہوئے تھے اور جس کے نال کے نیچے چاروں طرف گھومنے والی سنگین قائم تھی۔ اس بندوق کے کندے میں ایک بظاہر نہ معلوم ہوئی والا خانہ تھا جس کے اندر قیل کی کپی اور بندوق صاف کر نیکا سامان پوشیدہ طور پر موجود تھا جب میں نے اس پر اسرار خانہ و سامان کی نسبت اسکے فخر کنان مالک کو مطلع کیا تو وہ عرب اس خفیہ خزانے کے علم پر بہت ہی خوش ہوا

مجھے طرابلس میں ہمیشہ اس بات کا افسوس رہا کہ میں نے بجائے سپاہ عربی زین کے جس کے رکاب ڈال اس قدر چھوٹے تھے کہ بحالت استعمال گھوڑے کے سوار کی طرح تکلیف میں رہنا پڑتا تھا اور استعمال نہ کرنے پر گھوڑے کو دھکی یا پاشنا دوڑانے کی صورت میں اس کی رکاب میں کھٹاکٹ کی آواز کے ساتھ گھوڑے کے دونوں پہلوؤں میں لگتی تھیں جو مرکب کی تکلیف اور رکاب کی ناگواری کا باعث تھیں آرام دہ فریشی فوجی زین کیوں نہ خریدی جس کے قبور لیٹے بیچ کا رکھ دینا ثبوت بار بار دیتے دیتے اور میرے افسوس کو تازہ کرتے رہتے میں اپنی تمام عمر میں۔

جہد پر مصائب سفر کئے ہیں ان سب میں عام تکلیف کے لحاظ سے مشہور
سے رگڑا لیں تک گیارہ کھٹے کا نمبر بہت سخت تھا۔

طرابلس میں ہمارے سفر کی اکثر منزلیں ایسا اوقات نہ ختم ہونے والی
معلوم ہوتی تھیں۔ ایسی صورت میں تاریکی ہو جانے کے بعد مجبوراً
کے جھنڈے دیکھنے یا کتے کی آواز سننے سے منزل کے قریب الاختتام ہونیکا
یقین کرتے ہوئے بغرض مزید اطمینان قیام گاہ کی نسبت کسی بدو سے سوال
کرنے پر جو ایسا یہ سنکر کہ منزل مقصود کچھ دور نہیں ہے ہم بہت ہی باؤس ہو جا
تھے کیونکہ یہ فقہہ طرابلس جیسے ملک میں جہاں وقت اور فاصلہ کی کچھ
پرواہ نہیں کی جاتی ہے منزل مقصود کے دور ہونیکا مراد ہونے کے لحاظ
سے ناگوار خاطر ہونے کے قابل ہے لیکن عرب اُسکی پردہانکر کے اوپر آسمان
کی طرف آنکھیں اٹھا کر اور پھر نیچے زمین کی طرف دیکھ کر مطمئن صورت سے
بیساختہ کہہ دیتا ہے کہ اسد بزرگ ہے اور ریگستان وسیع۔

زوارہ سے جہاں گولہ باری ہوتی رہتی تھی رگڑا لیں میں بغرض حفاظت
آئے ہوئے اسقدر عورتیں اور بچے بھرے پڑے تھے کہ قصبہ میں کوئی خالی مکان
روپیہ یا مروت کی خاطر حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن قصبہ کے افسروں
نے ہماری ہر طرح خاطر کی اور ہمیں ایک عربی ڈیرا اور دو کمرے دیئے گئے۔
جن میں سے ایک کی عجیب قسم کی تختہ بندی ہو رہی تھی اور دوسرے میں
ایک فرنیچ انجینئر مقیم تھا رات سرد تھی اور ہمارے اونٹ بہت پیچھے
اس لیے ہمیں کوئی آرام کا موقع نہیں تھا اور ہم نے رات بڑی تکلیف سے
گزاری صرف اونٹوں کے بالوں کا ایک کیل زمین پر بچھا رکھنے کو ملا اور
اوڑھنے کے لیے بچھڑاؤ کوٹوں کے ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ بچھڑاؤ تمام

آدمی رات بھر سردی محسوس کرتے رہے کیونکہ مین آٹھ سوتے ہوئے آدمیوں کے اوپر سے گزرتا ہوا ایک ایسے کونے میں پہنچ گیا تھا جہاں مجھے اپنے اوپر چٹائی ڈال لینے کا موقعہ مل گیا۔

ہلال احمر کے ڈاکٹروں کے پاس ایک ٹین مسل دودھ کا تھا جس میں رات جو کی کر گری روٹی ڈبو کر کھائی تھی۔ صبح کو ایک عرب اور اُس کی بیوی عمدہ غلاطہ روغن زیتون میں بھون رہی تھی چنانچہ ہم نے شکم سیر ہو کر اُن کا ناشتہ کیا عبد الکرم بے کے غلاطہ میں دو چھوٹی چھوٹی عرب لڑکیاں اور ایک فاقہ کش کتا شریک تھے عبد الکرم بے کی سی فیاضی ترکوں میں عام ہے کیونکہ ترک عربوں کے برخلاف جالوڑوں تک پر رحم کھانیوالے ہوتے ہیں۔

انتہا سفر میں ہی ہمارے ملازم محمد نے اپنے اصلی جوہر دکھلائے شریعت کر دے گو اُس نے یورپ کے مختلف حصے اور برسیلز کی نمائش بھی دیکھی تھی مگر یہ سیر عجائبات اور سفارس کی اصلاح میں کچھ کارآمد ثابت نہیں ہوئے وہ ایک شیخی کی اور ناقابل آدمی تھا اور صاف لیکن عجیب فرانسیسی زبان بولتا اور سب اوقات فرانسیسی گیت بھی گاتا تھا مجھ سے اُس نے بیان کیا کہ ٹیونس میں ایک فرانسیسی افسر سے ایک خوبصورت لیڈی کے متعلق ادا فی ہو جانے پر اسے فرانسیسی افسر کو ڈوسیل کا چیلنج دیا تھا جس نے خوف اور بدنامی کے خیال سے دو سو فرانک نذر کر کے اس معاملہ کی شہرت کو دبا دیا ہمیں معلوم محمد میری عقل کی نسبت کیا رائے قائم کی تھی اور کیا فی الحقیقت محمد کا یہ خیال تھا کہ میں اُس کے اس بیان کو سچ باور کروں گا۔

تھکے دن عربی این لی بدر لڑتے تھے جس کو سلم میٹر کے ساتھ زمین استقامت ملی
 اٹھائی تھی کہ بیٹے باوجود سخت تھکے تھے اس کے سوا کسی کے نہ ملے۔ زوارہ
 تک سات میل پہلے پہنچنے کو مرتج سمجھا اور اپنی اور بارش کی وجہ سے پہنچنے والی
 ریت کا وسیع میدان طے کر کے ہم ایک رزقوں کی قطار میں پہنچے جو ازلان
 ریت کے ٹیلوں کو جن کے بدوں سرزمین طرابلس کا نقشہ بھی تصور میں نہیں لایا
 جاسکتا تھے بعد دیکھ کر طے کرتے ہوئے گو کہ باری سے پائیل کئے ہوئے
 قصبہ زوارہ کے بازار میں داخل ہوئے یہاں ایک عرب کے ادنیٰ درجہ کے مکان پر
 شراب کا ساکن بورڈ لگا ہوا تھا۔ روٹی۔ میاز۔ لیمون۔ خرے۔ اور کچھ دوا کی
 خوب خرید و فروخت ہو رہی تھی۔ مسلمان آبادی میں شراب کا اشتہار سمند کی
 طغیانی کے باعث کہا جاسکتا ہے۔ یہاں میں ایک خجہ خاں کچھ کھائی رہا
 تھا کہ یکایک ایک سمت سے شور و غل کی آواز آئی میں فوراً موقع پر پہنچا تو ہلال احمر
 کے پردہ میں سفر کرنے والے جرمن ڈاکٹر کو جمع کے درمیان کھڑا پایا جواب شک کے
 پردہ میں سرحد عبور کر کے سمند کے کنارے کنارے زوارہ تک پہنچ گیا تھا اور
 گواس کی شکل و لباس بہت خراب حالت میں تھے مگر وہ اپنی کامیابی پر بہت
 خوش تھا اور ہر تمام مجمع اس کے خلاف غصہ کا اظہار کر رہا تھا مگر میرے سمجھانے
 پر کہ یہ جرمن ڈاکٹر ترکی فوج سے ملنے کو جا رہا ہے سب بڑی گرمجوشی سے
 خیر مقدم کیا اور اس کو بہت اچھی چاہ بیلانی ڈاکٹر نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک
 عربی اٹلی کا باشندہ سمجھا کہ اس پر حملہ کیا تو اس نے اسے برونگ ریو اور کاہنم کل
 گریٹ کیس بطور نینچہ دکھا کر بھاگ دیا تھا۔

اس انسانی تار بستی کے ذریعہ سے جوشل تمام دنیا کے طرابلس میں بھی
 ذریعہ اطلاع تھی مجھے اپنے پہنچنے سے پیشتر معلوم ہو چکا تھا کہ ایک پُرا سراسر

انگریز و ہندوؤں سے زوارہ میں تقسیم تھا لیکن بظاہر کوئی شخص اس امر سے واقف نہیں معلوم ہوتا تھا کہ یہ انگریز پولیس میں کس حیثیت سے داخل ہوا تھا یہ راز مجھ پر اس وقت منکشف ہوا جب افسران زوارہ کی قیام گاہ میں داخل ہو کر مینے گھنٹوں پرستشے باز رہے اور کیتھرفوجی وضع کے ایک ہم ملک کو دیکھا جس کے پیشترے باشندہ برطانیہ ہونے کے علامات بین طور پر ظاہر ہوئے تھے اس شریف آدمی کو جو پولیس میں عرصہ تک میرے ساتھ رہا اور جس کے میدان جنگ تک پہنچنے کے حالات عجیب و غریب اور دلچسپ تھے اس کتاب میں مسٹر بی کے نام سے موسوم کیا جائیگا۔ بی کسی زمانہ میں ٹرانسوال کے اسی سال میں ملازم تھا اور میرے نزدیک علان جنگ کے کچھ عرصہ بعد تک بحیثیت جاسوس برٹش فوج میں کام کرتا رہا زان بعد بحیثیت افسر پولیس اجارہ دار کپتی کا تنخواہ دار رہا تھا۔ بی انگلیڈ سے دس پونڈ لیکر روانہ ہوا تھا اور جب وہ براہ مارسیلے ٹیونس پہنچا تو اس کے پاس صرف چھ بیس شلنگ باقی تھے کہہ تاکہ تمام رقم سفر اور ان حادثات کی نذر ہو چکی تھی جو اثناء سفر میں اسے پیش آئے تھے۔ مجبوراً اس محوڑی رقم پر ہر وہ کسے ٹیونس میں ان جنگ کو روانہ ہو گیا۔ بی انگریزی کے اور کوئی زبان نہیں بول سکتا تھا۔ اس لیے اسے پولیس میں اکثر اوقات دقتیں پیش آتی رہتی تھیں مگر کبھی کبھی اسے نفع بھی پہنچتا تھا۔ اس کے افسروں نے اس بات سے دق آکر کہ وہ بی کی خواہش تھی کہ نام تک نہیں چھپ سکے بی کو اسی کے حال پر چھوڑ دیا اور اگر عرب بی کے ساتھ فیا تھی سے نہ پیش آتے تو وہ قانون سے مر جاتا۔

جب باشندگان سفاکس کو بی کا ترکی فوج میں پہنچنے کا ارادہ مالیشون سے معلوم ہوا تو انہوں نے بطور چندہ پچیس پیسے

حج کر کے اُستٹہ فرانک کی رقم سے بی کی مدد کی اور ایک عرب اخبار نویس
 نے جو غریبہ چارہا تھا اپنی حمایت و حفاظت میں لیا اس صورت سے
 بی کے لیے راستہ صاف کیا گیا تھا مگر بی تجزیہ پتہ روارہ تک پہنچنے پر روکیا
 گیا اور جبکہ وہ موسیٰ بے کے احکام کے خلاف آگے کو روانہ ہو گیا تو ایک
 پترویل کی جماعت خوش اخلاقی کے ساتھ اُسے روارہ ہی واپس لے آئی۔
 بی نے غصہ میں بکواس شروع کر دی اور ڈرایا کہ میری قطع حرکت کا برٹش
 گورنمنٹ انتقام لے گی گواس کی بکواس یہودہ اور بے اثر تھی مگر یہ دوسرا
 اچھا موقعہ تھا کہ بی کی تقریر کا ایک لفظ بھی نہ سمجھا جا سکا۔ روارہ میں بی کی
 موجودگی ترکوں کی بڑی دقت اور پریشانی کا باعث تھی اس پر بھی ترکوں نے
 بی کے ساتھ ایسا عمدہ برتاؤ کیا کہ شاید برٹش اٹاچی کے ساتھ بھی یہ حسن سلوک
 نہ کیا جاتا کہ پستان حسن آفندی نے بی کو باصرار اپنا بستر دیا اور خود وہیں شب
 ایک تکلیف دہ صوفے پر سوتا رہا جو اس قدر چھوٹا تھا کہ سوئے وقت ایک
 بید کی بنی ہوئی کرسی بیرون کے لیے اُس کے ساتھ شامل کرتی ہوتی تھی اور
 یہ شریف امتیر اپنے کھانے میں بھی بی کو برابر شریک کرتا رہا جس کی بابت بی کا
 خیال تھا کہ وہ ایسی مہربانیوں کا اسوجہ سے کہ وہ ترکوں کی طرف سے اردنا
 چاہتا تھا ہر طرح مستحق تھا جیسا کہ اس نے میرے سامنے اپنا خیال ظاہر کیا تو مجھے
 بھت غصہ آیا اور میں نے اُس سے کہا کہ وہ ناخواندہ مہمان ہونے کے علاوہ
 ہمیشہ سچا ہی کے طریق میں بالکل بیگاہے اور سولے ترکوں کے
 اور کوئی دوسری فوج موجودہ حالت میں اسکا لیے درمیان ایک لمحہ بھی
 ٹھہرنا پسند نہیں کر سکتی بی اکثر اوقات بیوقوفی سے متکلفی کی باتیں کر بیٹھتا
 سنا تو ایسی سکرساوی ہوتا کہ اس نے آئے کے

تھا جسکا باعث اس کے بہت سے جاہلانہ خیالات سننے مگر اُس کی باتیں ہمیشہ
 نیک نیتی پر مبنی ہوتی تھیں کیونکہ وہ فیاض طبیعت اور مہربان دل رکھنے والا
 شخص تھا۔ ایک مرتبہ بی نے سلطانی فوج کے عمدہ افسروں میں شمار ہونے
 لائق موسے بے کو کہا کہ اس کی باقاعدہ فوج کی قواعد باقاعدہ نہیں کیجاتی
 اس قسم کی تنقید کا اثر بھینٹی برا ہوتا چاہیے تھا مگر یہ میسر اموقعہ تھا کہ اس کی
 تقریر کا ماحاصل نہیں سمجھا گیا۔ میں نے موسے بے سے بی کی سفارش کی تو انہوں
 نے مجھ سے کہا تاوقتیکہ صدر مقام سے احکام موصول نہوں بی کو آگے
 جانے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ البتہ میری نگرانی کے بہرہ و سہرا اجازت مل سکتی
 ہے جسکو میں منظور کر لیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بجائے میرے بی نے میری
 نگرانی کی اور سچ تو یہ ہے کہ اُس سے زیادہ محدود و مضیق جگہ کو بھی میسر نہیں
 ہوا۔ میں نے جرات کر کے بی کو مشورہ دیا کہ اگر وہ باورچی کی خدمت کو قبول کرے
 تو میرے ڈیرے اور کھانے وغیرہ میں شریک ہو سکتا ہے اور اس صورت سے
 متفقہ کام میں ہم دونوں کو آسانی ہوگی۔ اس انتظام کو بی نے قبول کر لیا جسکی
 مستعدی اور عملی کام کرنے کی قابلیت نے کیسپ کے قیام کو ایسا پُر لطف بنا دیا
 کہ ہمارے کھانے پر اس پاس کے آدمیوں کی نظر پڑنے لگی۔ بی کا ارادہ تھا کہ
 جلد والنیر بیکر ترکی فوج میں شامل ہو جائے۔ لیکن میں نے اُسے پیشتر ہی سے
 مطلع کر دیا تھا کہ وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بغیر عربی ترکی
 یا فرانسیسی زبان جاننے کی کمیشن پانے کی توقع نہیں ہو سکتی اور بدون قواعد
 جاننے کے معمولی سپاہی کی حیثیت سے بھی بہرتی نہیں کیا جاسکتا۔ رہا
 عربوں کے ساتھ حلون میں شریک ہونا اس صورت میں اٹلی والوں کے
 ہاتھ سے مارے جانے کے بجائے اپنے ہی ساتھیوں کے ہاتھ سے قتل

ہونیکا زیادہ قوی احتمال تھا چنانچہ میری تمام پیشینگوئیوں صحیح ثابت ہوئیں۔
 فتحی بے نے بی کو کسی طرح بھی فوجی خدمت میں لینا گوارا نہ کیا جس کی وجہ یہ بھی
 ہے کہ مسٹر ہانڈینگ کی مختصر خدمات نے عثمانی افسرین کو ایسی تکلیف و رقت
 میں مبتلا کیا تھا کہ مجھے آئندہ ایسے انگریزی آوارہ گرد آدمیوں کے واسطے داخلہ
 کی قطعی حق بجانب بندش کا خوف ہے جو عثمانی حملہ آور فوج میں بھرتی ہو کر
 قواعد کی خلاف ورزی کرنا پسند کرتے ہیں۔ بی کو یہ خوف جاہلانہ بہادری کا پتلا اور
 شہسواری میں بھی کامل مہارت رکھتا تھا جرات کا ایک نمونہ تو اس کی اس دلیری
 سے پایا جاتا ہے کہ بلا کسی ہتھیار اور زباندانی کے اُس نے سفر میں محض اپنی الوالعری
 سے بڑی دقتوں پر فتح پائی تھی اور پورے ایک سو پچاس میل پیدل سفر رکھا تھا
 دوسرے عزیز کی مسلسل ایک ہفتہ کی گولہ باری کے زمانہ میں ایسی صورت میں
 کہ وہ موقعوں پر وہ بال بال بچا برابر عزیز میں قیام پذیر رہا تھا۔ مگر موجودہ جنگ
 میں وہ کچھ بھی کارآمد نہیں تھا۔ اگر اُسے عربی ترکی یا کم از کم فرانسیسی زبان سے واقفیت
 ہوتی تو باوجود عدم تربیت فوجی کے وہ ترکوں کے واسطے کارآمد جاسوس
 ثابت ہوتا۔

ہم سب کے ساتھ ترکی افسران زوارہ نہایت خوش اخلاقی سے پیش
 آتے رہے اور ملازمہاں کو لازمی ہمارے قیام کا انتظام اپنے ہی پاس اُن
 بارگاہ میں کیا جو کچھ روٹوں کے سائے اور قصبہ کے مشرق میں واقع ہیں ان
 طولانی عمارتوں کے بڑے حصہ میں سب اسی مقیم تھے اور اس کے وسطی وسیع
 برآمدہ دار حصہ میں افسر جسے ایسی مسجد کی قربت کا افتخار حاصل ہے جو نہ صرف
 نماز کے کام آتی تھی بلکہ اس میں عربوں سے ترکی افسر تیار و متعلقہ جنگ بھی
 طے کیا کرتے تھے اور ہمارا اسباب بھی ایک جدید سنتری کے تفرک کیساتھ

اُس مقدس عمارت کے قریب ایک مکان میں رکھا گیا۔ اسلام میں مسجد کی عظمت بمقابلہ کلیسا کی اُس عظمت کے جو عیسائیوں میں قرون وسطیٰ سے موجودہ زمانہ تک پائی جاتی ہے کم ہے۔ مسلمانوں کی عبادت خالق اور بندے کے درمیان بلا واسطہ ایک ایسا فعل ہے جو امام اور مسجد کے قیود سے آزاد ہے اگرچہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جماعت پر زور دیا ہے۔ لیکن خود انھوں نے اور نہ اُن کے مقلدین نے مجمع کی عبادت گزاری کو کبھی وہ وقعت دی جو سینٹ پال اور اسکے بعد کے رہنما یان مذہب عیسوی نے متحدہ پرستش کو دے رکھی ہے۔

زوارہ کا موجودہ افسر اعلیٰ ایک ممتاز یعنی عرب فوجی کالج استنبول کا تعلیم یافتہ اور اُس امام کبھی کا عزیز بھائی محمد موسے بے ہے جس نے اگرچہ پہلے دنوں ترکی کے خلاف بغاوت میں شہرت حاصل کی تھی تو فی زمانہ اسلام کو موجودہ خطرہ میں پاکر ترکی کی موافقت و رفاقت میں امتیاز خاص حاصل کیا ہے۔ بمبائی موصوف نے جہان زوارہ کی ساحلی کمانڈ میں پوری قابلیت کا اظہار کیا ہے وہیں عربوں پر اپنا عجیب اثر قائم کر رکھا ہے۔ ہر صبح پشت بارگ پر بیقاعدہ فوج کے آدمی متعدد درخواستیں شکایتیں اور اطلاعاتیں لے ہوئے جمع ہوتے ہیں۔ جن کے درمیان پھٹنے والے گولے سے تلوار کے پیکار ہو جانے کے باعث غیر مسلح طور پر انکا کمانڈنگ بائین ہیئت کھڑا ہوا ہر ایک کی بات سنتا اور نصف گھنٹہ کے اندر اندر تمام عربوں کو خوش خوش واپس کر دیتا ہے کہ پیر میں سلیمپور اور سر پسفید چوٹی ٹوبی ہے تو ٹانگوں میں پُرانا پتلون۔

میجر موسیٰ بے جیسا رحصل ہے ویسا ہی ضرورتاً صحت گیر جب اول مرتبہ قصہ پر گولہ باری ہوئی ہے تو باشندوں کی سر اسیمہ حالت سے پایا جاتا تھا کہ



نامور محامد طراملس موسى بك گاندھر رولہ

ALHILAL PRESS

کل قصبہ کی آبادی ایک لخت کھاگ نکلتی ہوئی زوارہ کٹالی کی خشکی پر اترنیوالی فوج کے دم پر چھوڑ دے گی۔ لیکن موقع مناسب ہو ہیجڑے سے بے نیہ دیکھتے ہوئے کہ اس کے حکم کی تعمیل کر عام انتظار کے آگے بس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ مصلحتاً مضطر رکن جماعت کے دو خاص سرغون کو بذات خو اپنے ریوالور سے ہلاک کر کے پُر امن سکون قائم کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مستوجب نفرت حملہ آوروں سے سرزمین طرابلس پر پہلا قدم رکھتے ہی مقابلہ کرنے کی نیت سے انھیں عربوں کی ایک بڑی جماعت جو اٹلی کی اچانک گولہ باری سے مرعوب ہو چکی تھی۔ دروازہ ساحل سمندر پر اٹلی کی خشکی پر اترنے کی عرصہ سے دی ہوئی دھمکی کے انتظار میں تھاک لگائے بیٹھی رہتی ہے اور ان کی نظر میں پر شور پھٹنے والے گولوں کی آتشباری آتش بازی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہے۔ موسیٰ بے نے جو تدریس سیدی سجد میں خشکی پر اترنیوالی فوج کے راستہ کی بابت اختیار کی تھی اُس کا ذکر کسی اور عمدہ موقع کے لیے محفوظ رکھتے ہوئے اس جگہ یہ ظاہر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میجر موصوف کے قابل تعریف کاموں میں عربوں کی یہ تربیت بھی داخل ہے کہ ان کے سپاہی مناسب موقع کو منظر انداز نہ کرتے ہوئے بے موقع آتشباری سے پرہیز کرتے ہیں گو عربوں کے مزاج میں اس قسم کی احتیاط کا پیدا کر دینا بادی النظر میں قابل تعریف نہ ہو مگر جو تعداد عربوں کی سخت تیز مزاجی اور من مانی کارروائی پر مبنی طریقہ جنگ سے واقف ہیں وہ میجر موصوف کو داد دے بدون نہیں ہو سکتے۔ موسیٰ بے کی ماتحتی میں علاوہ ہنایت قابل اور نہایت ہی ملنا طرحی کپتان صن آفندی کے ایک فرانسیسی جاننے والا خوش مزاج نوجوان فرانسیسی کیشن یافتہ افسر تھا اور دوسرا ایک پکا مسلمان عمر شخص تھا جس نے

اپنی قابل احترام خدمات پر کہ جس سے اس کی سب سے زیادہ
کمیشن تک ترقی پائی تھی یہ معزز افسر سپریم کورٹ کے جج رہے ہیں اور ان کی
حالت غرض میں اسے پکڑ کے سر پر کے مارتا مگر جسے یہ تاویب کی جاتا تھی دو
بجائے ناراض ہونے کے کھل کھلا کر مہنا کرتا۔

فی الحقیقت اٹلی والوں کو مکانات و مساجد سے کسی قدر فاصلہ پر واقع
ہونے کے باعث سندسے صاف منظر آنی والی بارگولہ باری کرتی تھیں
حاصل تھا لیکن شل اور مقامات کے زوارہ میں بھی کم از کم بارہ مرتبہ کی گولہ
باری میں مکرر سے کہ غیر محفوظ آبادی پر گولہ باری کو منع کرنے کے لئے قانون کی
خلافت ورنہ کی گئی ہے مینے زمین سواری پر گلیوں میں پھرتے ہوئے بچشم خود
دیکھا کہ بند وقون اور توپوں کے ذریعہ سے عمل میں لائی ہوئی تباہی کی طاقتیں
جا بجا نمایاں تھیں تمام قصبہ میں تنہا ایک منترل سے زیادہ درجے رکھنے کے
باعث بلند ہونے کی وجہ سے خواہ مخواہ گولہ باری کا نہ شانہ۔ بننے والے یہاں
کے مکان سابقہ کو کم از کم بیس پینچھن ڈالگوئے برہا کہ ایک ایک گولہ باری سے
دو گولوں کے گرنے کی جگہ ایک منٹہ لمبہ دو ٹانہ بن جائے کہ تہہ کیٹ کا نیچے
اتفاق ہوا اور وہاں براستی اس کے بنے ہوئے پینچھن والے گولوں کے
ایسے ٹکڑے پائے گئے جنہر الفاظ آہٹہ پونڈ تھرہ تھے۔ گولہ باری سے اگر ایک طرف
چھتہ بن بڑا سوراخ ہو جائے پر ایک بیس اوڑتین چار دوکانین متاثر ہو چکی
تھیں تو دوسری طرف بالکل پتھروں کا ایک ڈیمہ معلوم ہوئی تو اسے اسکول کے
ہم خوش زمین ہو جانے پر خود عدالت کی عمارت زخم خوردہ حالت میں سرنگو
تھی۔ اس قسم کے مالی نقصانات کے علاوہ جتنا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔
چند جانبیں بھی تلف ہوئیں ہیں ایک مرتبہ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے اٹلی

فوجی عمارت کو بری طرح سے نقصان پہنچایا گیا تھا جس کمرہ میں بیٹیم تھا اس میں
 سے بنظر احتیاط ہر ایک چیز از قسم فرنیچر علیحدہ کمرہ کی گئی تھی کیونکہ ایک مرتبہ ایک
 گولہ کھڑکی میں سے نکل کر دیوار میں لگ چکا تھا جس کی وجہ سے تمام عمارت میں
 پھٹنے والے گولے اور گولیوں سے پیدا ہونے والے جھوٹے بڑے بے سوراخوں کے
 مجموعی طور پر پتیلیں پر بے نشان موجود تھے ایک اور گولہ سپاہیوں کی بارگاہ کے
 کونہ میں لگتا اور ایک کھجور کے درخت کے دو ٹکڑے کرانہ وائر میں پرنک کر افسرین
 کے کمرہ کی بیرونی دیوار میں سوراخ پیدا کر کے ٹھنڈا ہوا نکلا۔

ترکی فوج کا کوئی شخص بھی ان تقریباً روزانہ پیش آنے والے واقعات سے
 ذرا بھی متاثر نہ معلوم ہوتا تھا تاہم زوارہ چین اور آرام سے زندگی بسر کرنے کے
 لائق نہ تھا کیونکہ کبھی دن اور کبھی رات میں سنتریوں کے پاس سے خبر لانیوالا
 سپاہی آکر کہتا کہ اٹلی کا جنگی جہاز قصبہ کی طرف آ رہا ہے جسے سنکر ہر ایک شخص
 اُن وسیع زیت کے ٹیلوں کی جانب چل دیتا جو آبادی اور ساحل کے میان واقع
 اور سمندر کی سمت سے حملہ ہونے کی حالت تھا کبھی کبھیں گاپین نہایت ہو کر قی پین
 جہاں پہونچ کر ترک و عرب نشیبی حصوں میں اس وقت تک پہنچتے جہاں تک
 جنگی جہاز گولہ بارش اُن کے سروں پر ضائع کرتا رہتا یا تھوڑی دیر توہ لگا کر
 آہستہ آہستہ واپس نہ چلا جاتا۔

ترکوں کے اطوار سے پایا جاتا تھا کہ وہ گولے و گولیوں کو حقیر سمجھتے ہیں
 حتیٰ کہ بعض اوقات اطالیوں نے پھٹنے والے گولے ریت کے ٹیلوں پر بھی
 اُتارے لیکن اکثر ترک سپاہی نشیبی حصوں میں پڑے سوتے ہے اور بعض
 سن رسیدہ سپاہی تو بدولت نتیجہ کا خیال کے کھلمیدان میں پڑے ہوئے
 خراٹوں سے توپوں کی آواز کا جواب دیتے ہے۔ البتہ عرب دشمن کو نگاہ

رکھتے ہوئے مکانات اور محجوروں کو تباہ کن ہوائے حملہ آوروں پر بہت بڑی دشمنی کو ظاہر کرنے والی لعنت بھیجے رہتے تھے۔ ان لوگوں میں کس قدر شاندار فوجی مادہ ہے جن میں کا ہر ایک شخص خوبصورت مستعد اور ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنے پر قیاد اور اپنی غریبانہ جھوٹری اور بے آب گیاہ بیابان کی حفاظت کی خاطر چھپے میدان میں کھڑے ہو کر بغیر تھری کے یورپ کی خوفناک آتشباری کا مقابلہ کرتا ہے۔

جو یہ قوفانہ روایتیں اٹلی کے اخباروں میں شائع ہوئی تھیں ازراجملہ ایک یہ ہے کہ عرب ترکوں کے دباؤ سے لڑ رہے ہیں۔ علاوہ اس خیال کے کہ طرابلس میں عربوں اور ترکوں کی تعداد میں کیا فرق ہے۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو شخص لفظ اٹلی کو اپنی زبان سے ادا کر کے عربوں کے چہروں کی طرف دیکھے اس پر اس روایت کی بے بنیادیاں پورے طور پر ثابت ہو جائے گی مجھ سے بیان کیا گیا کہ اطالین ترکوں سے زیادہ عربوں سے ڈرتے ہیں اور جب کہ انھوں نے زوارہ اور عکا جیسے غیر محفوظ مقامات پر گولہ باری کی ہے تب سے عربوں کی نفرت زیان پائیداری کے ساتھ بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔

جھوٹی خبروں کی بنیاد پر میرے آرام میں کئی مرتبہ بیان طور خلل واقع ہوا کہ علی الصبح دروازہ کھلا اور محمد خادم نے ایک ملازم ہوشیل واقع کیلے کی شایان شان بے پروائی کے انداز سے کمرہ کے اندر قدم رکھتے ہوئے کہا کہ "ہوٹلن گیا" میں نے اپنے خیالات اور کپڑے جمع کرنے شروع کئے اور محمد سے کہا کہ وہ کارآمد اسباب کو مسجد میں پہنچا دے کیونکہ ہمارے سویٹ کا کمرہ خصوصیت سے بحری توپوں کے لیے آسان نشانہ تھا اور اس حالت میں صرف بمباری کا ضائع ہو جانا بھی

خالی اردو قوت تھو تا باہر نکلا کر دیکھا تو ترکیباً باقاعدہ فوج تھا۔ اس وقت تک کہ
 کی جانب روانہ ہو چکی ہوئی اور اب گیارہ سو تک فوج کی آواز سنائی دے رہی تھی۔
 بعض حفاظت تیار کی گئی تھی۔ یہ سب سب کے انتظار میں تھا۔
 ایک مرتبہ میں دیکھتا ہوا ایک ٹیلے کی جونی پر چوہنگیا جہاں سے تھوہیت
 پندرہ سو گرنے کے فاصلہ پر جنگی جہاز کے ٹنگر انداز ہوئے تھے۔ وہ سب ٹنگر کے
 آگے کی جونی نظر آتا تھا جس پر ایک بارش کے پتے تھے۔ یہ سب سب کے
 درخت غیر محفوظ تھے۔ اس وقت تک کہ ایک تپانہ مارا گیا تو سب جہاز
 دینے کے قابل نہیں ہے تو یہ جہاز ازراۃ بطلانیت مخلوق اور کیمبر بار کر کے
 وسائل پر کس آسانی سے ہر طرح درجے ایک عرصہ کے بعد تھوہیت
 اخبار میں ایک اطالین نامہ نگار کا یہ بیان پڑھ کر مجھے کس قدر تعجب ہوا کہ روز
 کی گولہ باری کے اثنا میں اٹلی کے جنگی جہاز کو وہاں توپ سے نہ مارا جاتا تھا
 اگر یہ سفید جھوٹ نہیں ہے تو نامہ نگار مذکور عربی قصبات کی مدد پر آ رہا ہو
 سے دھوکا کھا گیا۔ روانہ میں بہت سبب برائی اور جھوٹے منہ کی صرف ایک توپ
 تھی۔ کاشش پہلے پاس ریتیلے ٹیلوں میں بوٹیدہ تلور پر ایک کارآمد توپ بچا نہ
 ہوتا جس کے ایک ہی حلا کرنے والے گولے سے جنگ دو سو وارو کا علی
 سبق اطالیوں کو حاصل ہو جاتا۔

دشمن کی پیش قدمی کے منظر ریتیلے ٹیلوں میں پڑے ہوئے سپاہی
 بطور دفعہ الوقفی دلچسپ پیرایہ میں اٹلی کی قوت کا خاکہ اڑایا کرتے تھے۔
 کہیں غیر محضرت رسان پھٹنے والی گولیوں کے سے دھوکہ کرایا نہ کر رہا تھا
 تو اس سے بھی پڑھ کر کہیں اٹلی کی گولہ باریوں کے بیکار ثابت ہو نہ کیا مذکور
 سہ چتری جہاز ۱۲

گو باد ہی النظر میں بامحورات جو گپ بازی کے طور پر بیان کئے جاتے تھے
 بے حد از قیاس معلوم ہوتے، ہر نیکو بخت پر کئے گئے تھے، یہ سب سچوئی نہ تھیں
 کہ جو کہ جب پھلنے والا گولا اپنی معینہ مسافت کے متعلق نہیں جانتا کہ وہ کون سا
 جگہ تاسہے تو اس کے اندر سے نکلی ہوئی گولیاں سموں اور چٹخے والے گولوں سے
 زیادہ تر ہتھیاروں کی تینوں اور ان کے گرد سے ہر ایک ہتھیار سے لگنے والا
 آہی بھٹو طورہ کہتا ہے جنی کہ بعض اوقات جیسا کہ معلوم ہوا ہے یہ گولیاں
 جیہوں اور تو شمشیر دانوں کے اندر گولیاں اور کپڑے تک کو نہ خراب کر سکیں
 بلکہ ایک عظیم الشان گولہ باری کے نتیجہ میں دو بکروں کے علاوہ طلبیوں کو
 ایک ایسے سانپ کا بھی شدید نقصان برداشت کرنا پڑا جو ٹیلے کی چوٹی
 پر مردہ پایا گیا تھا اور جس کی ہلاکت کی نسبت بھی یقینی نہیں کہا جاسکتا
 کہ آیا گولہ باری یا اس کے خوف سے وقوع میں آئی تھی یا کسی اور وجہ سے
 ان دلخوش کن غب بازوں میں ایک عربی اور ترکی کے علاوہ تقریباً کل
 سوسہ کی زبانیں جسنے والا انسانی مسلمان اور لٹ نامی بھی تھا جو اگر اپنے شہر
 بوکاراٹ کی مدح سرائی میں سرگرم تھا تو اس کے ساتھ ہی اپنے روزانہ ایک
 سنہری لیر اکمانے اور چمکا گین پہنے والے ہسانی کا ذکر رشک سے کرتے
 ہوئے برٹش سپاہی کی خواب و خواہ وغیرہ کے حالات دریافت کر نیکا
 مشتاق تھا اور جب سینے اس کے ہمتیہ انگریزی فوج کے نیکیش افسر
 کی تنخواہ سے اسے مطلع کیا تو وہ متعجبانہ طور پر حیران رہ گیا۔

ہلال احمد کی جماعت معہ کپتان ٹیلیہم غازیہ کی جانب سے عت تمام
 سفر کرتی رہی اور میں مختلف وجوہ سے تین فیضانہ روزوارہ ہی میں قیام پذیر

۱۰ سلطنت احمدیہ کا ایک سکہ ۱۰

رہا جہاں کا سامعی نخلستان جو میرے دیکھے ہوئے طرابلس کے تمام مقامات
 میں سب سے بہت زیادہ خوبصورت تھے میری دلچسپیوں کا باعث ثابت ہوتا رہا
 مسٹر ایبٹ اور مجھ پر بہت ہی مہربانی کر کے بولے کہ کپتان حسن آفندی نے اپنے
 یونانی بولنے والے سلوینکی مسلمان ملازم کو جو عموماً ہر قسم کے کھانے اور خصوصاً
 ترکی قہوہ بہت ہی اچھا تیار کرتا تھا ہماری خدمت پر مامور کر دیا ہماری دانگی
 سے ایک روز قبل اسی حالت میں کہ زوارہ کا یونانی لاسل فوجی ڈاکٹر پہلی
 گولہ باری کے بعد پناہ گزینوں کے ہمراہ رگڈائن چلا گیا تھا بیچارہ حسن آفندی
 ووری بخار میں مبتلا ہو گیا۔ میں بذریعہ ٹیپوچر حارست کے معمولی درجہ
 پر ہونے کا اطمینان کر کے بازار گیا جہاں اجناس کی قیمت پر زمانہ جنگ کا
 مطلق اثر نہیں تھا چنانچہ میرے شو بے کے لیے سوا فرانک کو ایک عربی
 جو کہ قندوبلی تھی اور پچھتر سائیمین بارہ انتے و آدھ پونڈ مسٹر خرید کر
 ایک ہوشیار عرب لڑکے کے ہاتھ بایں تاکید کیپ کو بھیج دئے کہ عربی کو
 جس کے آخری وقت کی بابت میں چاہتا تھا کہ جس قدر ممکن ہو خوشی میں
 گزے مسٹر خوب کھلائی جائے۔ میں غروب آفتاب کے بعد کھانا کھا کے
 الوداعی گلگشت کے طور پر نخلستان گیا جہاں ہر چار طرف کہیں کتے کے
 بھونکنے یا کپڑوں کی نہیں تھی آواز سے ٹوٹنے والی خاموشی چھائی ہوئی تھی
 دبیر فلک غیر معمولی سُرخ کے ساتھ چمک رہا تھا اور چاندنی اس قدر صاف
 تھی کہ بارگاہوں کے کیپ گل کرتے جاتے پر بھی سمندر سے عمارتیں بچھنی
 نظر آرہی تھیں طرابلس میں کسی جگہ بھی فوجی خدمات موسیٰ بے کے
 کیپ سے زیادہ بہتر طریقہ پر انجام نہیں دئے جاتے چنانچہ مجھے ایک

ٹیلے کی چوٹی پر جہان سے جنگی جہاز سمندر میں ایک ڈراونی مخلوق کی طرح
 بڑا ہوا آہستہ آہستہ سفر کرنا نظر آ رہا تھا پہونچتے ہی ایک سنتری نے ٹوکا
 دینے والیسی پر کمانڈنٹ کو بعد ازاں شکریہ ترکہ کی سفارتخانہ سے حاصل
 کیا ہوا مہربانی آمیز تقارنی خط دکھانے ہوئے الوداع کہی اور اس کی
 بہادر فوج کی کامیابی کی دعائیں تو اس نے میرے دولوں گالوں پر
 بوسہ دیا۔

ہم آہستہ بجے شام کو راہی عزیمات ہوئے رات بہت خوشگوار تھی
 جس کی دلچسپی کو مشٹر ایٹ اور بی کے علاوہ دو اور نئے افسروں کی ہمہمیت
 لے بہت زیادہ بڑھا دیا تھا جو ہماری روانگی سے ایک روز بھی پیشتر سرحد
 عبور کر کے آئے تھے اور جن میں سے ایک تو اپنے سرخ کوٹ میں بہت
 ہی خوبصورت معلوم ہوئے والا اڈیسوین رسالہ کا کپتان عارف یے
 تھا اور دوسرا تو بنگانہ کا ایک عرب فسر باشندہ عیسو پوٹومیا۔ یہ میری
 خوش قسمت تھی کہ ہمسفری کے علاوہ مجھے عارف یے کے اور کمالات
 دیکھنے کے مواقعات بھی پیش آتے رہے خصوصیت سے جسکی جاسوسی کی
 قابلیت ترکوں کے حق میں بیش از بیش کارآمد ثابت ہوئی والی تھی۔
 گھوڑے نہ مل سکے کی صورت میں اگر بار برداری کے اونٹوں پر
 سفر کرنا تکلیف دہ تھا تو عزیمات کے راستہ کے بعض موقعوں پر پیدل
 چلنا بھی دشوار تھا خصوصاً آخری دو میل و پینسے والی ریت اور بڑے بڑے
 ریتیلے ٹیلوں پر شتل ہونے کی وجہ سے بڑے دشوار گذار تھے ایسے بعض
 ہمارے یوں نے اونٹ کی سواری کو ترجیح دی۔ مگر میں اور بی بوسے چالیس
 کیلو میٹر کا رات بھر سفر کرتے ہوئے صبح چہرے بجے عزیمات پہونچ کر میں گھنٹہ

کے واسطے بوریون پر لیٹ گئے۔ ہماری زندگی کے طریقے بے ربط اور ہمارے
افعال یا ہم در غیر متناسب تھے اگر رات میں جاگنا مقدر تھا تو دن کو ہمیں
عبود سے گہری ہوائی حالت میں بشکل سونا نصیب ہوتا تھا لندن میں
صبح چار بجے نلج سے واپس آئیہ والے کم شوغل کی عام موجودگی میں برون
کے اندر سو سکتے ہیں۔ لیکن طرا بلس میں اونٹون آدمیوں اور دھوپ کی
موجودگی میں نیند کا آنا تقریباً ناممکن ہے۔

دو پہرے پہلے پہلے ہم غریبات نہ چھوڑ سکے کیونکہ ہمارے اونٹ
بہت ہی سست رفتار تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ ہم سے دو گھنٹہ کی
مسافت پر پیچھے رہ گئے تھے ان اونٹوں کے گالوں پر میرے دیکھے ہوئے
اور حصص مشرق کے نشانات کی طرح جو مختلف غیر عرب ذرائع سے ماخوذ
کئے جاتے ہیں عجیب قسم کے داغ دئے گئے تھے صرف ستو طرح میں اس قسم
کے نشانات کا ماخذ سب سے پہلے عربی حروف ہیں لیکن وہ بھی زمانہ
سابق کے گھوڑ و پر نشانات دینے کے کام میں لائے جاسے دسے دو
متروک الاستعمال یونانی حروف سے دلچسپ مشابہت رکھتے ہیں۔
ایک اور دلچسپ مقابلہ کیلون کے بائے میں ہے مینے زوارہ میں بھی
عرب بچوں کو انگلستان کے قصبات اور مواضع کی طرح ایک ٹانگ
اٹھا کر کھیلنے ہوئے دیکھا اور زمین پر جو خطوط کھیل کے متعلق کھینچے گئے
تھے وہ بھی انگلستانی طریقہ کے تھے قبل ازین کھیل کا یہ ہی نمونہ محفوظ
میں بھی دیکھا جا چکا تھا اور سنسکرت کے وہ الفاظ جن میں بچے داؤ
لانے کی حالت میں ادا کرتے ہیں بہت ہی تھوڑی تبدیلی کے ساتھ
تخلیہ زبانوں میں ابک ہی مطلب کے واسطے استعمال کئے جاتے ہیں۔

غرضیکہ ان تمام باتوں پر غور کرنے سے فداست کے باہمی واسطوں پر تیز روشنی پڑ سکتی ہے۔

غزلیات سے زاویہ جانیوالا راستہ پہلی رات کے راستہ سے زیادہ پُر لطف تھا کیونکہ یہ راستہ ایسے غیر مسطح قطعات میں ہو کر گذرتا ہے جہاں وقتاً فوقتاً کھجوروں کے جھنڈ اور انجیر وغیرہ کے کنبے ملتے جلتے ہیں آٹھ سبجے باغات اور کتے دیکھنے میں آئے اور بند وقون کی آواز سے سفر کے ختم ہو جانیکا گمان ہوا مگر یہیں یہ معلوم کر کے بہت مایوسی ہوئی کہ یہ قصبہ سرمان ہے اور زاویہ تک ابھی تین گھنٹہ کا سفر باقی ہے سیتکڑوں عورتیں اور مرد ایک جنگ میں شہید ہوئے عرب کی نقش پر جو مہدائے جنگ سے ابھی لائی گئی تھی باواز بلند روئے تھے، اثناء قیام سرمان میں دو افسروں کیساتھ سپاہیوں کے ایک چھوٹے سے کمرہ میں بیٹھا ہوا ریوالورون کے متعلق گفتگو کر رہا تھا عارف بے میرے اسٹیفر پستول کی بابتہ دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے اپنا بڑے منہ کا تنچہ دکھا کر عجیب میں رکھنا چاہتا تھا کہ اتفاقاً بلبلی دیہان کی وجہ سے اسکی بڑی گولی نے میرے پیر سے ایک انچہ کے فاصلہ پر فرش شیشی میں شکاف پیدا کر دیا اور جس کے ساتھ ہی دھماکے سے یکایک لمبے کے گل ہو جانے پر تاریکی میں ایک عرب لڑکی بیسٹیک طریقہ سے چلائے گی۔ میں فوراً دیسلانی جلائی اور یہیں یہ دیکھ کر خراطمینان ہوا کہ شکاف فرش سے اچھے ہوئے ایک پتھر کے ٹکڑے سے لڑکی کی برہنہ ٹانگ کو ناقابل غور خفیف نقصان پہونچا تھا اور حقیقت یہی دھماکا اور اندھیرا ہو چکی وجہ سے چلائے گئی تھی ورنہ میں اور وہ بال بال بچ گئے تھے۔

ہے اپنا بقیہ تکلیف وہ سفر شروع کیا اور لا قصبہ سے نکل کر رہنے
ایک تناکہ پہننے والی زمین کو عبور اور بعد ازاں کھجوروں کی قطار کو
ٹے کیا سند کے کنارے ایک بگلا اور چند اناج بول ہے تھے
اور ایک چھوٹے سے پانی کے حصہ میں آدمیوں سے نہ درنیوالی
قازین پڑی ہوئی تھیں، دلدل پار کا نخلستان بڑا شاندار تھا جسکی
اوپر اوپنے درخت چاندنی میں زمانہ قدیم کے کسی مندر کے ستون معلوم
ہوتے تھے۔ یہ مستقبل ازین کہی ایسے شاندار کھجور کے درخت نہیں
دیکھے تھے۔ اطراف کی ساری زمین زرخیز تھی ہر ایک جانب انجیر چکیا
اڑو اور دوسرا کے جود کھائی دیتے تھے جن کے گرد بڑے فداور توہر کی باڑ
جس میں سے غریب اونٹ کہی کہی ایک آدھ مزیدار لقمہ لے لیا کرتے
تھے گلی ہوئی تھی۔ طرابلس کی آبادیوں میں کتوں کی وہ کثرت ہے
کہ کہیں اور دیکھنے میں نہیں آئی۔ جب ہم کسی گاؤں یا قصبہ کے نزدیک پہنچے
تو دور ہی سے کتوں کی ایک جماعت بطور خیر مقدم بھونکنا شروع کر دیتی
اور ہمارے گلی کو بچوں میں پھرنے کی حالت میں یہ چھوٹے چھوٹے سفید
کتے غضبناک طریقہ سے بھونکتے ہوئے خام دیواروں میں منہ مارتے
گلتے تھے۔ گوان کتوں کے لیے طرابلس میں کسی قسم کا شکار نہیں ہے
مگر پاسبانی کے لیے بہت ہی کارآمد ہیں۔ برباد کتے ہوئے قصبہ کے
تزدیک پہنچنے کی خوشی ایک آرام دہ خوشی تھی۔ ایک تھکے ہوئے سپاہی
نے بیدار ہو کر حسی الوسع ہماری راحت کا سامان کیا پہلے ایک برتن
اور اچھا پانی چار کے واسطے لایا۔ میرے خیال میں بحالت سفر پینے کی
چیزوں میں چاہی سب سے اچھی چیز ہے۔ با متشاوہ مدر سے تمام سرکاری

عازمین خراب حالت میں تھیں کیونکہ ولایت طرابلس کا خزانہ ہونے کی وجہ سے کورنٹ کا برتاؤ بھی اُسکے متعلق مناسب حال تھا۔

صبح ملاقات کے وقت مجھے کمانڈنٹ اور سول کورنر کے قریب کرسی دی گئی جہاں ایک پیشی اپنا مخصوص چرمی مشک نما باجا اور بہت سے آدمی مشرقی طریقہ پر چھوٹے چھوٹے ڈھول بجا رہے تھے جو اپنی طرز میں مغربی موسیقی سے اصولی مغایرت رکھنے کی وجہ سے ہماری دلچسپی کا باعث نہیں ہو سکتے تھے مین بخلاف اس کے کالج کے بیسیوں مشرقی طلباء کو اکسفورڈ کے موسیقی جلسوں میں دیکھ کر خیال کیا کرتا تھا کہ آیا فی الحقیقت انہیں اپنی راگ راگنی سے کسی قسم کی موانست ہو سکتی ہے۔ چوک میں پانچ سو پرشور عربوں کے مجمع سے ایک ہنگامہ برپا معلوم ہوتا تھا جو نشاطیہ کی فوج میں شامل ہونے کے لیے بیٹھتے ہوئے تھے ہمارے سامنے مینڈ باجے کے ساتھ چند آدمی دو جھنڈے لائے مینے تعظیماً اول جھنڈوں کو اور بعد شش باجا بجا نیولون کو سلام کیا۔ بیاضی نے اور مقامات کی بھرتیوں کی تعداد کے ساتھ مجھے نواح زاویہ سے ایک ہزار عربوں کی بھرتی کے حال سے مطلع کیا جس کی نسبت مبالغہ کا مشبہ ہوتا ہے گو وہ نیک نیتی سے گفتگو کر رہا تھا۔ اور ترکوں میں اور بھی بہت سی قابل تالیش خوبیاں ہوتی ہیں مگر وہ طبعاً اعداد و شمار کی اہلیت نہیں رکھتے حتیٰ کہ ظرو غنائیہ کی مردم شماری کا انحصار ٹیکس کے ایسے کاغذات پر ہے جس میں مکانات کی تعداد کے لحاظ سے فی مکان پانچ آدمی شمار کر لیے جاتے ہیں اس قیاسی طریقہ عمل کی موجودگی کا علم مجھے ایک ایسے خریف آدمی سے ہوا ہے جو پہلے ایشیائی کو چک میں سکونت رکھتا تھا۔

نزاویہ سے تیز دھوپ کی گرمی میں فاصلہ رکھنے والی چھوٹی چھوٹی چٹانوں
 کی ایک قطار کی جانب ہم روانہ ہوئے جہاں پہونچ کر کھانے کے بعد
 عجائب خانہ اسفورد کی خوش منتمنی سے مجھے دو عجیب قسم کے کپڑے دستیاب
 ہوئے جن میں سے ایک بہت ہی قابل نفرت موٹا جسم اور ہر وقت
 ہلتی رہنے والی چھوٹی چھوٹی ٹانگیں رکھنے والا بہت بڑا کپڑا ہے جو مارشس
 منڈکروناول مصنفہ مشرٹیس سے مشابہت تامہ رکھتا ہے اور دوسرا
 ہلتی گوہر پلا اسی موقعہ پر عربوں کی ایک جماعت کی پہونچی جن کے خیال اظہار
 حکومت ماتحتوں کو وقتاً فوقتاً بڑ زور آواز میں حکم دینے والے افسر سے یہ معلوم
 ہوا کہ انھیں کمانڈنٹ نے اٹلی کے کتوں سے ہماری حفاظت کرنے کے
 واسطے بھیجا ہے اگر لطف بیقاعدہ فوج میں سولے ایک کے سب کے سب
 مازیا مارٹینی بند و قون سے مسلح تھے اور اکثر چھوٹے چھوٹے بندوق پر فیر
 کرتے چلتے تھے ایک دفعہ ایک تھیلی دار گدہ پر تقریباً دو سو گز کے فاصلہ سے
 فیر کیا گیا لیکن کوئی چیز نہیں مری سینے ان کے سردار سے کہا کہ افسوس
 سلطان کا چہرہ باروت کس بیدردی سے ضائع کیا جاتا ہے جس کی کمی کو
 دوبارہ پورا کرنا مشکل ہوگا۔ اور کیا یہ زیادہ سودمند نہیں ہے کہ یہ سامان
 اطالیوں کے لیے محفوظ رکھا جائے سردار نے میری رائے سے اتفاق
 کرتے ہوئے اس صرف بیکار کو بند کر دیا حکم دیا جسکی وجہ سے
 ہمارا سفر زیادہ محفوظ بن گیا۔

ہم اسے ہر طرح جہان رات گذارتی تھی پہونچنے پر اٹلی کے جہاز نے
 سرچ لائٹ سے میدان میں روشنی ڈالی اور ہمارا چوٹا سا قافلہ اس روشنی
 کے ایک چھوٹے سے ہی حصہ میں آ گیا میری نظر میری شاعری دہندی

روشنی میں غریب آدمیوں کے چہروں اور گردنوں پر پڑتی تو مجھے افسوس ہوا کہ
 سرچ لائٹ سیکس ٹوپین بائریاں جنگی جہاز اور ہوائی جہاز یہ کیسی عجیب لٹاک
 چیزیں ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں یہ فرزندان صحرا اپنے پیٹے کپڑوں میں
 رانعلیں ایسے عجیب سب سے ضروری حقیقت کے مالک ہیں کہ مرنے سے ڈرتے
 اگر ان کے پاس بھی فوجی سامان ہو تو بلاشبہ یورپ کی کوئی فوجی طاقت
 انکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ مہذب اصحاب موت سے
 ڈرتے ہیں۔ فی الحقیقت وہ ظنی مرگ سے اس قدر خوف زدہ نہیں ہوتے جقدر
 انھیں اپنی دلچسپ زندگی عزیز ہوتی ہے تعلیم نفاست احوال و اشغال
 کے آسان ذرائع کم خرچ تفریحیں ذاتی حفاظت اور قانون کی امن پسندی
 یہ ساری باتیں ایک مہذب رعایا کو آسودہ حال اور خوش گذران رکھتی
 ہیں اور یورپین روز بروز دور کیا سکے والی لکھنؤوں سے بچنے کے زیادہ توشہ
 منظر آتے ہیں مزدور جینہ بھاری فوجی قوت کا دار و مدار ہے زیادہ آرام اور خوش
 گذران زندگی کے واسطے چلا ہے ہیں میرے خیال میں پڑنے طریقہ کی جانبازانہ
 جنگ اور فحیابی کی اُمید ہونے کی حالت میں بھی تاروں کے جالوں کو
 یہاں نہ تے ہوئے خندقوں پر ٹوٹ پڑنا اور حملہ آوروں کی توپوں کو جھین لینا
 وغیرہ وغیرہ ایسی باتیں ہیں جو مہذب قوموں کو جلد یا بدیر نیچا دکھائے بدوں
 نہ رہیں گیں اور وہ زمانہ مہذب قوموں کی خوش قسمتی کا سمجھنا چاہیے جب تک
 عرب جنگجوؤں کے مقابلہ میں اپنا اثر شیطان کے جیسے کارآمد ہتھیاروں سے
 قائم رکھ سکیں۔ طرابلس کے غریب بادیشین جنگی حالت میں مبتلا ہیں مگر انکی
 زندگی اس قدر سخت اور فلسا نہ ہے کہ جسکی تلخی کو موت بہت کم کر دیتی ہو علاوہ
 ازیں وہ جین کی خوشبو کے راک صرف گاتے ہی نہیں ہیں بلکہ اپنی دولت کا ہرگز

مذق بیر طرین کی آبادی اسقدر بڑی ہوئی اور غلیظ تھی کہ باوجود
 اٹلی کے تنخواہ دار بدولت کی غارتگری کی حکایت سن لینے کے مین اپنا
 چھوٹا سا خیمہ بیرون آبادی ریشیلے مقام پر نصب کر کے یہ خیال کرتا ہوا سویا
 کہ کل چار گھنٹہ کا مختصر سفر ہماری حال کی آوارہ گردی کو ختم کر دیگا۔ رات بھر کی
 شب بزم میں میرا تمام اسباب تیار اور چھوٹا سا خیمہ الگ روکے گلابی پھولوں
 کی طرح دھلکڑ صاف ہو گیا تھا۔ اٹلی کے مردہ سپاہیوں کی جسم سے اوتارے
 ہوئے فوجی اور کوٹ پہنے ہوئے بہت سے عربوں نے بذریعہ آگ
 شب گزاری کی۔ مجھے اس خیال سے کچھ ہمدردی نہیں ہے کہ مردوں کے
 کپڑے نہ اتارے جایا کریں۔ اگر ان کی ضرورت زندگیوں کو ہے تو مردوں کے
 ساتھ ضروری سامان کی تدفین حاکمیت نہیں تو اور کیا ہے۔



باسم سویم

فشار جنگ

گوبروسے ایشیمٹم اٹلی مرسلہ ۲۷ ستمبر ۱۹۶۷ء جو ۲۴ گھنٹہ کی مہلت پر مبنی تھا ۲۹ زنا یسٹ کو مابین ترکی و اٹلی حالت جنگ شروع ہو گئی تھی مگر اسکے چار روز بعد طرابلس کے قلعوں پر اٹلی کے سات میل تک بخوبی نقصان پہونچا۔ یونانی توپین نے کھنڈے مضبوط بحری پیرس سے گولہ باری کی گئی شہر میں چند ترکی گولنداز زیادہ سے زیادہ ساڑھ پانچ میل مار رہے تھے والی کرپ کی توپوں سے جواب دینے کے واسطے چھوڑ دیے گئے تھے مگر توپوں کے ہامی فرق کی وجہ سے خشکی سے جو گولے پھینکے گئے ان میں سے ایک بھی گولہ پیرس پر نہ پہونچ سکا۔ ایسی حالت میں جبکہ دشمن محفوظ از خطرہ ہونے کے علاوہ بہت ہی اہل اور غیر محفوظ نشانہ رکھتا ہو ترکی توپوں کا جلد خاموشی اختیار کر لینا ناگزیر تھا۔

قسط نظیہ سے اندرون ملک میں ہتھیانے کی بابتہ تار کے بدیر موصول ہونے کی وجہ سے نشاط طے کو اپنا حسن انتظام دکھانے کے واسطے بہت ہی کم وقت ملا تاہم چند گھنٹوں میں اس نے جو کچھ کیا وہ بڑی حد تک داخل مافوق العادوت متصور ہو سکتا ہے گو سہہ کی باڈیوں میں شمار ہوئی

معہ گولہ بارود کے کرپ کی اور چند میدانی توپیں جن کے ہمراہ لیجا نیکا فوری
 انتظام نہ ہو سکا پیچھے چھوڑ دی گئی تھیں مگر موجودہ طرز جنگ کو کچھ کمزور نہ بنایا
 کی پیش بینی اور تدبیر کی داد دینی پڑتی ہے کہ اسے ازراہ دانشمندی اپنی متم
 کامیاب کوششیں رائفلیں اور کاراتوسوں کے ہمراہ لیجانے پر صرف کین
 اور وہ رائفلیں اور گولی بارود جو اس کی خوش قسمتی سے رسد رسائی کے ورنہ
 نامی جہاز نے اعلان جنگ سے چند ہی روز پیشتر اسکے پاس پہنچا دی تھیں۔
 عربوں میں تقسیم کر دیں اور بعد ازاں اس کی چھوٹی سی فوج نے رات بسر کرنے
 کے واسطے غرضش قیام کیا اور دوسرے دن زیادہ اندرون ملک لعین
 عین زارہ اس سے پہلے کہ خشکی کی توپیں خاموشی اختیار کر دیں ترکی فوجیں
 باطمینان تمام محفوظ اور مامون مقام پر پہنچ چکی تھیں اب حملہ آور فوج کے
 خشکی پر اترنے کے لیے راستہ صاف تھا اور ترکوں کے چھوڑے ہوئے سامان
 حرب پر قبضہ کرنا سہل۔ مگر ان صاف اور سچے واقعات کو حسب عادت
 اٹلی کی شیخی باز طبیعت نے اہلی حالت پر بیان کرنا اپنی کسر شان سمجھ کر رنگ آمیزی
 کے ساتھ ہز ورمشیر فاشمانہ چین لینا ظاہر کیا۔

ابتداءً مختلف جمہیں اور باثرین جو خشکی پر اتاری گئی تھیں قلعہ طلائینہ
 سے قلعہ حمید یہ تک ایک ایسے خط میں بھپتی ہوئی خندقوں میں قیام پذیر ہوئیں
 جو تقریباً دس میل مقابل اراضی پر محیط تھا۔ ابتداءً جنرل کینوا کا شہر کی دیواروں
 کے زیادہ متصل خندقین کہہ دینا ارادہ تھا۔ لیکن بڑی ضرورت اس امر کی تھی
 کہ بومیلیانہ کے ذخیرہ آب پر قبضہ کرنے کے لیے لائن کو وسعت دیجائے
 چنانچہ درخت ہلے خرما تک اطالین لائن کو وسیع کر دیا گیا۔

ہر ایک جنگ سے خواہ وہ کیسی ہی اونی اور بیتقاعدہ کیوں نہ ہو موجودہ طریقہ

جنگ کے متعلق تجارتی باتھ کی بنا پر قائم کردہ اصولوں میں ترمیم یا منسوخ کرنے اور ان کی تناسل یا کھانت پر روشنی ڈالنے والے نئے سے تجربے حاصل کئے جا سکتے ہیں چنانچہ جنگ کا ایک خاص پہلو تعلقات خارجہ اور ملکی تحفظ کے عمدہ اصولوں پر قائم ہونے کی وجہ سے مطمئن بنانا ملک کی توجہ کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔ جو ہماری اصول مدافعت کی تناسل کو ثابت کرنے والا اور ضمنی طور پر چین ایک نئی تجویز سے باز رکھنے والا ہے اصولاً تدابیر مدافعت کی تناسل کا انحصار اس جواب پر مبنی ہے کہ دشمن زیادہ سے زیادہ کس قدر فوج ہمارے مقابلہ میں لے سکتا ہے کس قدر ویشواور لبرل دونوں قسم کی گورنمنٹوں نے اپنے اپنے ماہران جنگ کے مشوروں پر اعتبار کر کے متفقہ طور پر حملہ آور فوج کی تعداد ستر ہزار قرار دی جو کچھ عرصہ ہو کہ درین باب رسالہ کان شہریری ریویو میں ایک دلچسپ مضمون شائع ہو چکا ہے اپنے آپ کو ماہر ملاح کے نام سے موسوم کر کے قابل مضمون لگا نے یہ وضاحت ہماری مانگ کر دشمن کے لیے ناممکن الفتح و فتون کے ضمن میں ان مشکلات کی تصریح کی ہے جو باوجود ہمارے کمزور سے کمزور مدافعتی مقابلاً کے دشمن کے قیاسی طریقہ پر اندازہ کردہ ستر ہزار حملہ آور فوج کو ہمارے ساحلوں پر اترنے میں پیش آئین گے اور جس کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ دشمن کا خشکی پر ایک قدم بھی رکھنا تقریباً ناممکن ہے۔ اس سبب مضمون کے ہر ایک مسئلہ کی صحت کی واقعات طرابلس سے بخوبی تصدیق ہو رہی ہیں طرابلس پر یورپ کے اوّل درجہ کی طاقتوں میں شمار ہونے والی ایک ایسی قوم حملہ آور ہے جو بلا غور و فکر مزاحمت سمندر پر قابض اور آمد و رفت میں ہر ایک قسم کی سہولیت ہم پہنچا سکتا ہے ایک بلین ٹن وزنی جہازوں کی مالک ہے اور اس کا نصب العین بندرگاہ طرابلس سائیرا کیوز سے صرف اٹھائیس گھنٹے کی بحری مسافت پر واقع ہے

یا وجود قربت اور غلبہ دست رس اور سہولیت آمد و رفت کے اس کی دوحصوں میں منقسم پچیس ہزار حملہ آور فوج جبکہ ۲۴ ستمبر کے اعلان جنگ کی بنا پر ۲۹ تاریخ کو حالت جنگ شروع ہو گئی تھی ۲۳ اکتوبر کی خونریز یون یا بالفاظ دیگر اعلان جنگ سے ساڑھے تین ہفتہ تک ایسے ساحل سمندر پر پورے طور سے متاثر کی جس کی محافظ فوج خود بخود زیادہ اندرون ملک میں ہٹ گئی تھی اور اسباب ملافحت کے لحاظ سے میدان تقریباً خالی تھا۔ انہیں واقعات کو دیکھتے ہوئے مشربائینڈ ہڈریر پچھلے ایک پُر زور مضمون کے فورٹ نائٹیلی ریویو مطبوعہ جنوری میں معقول سوال کرتے ہیں کہ موجودہ جنگ کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے بجائے ستر ہزار اندازہ کردہ حملہ آور فوج کے ایک لاکھ بیس ہزار باقاعدہ جرمنی فوج کا سوا حل انگلستان پر چند گھنٹوں میں اترنے کے خوف آمیز خیال کی بنا پر جبر یہ فوجی ملازمت کے سوال کا ملک میں پیش کیا جانا کہاں تک وقعت رکھتا ہے؟

سب سے پہلے ۱۰ اکتوبر کو بومیلہا نہ پرائی کی فوج اپنی پوزیشن کے سامنے بطور سرخ رسائی گشت کتان ڈھائی سو ترکوں سے آمادہ ہیکار ہوئی۔ یہ جنگ بہت ادنی درجہ پر واقع ہونے کے باعث اپنی نوعیت میں ایک ہنگامہ سے زیادہ وقعت نہیں کرتی۔ لیکن خوشی سے بغلیں بجاتے ہوئے اٹلی کے مضمون نگاروں نے اس واقعہ کو اپنے طول طویل مضامین میں جنگ آسٹریا یعنی کی مساویت کا اعزاز بخشا اور پُر جوش غنجلین نے اپنے طول طویل مضمون میں ترکوں کے حملہ آوروں مجروحوں اور مقتولوں کی تعداد کثیر کے علاوہ اطالیہ کے محفوظ ارض نقصان ہونے کے بارے میں دیگر مبالغہ آمیز مضامین سے مطابقت کرتے ہوئے اپنے معصرون پر سبقت لیجانے کی کوشش میں یہ اور حاشیہ

چڑھایا کہ وہ ترکون کو حملہ آور دیکھ کر ایک کچھور کے درخت پر چڑھ گیا اور جو انکی سخت آتشباری کے خوف سے پھر نیچے اتر آیا اس مضمون نگار کے بیان پر جو بہت سے اعتراض قائم ہوتے ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ اسے اپنے بیان کردہ ترکون حملہ آور ترکون کی تعداد کا علم کس طرح ہوا اور باوجود تسلیم کردہ ترکون کی سخت آتشباری کے اطالیون کا ایک سپاہی بھی زخمی تک کیوں نہوا جبکہ دوسری طرف اسی کے بیان کے مطابق اطالیون کی آتشباری نے کم از کم ترکون کی نصف تعداد کو ہلاک یا زخمی کر دیا حالانکہ دوسرے ن میدان جنگ میں صرف ایک ترک پا گیا گو اس ناہموار اختلاف بیانی کی صحت کے متعلق واقعی طور پر کوئی تاویل پیش نہیں کی جاسکتی۔ لیکن اگر مذاق نہ سمجھا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ بظاہر دوسرے دن صرف ایک ترک کے میدان میں پائے جانے سے مضمون نگار کو یقین ہوا ہے کہ ڈیڑھ سو تئہ ست عرب سپاہیوں نے ڈیڑھ سو مجروح و مقتول آدمیوں کو اپنے اوپر لادہ لادہ کر راہ گریز اختیار کی ایسے نااہل اور ناجذبہ کاروں کا بیان پڑھنا جو جنگی نامہ نگاروں کے بھیس میں بلبوس ہیں ہمارے اخبارات کے ناظرین کی ہتک کا باعث ہے۔ ایک دوسرے قابل افئوس رعیت ہمارے بعض زمانہ حال کے نامہ نگاروں میں بصوت خود پسندی پائی جاتی ہے جن کی اپنے ہاتھ کی کھینچی ہوئی تصویریں بالتصویر اخبارات و رسالہ میں شائع کی جاتی ہیں۔ مجھے ایک نامہ نگار کی پوسے قد کی پوٹو فائے تصویر کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جس میں یہ شخص میدان جنگ میں کھڑا ہوا بحالت آتشباری ایک گاڑی میں سے کرایہ پر چھٹا کرتا ہوا نظر آتا ہے سب جانتے ہیں کہ گاڑی میں اور نامہ نگار تو درکنار اور کوئی شخص بھی خواہ کیسا ہی پوٹو فائے اور دلیر

کیونہو ایسے مقام پر جہاں کی ہوا گولیوں کی سائین سائین کی آواز سے بھری ہوئی ہو تنکڑ کھڑے ہوتے کی جرات نہیں کر سکتا اور کون نہیں جانتا کہ طرابلس میں گاڑی والے کو آواز دینا اور کرایہ طے کرنا عربی زبان میں ہی ممکن ہے نہ کہ کسی اور زبان میں۔ مگر اسپر بھی اس تصویر کا غیر عربی دان ہیرو و فخر یہ بیان کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ دو پہیہ گاڑی میں میدان جنگ کو جایا کرتا تھا اور جب اسے میدان جنگ جانا مقصود ہوتا تو وہ گاڑی بیان کو تھولی حالتوں کے مطابق آواز دیتا کہ چلو میدان جنگ کو۔ اکثر ناظرین کو یہ بیان تسخیر آمیز معلوم ہوا ہو گا اور غالباً بعض اصحاب مضمون نگار کی واپسی پر بشرطیکہ وہ اپنی فرضی حائقوں کے خود غائد کردہ نتائج سے محفوظ رہا اور یافت کرین گے کہ آتشباری کے موقع پر ان کو کیا محسوس ہوتا ہے جنگ کا اسلی تجربہ اور علم رکھنے والے ہیٹ برے اور ہنگ رائٹ جیسے وقائع نگار کے بیانات اس قسم کی طفلانہ خود تائیدوں سے پاک اور پرہیز گارانہ وقعت سے بھرپور ہوتے ہیں لیکن ان صفات کی کمی عموماً ان بیانات میں پائی جاتی ہے جو مرسلہ طرابلس کی حیثیت سے شائع کئے جاتے ہیں۔ میں کسی دوسری جگہ ترکی مجروحین اور مقتولین کی بے سرو پا تعدادوں کے متعلق ذکر کرونگا۔ جبکی رو سے پایا جاتا ہے کہ نامہ نگاران سینٹرل پریوز ایکسی روم اور اسی قبیل کے اور نامہ نگاروں نے ترکوں کے ایک ایک سپاہی کو کئی کئی مرتبہ قتل کیا ہے۔

بحوث تصنیع اوقات ناظرین ان بہت سی افسوسناک اور بیہودہ بیانات میں سے بطور مشتمل نمونہ از خروائے صرف ایک اور مثال پیش کرتے پراکتفا کرتا ہوں جو انکی کے سرگرم طرفداروں نے وقتاً فوقتاً اخبارات میں شائع کرائے ہیں۔ نومبر کے پہلے ہفتہ میں اطالیوں نے ایک کثیر التعداد

فوج بقول محمود ۲۰ اکتوبر کے خود بخود چھوڑے ہوئے نخلتانون کو جن پر ترک قابض تھے دوبارہ واپس لینے کے یہ شیفدی کی چنا پنچہ ایک اطالین نامہ نگار کی اس حملہ کے متعلق یہودہ سرائی اسی کی الفاظ میں نقل کی جاتی ہے جو حسب ذیل ہے یہ شاندار مشقہ سی سرعت اور جرات سے کی گئی جیوٹیون کی طرح پھیلے ہوئے سپاہیوں سے زمین سیاہ نظر آتی تھی اور جنگ کے ترقی پزیر ہوتے پر یہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ ہمارے سپاہی جنگ دیدہ سپاہیوں کی طرح لڑ رہے تھے یہ نظر جاپانیوں کے مشہور حملوں کے مشابہ تھا دو سپاہی مشترک طور پر کام کرتے تھے ایک شخص اپنی سنگین سے زمین کھودتا اور دوسرا فیر کر زار ہوتا تھا اور جب کافی وسعت کا گڑھا کھد چکے تو دونوں آدمی اس میں چھپ کر فیر کرتے رہتے تھے بعد مغرب آتشباری کے بند ہو جانے پر از جانب شہر دور سے زندہ یا د اٹالیہ کی آواز سن آئے لگین مندرجہ بالا نمونہ اٹالوی اخبارات میں غذائے جنگ کا کام دینے والی زناتہ کو اس کا ہے اگر زمانہ حال کے نامہ نگار ایک جیوٹی سی لڑائی کی تصویر کشی میں ایسے رنگین الفاظ صرف کر دیں گے تو عظیم جنگوں کی حالت کے اظہار کرنے کے لیے اور موزون الفاظ کہاں سے لائیں گے۔

ان مناقض اٹالوی بیانات پر جاپانی کس قدر ہنستے ہوں گے کیونکہ ملٹن مین یورپ کی ایک اول درجہ کی طاقت کا آسانی استیصال کرنے والی ان عجیب و غریب حملوں کا مقابلہ جنہیں پورٹ آر تھر کا استحکام بھی نہ روک سکا ایسی جیوٹی جیوٹی چھیڑ چھاڑ سے کیا جاتا ہے جو اٹلی کی ایک بڑی فوج چند نارتربیت یافتہ عربوں کے مقابلہ میں کر رہی ہے اور کیا جاپانی فوج کسی حالت میں بھی اس طرح بڑی رہی تھی کہ قبر کے مشابہ

گدھے خود کمو کر ان کے اندر گھس جاتی ہو۔

نومبر کی پہلے حصہ کی کثرت بارشیں سے طرابلس کے چند گزشتہ سالوں کی بارشوں میں سے کوئی بارش بھی لگا ہتین کھا سکتی۔ طرابلس خالی کرنے میں پریشان لائق اور جلدی درپیش ہونے کی وجہ سے ترکون کو بہت کم خیمے اپنے ہمراہ لائیکا موقع ملا تھا۔ اور گو انہوں نے بعد ازاں حتی المقدور اونٹ کے بالوں کے کپڑے سے بنائے ہوئے عربی خیمے فراہم کر لیے تھے مگر پھر بھی یہ غریب بارش کے شدید حملوں کے مقابلہ میں عموماً بے پناہ پائے جاتے تھے اور کیمپ میں بسا اوقات آگ روشن کر کے باغیچے بچانے سپاہیوں کو ایسی حالت میں گیلیا میں پر سونے کی کوشش کرنی پڑتی تھی جبکہ شبہم سے درویان تر ہو جاتے پر ان کے پاس ایک بونین ٹپکتے ہوئے شرابور کبل کے سولے اور کچھ ہنوتا تھا۔ ۱۳ نومبر کو وادی حدین سے پانی پھوٹ نکلا اور جانب سمت درہمتے ہوئے اطالیوں کی خندقوں کو بھرتا ہوا چلا ہی گیا تھا کہ ایک طرف ۱۵ نومبر کو تند ہوا اور شدید بارشیں نے طرابلس پر حملہ آور ہو کر اطالین فوج کو آفات ارضی و سماوی کا نشانہ بنا دیا۔ تو دوسری طرف اس طوفان خیر حالت میں ترکون اور عربوں کی ایک جماعت نے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر ہوشیاری ایک اطالین اوٹ پوسٹ واقع بیرون بومیلیا نہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور دشمن اس اچانک طوع کے غیر احتمالی حملہ سے متاثر ہو کر بحالت سرسبکی بے سرو سامانی سر پر پاؤں رکھ کر جاگتے ہوئے اپنے پیچھے بہت سی میدانی توپیں کثیر التعداد اور انقلین اور گولہ باروت کے گران مارا نیا رچھوڑ گیا۔ غرضیکہ یہ اور اسی نمونہ کے اور بہت سے جھوٹے جھوٹے کامیاب حملے اکتوبر و نومبر میں انیلین لائون ہر کئے گئے

عربوں کے دشمن کی حفاظتی جو کیوں پر حملہ آور ہونے کی صورت میں حواہ اطالوی
 بھاگ گئے یا اپنے اوپر دروازہ بند کر لینے مجھ سے ایک عربی فسر نے کہا کہ اگر اس
 دوسری حالت میں دشمن تک رسائی پانے میں وقت معلوم ہوتی تو عرب
 زمین پر اوندھے پیٹ جاتے جن کے سروں پر سے ایک ترک کی میہانی توپ کے
 گزرنے والے گولے چوکی کی عمارت کے کسی حصہ کو منہدم کر دینے کے ساتھ سب اوقات
 بلا واسطہ دشمن کو مجروح کر دیتے یا بتوسلہ منہدم دشمن کے دشمن جان ثابت ہوتے
 تھے اس کا رکارڈ والی کے بعد ہم اندر کھس جاتے اور جو کوئی زندہ ملتا اُسے
 تلوار کے گھاٹ اُتارتے چنانچہ ایک مرتبہ اسی طرح کے مکان میں اٹلی کے نو
 سپاہی نذر تیغ بیدریغ کئے گئے تھے۔ ان واقعات سے یہ سمجھ لینا آسان ہے
 کہ بڑا اطالوی اپنی کھجوروں کے سایہ میں واقع ہو نہ والی جو کیوں یہ کمزوری کے
 ساتھ قبضہ کئے ہوئے تھے اور جبکہ انکے خوفناک حملہ آور رات کی تاریکی میں پوشیدہ
 طوسے چوکی کے قریب پہنچ کر ناگہان اللہ اکبر کے پُر رعب نعروں کے ساتھ
 انہر سرعت و شجاعت سے ٹوٹ پڑتے تھے جس کا تحمل اٹلیوں فوج سے زلیہ
 جوی فوج بھی نہیں کر سکتی تھی تو اٹلی کے ناکہ بند سپاہی عقل کی متابعت میں
 خرگوشوں کی طرح دم دبا کر بھاگ نکلتے تھے جن میں سے اُس کا تو س ختم کردہ
 سپاہی کی حالت واقعی طور پر سب سے زیادہ قابل رحم ہوتی تھی جو رات کی
 تاریکی اور عربوں کے حلقہ میں کھڑا ہوا ایک پھر تیلے عرب کے خوفناک چاقو سے
 اپنی جان بچانیکا صرف یہ ہی آخری ذریعہ دیکھتا تھا کہ باوا ز کلمہ لا الہ
 الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے لگتا تھا۔

عربوں کو شبِ خونی طریقہ کے یلغاروں کی سمجھی مسلمہ ہے مجھ سے عمرمان
 کی بھائیوں کی آڑ میں پڑے ہونے کی حالت میں مسٹر فریڈرک پلیس نے کہا تھا

کہ اگر کچھ رات درویش سپہر حملہ کریں تو صبح کو ہم سب کے سب ٹھنڈے نظر آئیں گے
انکا یہ خیال بالکل صحیح تھا کیونکہ اگر خلیفہ کے سپاہی مصری اور انگریزی فوج پر
رات کی تاریکی میں حملہ کرتے تو ہمارے جنگی جہاز اور توپخانے ہماری کمزور حالت
کے فیصل حفاظت نہیں ہو سکتے تھے اور اگر جوش مذہبی سے از خود رفتہ درویش
ہمیں دست بدست جنگ کا موقع حاصل کر لیتے تو ہماری رانٹیں بھی اس لیے
بالکل بیکار ہو جاتیں کہ تلوار کی رٹائی میں بدلتا ابک یورپین سپاہی کے
عرب ہمیشہ غالب ثابت ہوتے ہے مین دین بوٹوفی کہہ سکتا ہوں کہ خلیفہ کی
شکست کار از حملہ کو بجائے رات کے دن پر ملتی کرتے مین پہنان ہے ورنہ مین
دریاے نیل کی کناروں پر اوڑوسے زیادہ شکست فاش نصیب ہوتی اور جنگی
جہازوں کے چند ملاحوں کے سوائے اور کوئی شخص اس شکست کا حال بیان
کر نیکو زندہ بچ کر انگلستان نہ پہنچتا۔

آج کل جو ترکی فوجیں بنی غازی کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں ان میں ایک ایسا
شخص ایسیرلیمان نامی باشندہ ہنگری موجود ہے جو جنگ عدرمان میں عربوں کی
ایک جماعت کا کمانڈر تھا۔ مجھے نہایت تنہا تھی کہ سیلمان سے ملکر جنگ عدرمان
کے تفصیلی حالات اور خود اس کے زندہ و سلامت بچنے کی کیفیت
دریافت کروں۔

منجملہ ان کثیر التعداد اعداد ایک ہی طریقہ سے دشمن کی چوکیوں اور خندقوں
پر عام ہونے والے عربی حملوں کے جن کی بدولت ۲۶ نومبر تک عمدہ موسم اور
بڑی بڑی لکڑی کے آئے بغیر اہل اٹلی کو پیش قدمی کرنے کی جرات نہیں ہوئی
مان شرمی زرگ نامہ نگار اخبار ٹیمپس متعینہ افواج ترکی سے ایک عرب سے ایک
قابل یادگار حملہ کی دلچسپ کیفیت اس طرح بیان کی کہ ہماری نگاہوں سے

پوشیدہ بلون میں چھپے ہوئے اطالین سہا ہی ہمارے اوپر فیر کر رہے تھے کہ
 بوقت شب ترکی افسروں نے عربوں کے لیے بھی بل تیار کر اپنے زائن ایک دن
 صبح کو تمام عربوں نے اٹلی میں فرج پر ہوا کر دیا۔ لیکن دشمن کی میکسم کی
 بڑی بڑی توپوں کے نکلنے وقت غائین غائین کرتے ہوئے گولوں نے
 بہت سے عربوں کو تھوڑی ہی دیر میں شہید کر ڈالا۔ سپر بھی عرب ہمت نہ ہار
 اور بروز شمشیر اطالیوں کو ان کے بلون سے نکال باہر کیا۔ مال غنیمت میں
 بندہ وقون اور کارنوسوں کے علاوہ چند بڑی بڑی توپیں بھی ہمارے ہاتھ
 لگیں جنہیں اپنے ہمراہ نہ لاسکنے کی وجہ سے وہیں چھوڑ دیا گیا۔

مجھے خود اس عرب سے زوار میں ملنے کا اتفاق ہوا جہاں کہ وہ قلعہ مصری
 پر حملہ کرنے کی حالت میں رخمی ہو کر واپس آگیا تھا مال غنیمت کے چند نمونوں
 میں جو اس کے پاس اس وقت موجود تھے ایک اطالوی بندہ وقون متبادل
 دیدہ تھی اور اسے مان سر دے زراگ اور کپتان ٹیلیہم کو جو مال بیغا
 دکھایا تھا اس میں ابک عجیب فرانیسی چیز کی موجودگی بھی بیان
 کی جاتی ہے۔

۲۳ اکتوبر کا مشہور حملہ قتل عام نخلستان سے چند ہی روز پیشتر عربوں
 نے کیا تھا وہ دراصل ایک قسم کا معمولی دھوکا تھا جو غالباً انگریزی یا فرانسیسی
 فوجوں کی شکست تو درکنار تکلیف کا باعث بھی نہ ہوتا صبح کے وقت
 ایک چھوٹی سی جماعت جو یقینی طور پر دو سو عربوں سے زیادہ پر مشتمل نہیں
 تھی حسب معمول اٹلی کی خندقوں پر حملہ آور ہوئی اطالین مدافعت میں کوشش
 کر رہے تھے کہ یکایک پیچھے سے آہولی شور و غل آوازوں نے ان کی توجہ
 میں حصہ لینا شروع کیا۔ اب دشمن کو معلوم ہوا کہ انہیں دو دنوں جانب سے

حملہ کیا گیا ہے جن عربوں نے نخلستان کی طرف سے حملہ کیا تھا انکی تعداد
 یہودہ طریقہ سے زیادہ بتلائی جاتی ہے اگر کوئی شخص تجربہ کار و قایم نگار
 جرمن و برطانیہ کی رپورٹوں کو پڑھے تو اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ حملہ آور زیادہ
 زیادہ پانچ سو تھے بہر حال یہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ دنیا میں بہتر سے بہتر فوج
 بھی پریشان ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی تاہم ایسے موقعوں پر بجائے بھاگنے
 کی کوشش کے بجائے رکھنے کی سعی کی جانی چاہیے۔ اگر اٹالین بھی اپنے حواس بجا
 رکھتے تو ان کی کثیر تعداد فوجیں یا سانی اپنے پشت کے حملہ کی ممانعت کر سکتی
 تھیں مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور حواس باخگی کے ساتھ منشر ہو کر
 براگ لبریری کی دو کمپنیوں کو عربی حلقے میں چھوڑ گئے دونوں کمپنیوں نے
 ایسی دلیری سے جو موت کے یقینی ہونے کی بنا پر مایوسی کی وجہ سے پیدا
 ہو جاتی ہے خوب مقابلہ کیا حتیٰ کہ انکا تقریباً ہر ایک سپاہی ہلاک ہو گیا
 اور بحالت انتشار تمام فوج خطرہ سے لرزتی ہوئی معلوم ہونے لگی اگر بالفرض
 اسوقت نشاط طے پانچ ہزار آدمیوں سے اٹلی کی برہم شدہ صفوں پر حملہ کر دیتا
 تو تسخیر طرابلس کی شیدائی فوج کا ایک آدمی بھی باقی نہ بچتا۔ اٹلی کی
 مشکلات دو پہر کے قریب شہر میں عربوں کی بغاوت سے اور بڑھ گئیں
 لیکن اسوقت تک وہ ایک جگہ جمع ہونے شروع ہو گئے تھے اور جب
 ایک ایک حملہ آور کے مقابلہ کے لیے کئی کئی سپاہی مہیا ہو گئے تو ان
 چند سو حملہ آوروں میں سے جنہیں خود بھی حملوں سے نقصان شدید پہونچا
 تھا جو عرب بچے تھے وہ یا تو مار ڈالے گئے یا پسپا کر دیے گئے۔

۲۳ اکتوبر کی سراسمگی سے جب اٹالیوں کو کچھ کچھ سکون ہونیلگا
 تو انھوں نے جہلاً کر باشندگان نخلستان کو مکروہ سرائیں دینا شروع کیں

جھاڑکار ۲۸ تاریخ جنرل کناوہ کے حکم اتنا عی کشت و خون کے مطابق بست
 کی گئیں مسئلہ قتل عام نخلستان پرت انون جنگی کی نگاہ سے کسی دوسری جگہ نوش
 لیا جا چکا ہے اور اس بارہ میں یورپ کے تمام اخبارات نے بھی مفصل بحث
 کی ہے لہذا اس مسئلہ پر زیادہ روشنی ڈالنے سے اعراض کرنے ہوئے ضرر
 ایک ایسی شہادت کے پیش کرنے پر جس کی صداقت کا مجھے یقین ہے اکتفا
 کرتا ہوں نتیجہ تین نایان طرابلس کے ایک نطیم یافتہ اور روشن خیال
 ممبر پارلیمنٹ عثمانیہ نے اپنا چشم دید واقعہ مجھ سے اس طرح بیان کیا کہ اُس نے
 ایسے تین معصوم بچے اور چار بقبصہ عورتوں کو ایک جگہ بندھا ہوا دیکھا جو گردن
 میں گہرے زخم لگائے جانے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے تھے اپنے مسئلہ کلام
 کو جاری رکھتے ہوئے اُس نے کہا کہ اگر اطالین ایسے شدید مظالم نہ عائد کرتے
 تو وہ انہیں بحیثیت ایک دشمن کے عزت کی نگاہ سے دیکھتا مگر موجودہ حالت
 میں ایک تربیت یافتہ فوج کے مدعی ہونے پر ایسے قبیح افعال کے صدور
 بعد اہل اٹلی کسی عزت کے مستحق نہیں ہیں۔

اٹلی کا جنرل بطور صفائی بیان کرتا ہے کہ کسی نامعلوم اور عجیب تبدیلی
 کے باعث نخلستانانی عربوں کے یکایک اپنے خلیفہ اپنی قوم اور اپنے ملک
 سے قطع تعلق کر لینے کے یقین کی بنا پر یہ اعلان شاہی کا اجراء عمل میں لایا گیا
 تھا جس کی بابت میں بڑے زور کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ننانوے فیصدی
 آبادی کو سمجھنا اور پڑھنا تو ایک طرف اعلان مذکور کا دیکھنا تک بھی نصیب
 نہیں ہوا تھا و نیز عربوں کی تبدیلی حالت کے متعلق جنرل صاحب کی
 ذاتی خواہش خود پیدا کردہ یقین کی صوت میں جلوہ گر تھی نہ کہ کسی باشندہ
 طرابلس کا واقعی خیال اور اگر بالفرض تھوڑی دیر کو یہ تسلیم بھی کر لیا جائے

کہ واقعی طور پر کناوہ کے دماغ میں کسی وقت بھی یہ خیال مسکن گزرنے نہ تھا تو بخیر
 اسکے کیا کہا جاسکتا ہے کہ جنگ طرابلس مول لینے میں اٹلی سے جو جہاز روانہ کرنے میں
 غلطیاں اور حماقتیں سرزد ہوتی ہیں ان میں ہی یہ یہو قوفی بھی اور شامل کر لینی چاہیے
 بہر حال جنرل کناوہ اور اس کے ماتحت افسر نفلتانی عربوں کے رافیلین جدیدینے
 کی بنیاد پر مطح ہو جائیکا یقین کر لینا ظاہر کرتے ہیں مگر انھیں ۳۳ تاج کو برقی طرح غیماہ
 اٹھانے کے بعد اپنے دماغوں سے اس بر خود غلط خیال کو دور کرنا پڑا اور جس کی وجہ
 سے غیض و غضب کی حالت میں وہ کیا جو انھیں انسانیت کو پس پشت ڈال
 لینے کے بعد بھی اوراق تیار کے خوف سے ہرگز نہ کرنا تھا کیونکہ گواہا لوی فوکل
 تیل میں فتوحات کا ذکر شاد و نادر کا حکم رکھتا ہے لیکن باوجود نزولانہ دور زندگی کے
 اب تک اس کا چال چلن کم از کم اس قسم کے ناپاک قتل عام سے پاک تھا جنرل
 کناوہ کے عذر گناہ بدتر از گناہ کو قبول کرنے کی صورت میں ضرب طی اسلحہ
 کی غرض سے عربوں کو مجبور کرنا اور مشتبہ عربوں کو جلا وطن یا اس شخص کو سزا دینا
 جس نے واقعی طور پر اطاعت قبول کر لینے کے بعد بغاوت اختیار کی ہو یہ
 ہم اسی بات میں ہیں کہ انھیں کوئی شخص نامناسب نہیں کہہ سکتا لیکن جنرل کے اس
 قتل کے واسطے اور کیا عذر پیش کیا جاسکتا ہے کہ اسے تین یا چار روز تک
 اپنے تمام بپاہیوں کو بے پناہ عربوں کی سزا وہی کی عام اجازت دینی روک رکھی -
 کناوہ اپنے پیچھے طرابلس اور تمام دنیا کے مسلمانوں میں ایک ایسا خون آشام
 نام چھوڑ جائیگا جس پر نسلا بعد نسلا لعنت بھیجی جاتی ہے گی۔

۲۶ اکتوبر کو عربوں نے چھوٹے چھوٹے جماعتوں پر منقسم ہو کر ایک ساتھ
 عالم اطلالین لائن پر حملہ کیا اطلالیوں کی بد قسمتی سے ایک موقعہ پر جو رسالہ
 کی بارگاہوں کے گوشہ مغرب میں واقع ہے متنازعین کو دست بگریبان ہونیکا

موقعہ ملیگا جہاں عرب کا ٹچاٹ کے متعلق اپنی مسئلہ تیز دستی کا ثبوت
 دیتے ہیں اسی روز شام کو اطالوی پلٹنوں کے بہت سے سپاہی دن بھر کی
 محنت سے در ماندہ ہو کر اپنی اپنی خندقوں میں سو رہے تھے کہ ڈہائی سو
 عرب بجا موٹی سینگتے ہوئے ان کی خندقوں کے قریب پہنچ گئے اور یکایک
 تکبیر کہتے ہوئے اپنے نیم خفتہ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے تیز چاقو و گھونکا
 کام تمام کر لے اور اطالین سپاہی صرف مرنے کے لیے ہمد سے بیدار
 ہونے لگے چنانچہ دشمن کی صفیں دم دم برہم کر دی گئیں اور بہت سے سپاہی
 اچھی طرح بیدار بھی ہوئے پائے تھے کہ عربوں کے تیز چاقوؤں کی سرعت
 زخمیاری نے ہمیشہ کے واسطے انھیں وہیں سلا دیا۔ بعض عربوں نے
 نخلستان تک پہنچتے ہیں کا بیاب ہو کر جھٹ نمبر چوڑا آبی پر عقب کی
 جانب سے فیر کیے اور ایک کمپنی کا پورا نصف حصہ پیوند زمین بنا دیا۔
 ہر ایک جانب کشتوں کے پستے اور زخمیوں کے توفے لگ گئے۔ آخر کار
 بعض پیدل سواروں اور سالمہ جھٹ بیاسی و جھٹ نمبر چار بشمول نمبر ۴۰
 کی چار کمپنیاں اور بعیت چند میکسم توپوں کے دو میدانی توپ خانوں کی
 مشہد کہ قوت نے جنگی بھری بیڑے کی توپیں بھی مدد کر رہی تھیں ایسے حملہ
 آوروں کی مدافعت میں کامیابی حاصل کی جو گواہتا صرف ڈھائی سو
 تھے مگر بدش و دونوں طرف حملہ کرنے کی وجہ سے خود بھی نقصان کثیر
 اٹھا چکے تھے اور جن کی بابت یہ امر مشتبہ ہے کہ ان میں سے صرف چند
 عربوں سے زیادہ کو عین زارہ واپس آنا نصیب ہوا ہو اگر واقعی طور پر یہ کہا
 جاسکتا ہے کہ ان میں سے کچھ آدمی نخلستان میں رہ گئے تھے اور وہ
 ایک خطرناک راستہ سے گزرتے ہوئے اپنے مکانات کو واپس آئے۔

اس خوزیر اور خوفناک رات کی گہراہٹ اسوجہ سے اور بھی بڑھ گئی تھی کہ
اطالین باتریوں نے ازراہ حماقت ایسی حالت میں جبکہ تاریکی و کجائی
کے باعث دوست دشمن کی تمیز ناممکن ہو رہی تھی ایسے گولے برسائے
جو نال سے نکلنے ہی پھٹ جاتے تھے مسٹر آئرش میڈ بارٹ لٹ بیان
کرتے ہیں کہ تیس عرب اپنے مکانات موقوفہ حاشیہ نخلستان سے اسوقت
تک اٹکی کی شاہی قوت کا مقابلہ کرتے رہے اور قابو میں نہ آ سکے جب تک کہ
۲۸ تاریخ کو ان کے حصن حصین یعنی مکانات ہی ڈائنامیٹ کے ذریعہ سے
نہ اڑائے گئے بشمول مشہور ساگ لیری اسپیدل فریج کی چار ٹالین ہاداد
بہت سی توپوں کے تمام وزن ان حملوں کی مدافعت کرتے رہے جو شب کی
طرح مجموعی طور پر تین سو عرب چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں منقسم ہو کر سالہ
کی بارگاہ اور ہند کے درمیانی حصہ پر کربے تھے جنگ استدر قریب سے
ہوتی رہی کہ جلد پھٹنے والے گولے صرف دو سو گز کے فاصلہ سے چلائے
گئے۔ چنانچہ یہ بات زمانہ حال کی جنگ میں عجیب و غریب شمار ہونے کے
قابل ہے۔ یہ تمام طعناقی صرف بہن سحر ہون کے حملے روکنے کی غرض سے
عمل میں لایا گیا لیکن نشاطیہ کے پانچہزار عربوں کی جمعیت سے اطالین
صفو پر حملہ آور ہونے کی صورت میں کیا کارروائی عمل میں لائی جائے گی
اور اسکا کیا نتیجہ ہوگا۔ یا نکل تائی بغاوت ۲۶ تاریخ کے کامیاب حملہ کے
پہلو پہ پہلو عمل میں لائی جاتی تو آج اسکا کیا نتیجہ نکلتا۔

منزل کنادہ اور اس کے استاف پہ ۶ تاریخ کے واقعات کا گہرا
اثر ہوا چنانچہ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بوجہ مٹری ہوئی نعشوں
کی بدبو کے پھیلی ہوئی فوجوں کو تنگ جگہ میں کر دیا گیا ہے یہ عذر تنگ

اس نامعقول مذ کے مساوی ہے جو جزیرہ نمائے عرب یا شام میں خشکی پر
 فوجیں اتارنے کے باب میں یورپ کی رلے پر اثر ڈالنے کی نیت سے
 پیش کیا گیا ہے میرے خیال میں سلطانی فوجیں اٹلی کی فوجوں کے اُن
 مقامات پر خشکی میں اُترنے سے بہت خوش ہوئیں گی کیونکہ ان آئیولے ملاقاتیوں
 میں سے شاذ و نادر ہی کسی ملاقاتی کو مکرونی کباب کھانے اور شراب پینے
 کے لیے جہاز برواپس ہو کر واپس ہونا بہر حال اٹلی کی لائن تنگ اور
 وہ مشرقی خندق میں خالی کر دی گئیں جو قلعہ مصری کے مقابلہ میں واقع ہیں
 اور دمدہ خام وغیرہ بنائے کا تازہ کام شہر سے دو سو کیلو میٹر تک قائم کیا گیا
 خواہ فوجی نقطہ خیال سے اس کارروائی کی معقولیت کے بارے میں کسی قسم کی
 رائے نہ پیش کی جاسکے۔ مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ کھلا ہوا اظہار اس
 کمزوری کا تھا کہ صرف ڈھائی سو عربوں سے اطالوی شکست یاب ہو گئے ہیں
 اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اطالوی ذرا سے خطرہ یا غلط فہمی سے زیادہ اثر پذیر ہو گئے
 لگے بخلاف اس کے عثمانیہ فوج پر بہت اچھا اثر ہوا اور اُن کی بہتیں اور
 بھی زیادہ بڑھ گئیں طرابلس خاص میں اٹلی کی مقبوضہ اراضی پہلے ہی
 تیس ہزار فوج کے واسطے ناکافی تھی اس پر وہاں ہیضہ کے دامنگیر ہونے
 کے لحاظ سے اور زیادہ زمین کی تقینی ضرورت پیش آگئی مگر میں اسی وقت
 بجائے وسعت کے عسرت قبول کی گئی اور لطف یہ کہ اس فعل کو تمام
 دنیا کے انسانوں کو بے عقل سمجھ لینے کی جرات کر کے اختیار کی گئی
 نومبر کے پہلے ہفتہ میں اطالیوں پر ساحل سمندر قریب قلعہ جیدہ
 میں ایک اور آفت نازل ہوئی۔ سسلی سے آئی ہوئیں بعض تازہ دم
 فوجوں نے جن میں بظاہر رجسٹرڈ نمبر تراٹوے بھی شامل تھے بحری بیڑے

کی حفاظت میں شراخت کے قریب خشکی پر اترنے کی کوشش کی جو عرب اس
 تلاء پر قابض تھے انکا بیان ہے کہ گومحاصرہ کرنے والوں نے بہادری سے
 کام لیا لیکن مصوریں کی جانباً زانہ کوششوں کے باعث سدی فوج میں
 سے صرف دو سو سپاہی خشکی پر اترنے میں کامیاب ہو سکے حیر فرزا ہی حملہ کیا
 گیا۔ ان دو سو اٹالیوں سے مایوسی کی حالت میں جس قسم کی بہادری کی توقع
 کیجا سکتی ہے اسی قسم کی ظہور میں آئی مگر عرب انہیں چاروں طرف سے
 گھیر کر دست بدست جنگ کے ڈھنگ پر لے آئے اور انہوں نے بڑی
 سرعت سے مخالفوں کو کاٹ کے رکھ دیا صرف پانچ شخص جو کسی طرح
 ہلاک ہونے سے بچ رہے تھے قید کر لیے اور ترکی لباس میں غاریاں پہنچا
 ئے گئے۔ غاریاں میں بڑے دن کے موقع پر یہیں خود اٹالیوں اسیران جنگ
 سے ملا اور انہیں اس واقعہ کی تصدیق کراتے ہوئے پایا۔

مارنومبر تک جنرل فرگوف کی مزید افواج کے داخلہ سے اٹالیوں افواج
 شہر طرابلس کی تعداد میں بڑا ارتکاب پہنچ گئی۔ لیکن کثرت بارش کیوجہ
 سے کسی قسم کی پیشقدمی عمل میں نہ لائی جاسکی کیونکہ نند قین پانی سے
 سرگئی تھیں اور سامان جنگ کی گاڑیوں و نیز توپوں کا تھوڑے فاصلہ
 پر بھی لیجا نادشوار تھا۔ آخر کار ۲۶ نومبر کو ایک بہت بڑا توپ حسانہ
 کا رآمد موقع پر قائم کرنے کے لیے روانہ کیا گیا اور ایک بہت بڑی
 فوج نے اُس شرقی حصہ خلیستان پر دوبارہ قابض ہونے کی غرض
 سے پیشقدمی کی جو ۲۶ اکتوبر کو اُس پیشقدمی سے ٹھیک ایک ماہ پیشتر
 اٹالوی فیض سے نکل گیا تھا ایک برگید جانب عین زارہ روانہ ہوا تاکہ
 تھلستانی عربوں اور ترکوں کا باہمی سلسلہ منقطع کر دے اور جانب شرق

ایک بہت بڑے برگید نے جو تین پیدل گھوڑوں رسالہ کے دو اسکاڈرنوں
 بارہ پیدانی توپوں اور دو کوہی توپ خانوں پر مشتمل تھا جنگی ناکوں کے ایک
 بڑے سلسلہ پر چورسالہ کی بارگاہوں سے عمدت تک پھیلا ہوا تھا حملہ کیا عربوں کی
 چوٹی چوٹی جماعتوں نے اٹالوی پیشقدمیوں کی ایک ایک اپنے زمین پر
 پڑی حرات سے ممانعت کی لیکن اٹالیوں نے ایک سو بیس جانیں
 نذر کرنا کر شام تک کثرت افواج کی بنا پر نہ کہ ازراہ بہادری عربوں کے نخلستان
 خالی کر کے رسالہ کی بارگاہوں زراعتی اسکول اور موضع شراشت کے علاوہ اس
 پہلی جگہ پر بھی قبضہ پایا جسکو کبھی کسی حال میں نہ چھوڑنا چاہیے تھا ماسوا
 اس کے اس فتح سے ایک اور ایسی عمارت منقلہ قلعہ مصری پر بھی قبضہ
 ہو گیا جہاں سے اٹالوی اور قلعہ مصریہ کے قابض ترک ایک دوسرے کو
 خوب اچھی طرح سے بیٹھے دیکھتے رہا کرتے۔

۲۶ نومبر کی جنگ کے بعد اٹالیوں کو اپنے اہل وطن کی کچھ ایسی
 بوسیدہ نعشیں ملین جن کے اعضا کی قطع برید کی گئی تھی اور بعض نعشوں کو
 اس طرح دفن کیا گیا تھا کہ انکا کچھ حصہ زمین کے باہر رہ گیا تھا جن کی بابت
 فوراً بلا مزید ثبوت کے یہ خیال قائم کر لیا گیا کہ ان لوگوں کو زندہ درگور
 کیا گیا ہو گا۔ حالانکہ یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا یہ ضرور ہے کہ حفظ صحت
 خیال سے نعشوں کو دفن کیا گیا ہو مگر جنگی وقتوں کے باعث ایسی
 حالتوں میں تعجیل اور پریشانی کی وجہ سے بسا اوقات کارروائی تدفین
 نامکمل رہتی ہے ترکوں کو بھی اچھی طرح دفن کر لیا موقع نہ میسر آیا ہو تیشیل
 کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ بلونٹ کاپچی کی چوٹی پر برون کی ایسی
 نیم دفن شدہ نعشیں پائی گئی تھیں جن کے سر ہی سر پر برون زمین نظر آتے

تھے اور چونکہ وہ خود بکرون کی دفن کردہ تھیں اس لیے کون کہہ سکتا ہے کہ قصد اُن نعشوں کی تدبیل کا ارادہ کیا گیا ہوگا۔ علاوہ اس کے جیسا کہ ایک صاحب مطبوعہ رسالہ موسومہ بلیک وڈ کے ذریعہ سے بیان کرتے ہیں کہ نعشوں سے جبکہ انہر کامل ایک ہینڈ کی تیز وہوپ اور سخت بارشیں اپنا اپنا پورا پورا عمل کر چکی ہوں کس طرح ظاہر ہو سکتا ہے کہ اُن کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی عمل میں لائی گئی ہوگی ترکی باقاعدہ افواج نے فی الحقیقت ان قابل افسوس زیادتیوں میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا بظاہر نعشوں کے مثلہ کی کارروائی عربوں کا فعل تھی کوئی شخص اس قسم کے افعال کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتا ہے تاہم بالغہ اور مکر سے ملو نفرت و حقارت کا جو غلغلہ اس فعل پر اٹلی میں بلند کیا گیا وہ ذرا بھی قابل توجہ نہیں ہے کیونکہ جو قوم عیسائی سپاہیوں کے ہاتھوں واقعہ پذیر ہوئی وہ اے چار ہزار بیگانہ آدمیوں کے قتل عام کو جس میں معصوم بچے اور پردہ نشین عورتیں بھی شامل ہوں قرین الصاف تصور کرے وہ قوم غریب جاہل اور مذہبی جنون عربوں کے ہاتھوں عمل میں آئے ہوئے چند مردہ جسموں کے مثلہ پر اعتراض کرنے کی ہرگز مستحق نہیں ہے۔

عربوں کے اخراج خلیفستان سے ہمت پا کر اطالیوں نے ۱۸۰۷ء میں کوئیل طلوع آفتاب ترکی کیسپ واقع عین زارہ کی جانب پر حوصلہ پیش قدمی کی اور اسی روز شہر کے قرب و جوار میں جہان جہان عرب قابض تھے جنگی جہازوں نے باوجود کثرت ہارس غصبتناک گولے برسائے اٹلی کے تین کالموں نے اس جنگ میں حصہ لیا ایک کالم سیدی مصری میں بصورت رزرو مقیم رہا اور دوسرا تمام دن اُن عربوں سے سخت مصروف

پیکار رہا جو یکے بعد دیگرے تند چلے کرتے تھے اور جنہوں نے ترکی کیمپ
 کی مشرقی سمت سے دن ہی دن میں اطالیوں کو ان کی لائنوں تک سپا
 کر دیا ٹلی کا وہ مہینہ والی قسم کا علم پندرہ ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا اور میں نے
 بظاہر اس ارادہ سے پیش قدمی کی تھی عین زارہ کی فوج کے کمزور مسیر کو پسپا کر دے
 وہ رپورٹیں جو عین زارہ پر حملہ کرنے اور ہر ساگ لیری فوج کے ہاتھ کی
 وزیر دوستی دشمنوں سے میدانی توپیں پھینک لینے کے متعلق اطالین سائنہ
 کی نگرانی میں شایع ہو چکی ہیں سب کی سب قابل مضحکہ اور غلط ہیں اور
 ایسا ہی یہود یہ تہخنے ہے کہ سین زارہ میں آدھ ہزار آدمیوں کو پسپا کر دیا گیا
 اگر اس وقت نشاط بے کے یاس تعداد بیان کردہ سے نصف سپاہی بھی
 موجود ہوتے تو وہ بڑی خوشی سے پندرہ ہزار اطالیوں کا انتظار کرتا ہوا پایا
 جاتا بلکہ گمان غالب یہ ہے کہ نشاط بے کا انتظار اشد من الموت
 کی سختیوں سے جلد رہائی پانے کی کوشش میں کامیاب حملہ آور ثابت ہوتا
 جو کچھ واقع ہوا وہ دراصل صرف اس قدر ہے کہ ترکی کا ٹنٹ ٹنٹ نے یہ دیکھ کر
 کہ بائیں جانب سے گزری والی دشمن کی ایک بڑی فوج جلد عقب میں پہنچ
 جائیگی اور اپنی قلیل التعداد فوج پر نظر کر کے عین زارہ کو چھوڑ دینا مناسب سمجھا
 جب نشاط بے کے احکام ہو یوں کو سنائے گئے تو انہوں نے چلا چلا کر
 مخالفت کی کیونکہ یہ بیابانی جنگجو دشمن پر غالب آپکے تھے اسوجہ سے واپسی
 کے خیال کو سرے سے ہی ناپسند کرتے تھے بہر فوج اولاً چار بجے شام کے
 ترکی کیمپ کے ترپ بطور پہل تہی موجودہ کیمپ کو روانہ ہوئے اور پھر تو سلسلہ
 بندھ گیا چونکہ ترکوں کو اپنے حملہ آوروں کی نسبت معلوم تھا کہ وہ کس مادہ سے
 بنے ہوئے ہیں اس لیے ان کی جماعتیں ایک خاص قاعدہ کے ساتھ بدو

گھبراہٹ اور جلدی کے باطنیان تمام یکے بعد دیگرے روانہ ہوتی رہیں حتیٰ کہ اسٹاف اور ایک حصہ فوج نے صبح تک اس سلسلہ کو جاری رکھا مگر اطالیوں کی پندرہ ہزار فوج نے کسی ایک جماعت کا بھی تعاقب نہیں کیا اور نہ انکا راستہ روکنے کی کوشش کی معلوم نہیں کہ اس موقع پر ان کی کیوں بری کیا کر رہی تھی جس کا فرض تھا کہ وہ راستہ روکنی اور تعاقب کرتی کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ یورپ کی کوئی فوج باشتاراطالیوں کے فی المقتبت اپنے دشمن کی ایک چھوٹی سی تعداد کو کھلے ہوئے میدان میں کھلے بندوں بچکا نہیں اس امر کی کوشش کئے ہوئے اجازت دیتی کہ ان کے واپسی کے سلسلہ کو اپنے رسالہ کے پیچھلون سے منقطع کرے۔

جب حریف کے پیچرو عافیت غزیر یہ پوچھ جائیگا یقین ہو گیا تو اطالیہ کے پندرہ ہزار جنگجو خالی کیمپ پر ٹوٹ پڑے اور وہ توپیں چند بستر اور بعض فرنیچر کی چیزیں ترک خود ترک کر گئے تھے زخم خورد چھین لین معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کی چھوڑی ہوئی توپوں کے حاصل کرنے میں اہل اٹلی ہمیشہ بڑی جرات اور ہوسناکی سے کام لیتے ہیں چنانچہ اطالین ان توپوں کو بھی اپنے دشمن سے کئی ہفتہ تک برابر چھینے اور ان کی تصویریں تارے سے ورنہ اصل واقعہ یہ ہے کہ صرف اہل بیدانی توپیں جو ان کے ہاتھ لیگین تکمل انمٹلائے میں زارہ از راہ دانشمندی بیکار کردی گئیں تھیں اور چھین ترک اسوجہ سے چھوڑ گئے تھے کہ ان کے پاس ان کا گولہ باروت ختم ہو چکا تھا اور اس صورت میں وہ ترکوں کے لیے بیکار تھیں ثانیہ بالکل ناممکن تھا کہ ریت بدیدہ توپیں کھینچی جاسکتیں کیونکہ طرابلس میں پندرہ پونڈ وزنی گولہ پھینکنے والی توپ کو اوچس گھوڑے کھینچتے ہیں اور بیسوں آدمی اس کے چڑھانے کے لیے درکار ہوتے ہیں۔

بظاہر نشا طبع کو عین زارہ اُن آثار کی وجہ سے چھوڑنا پڑا جس سے پایا جاتا تھا کہ اس کا میسرہ دشمن کے حلقہ میں آجائیگا لیکن ایک بڑی اور زبردست وجہ یہ بھی تھی کہ ترکوں کو جلد یا بدیر عین زارہ ترک کر کے اور زیادہ اندرون صحرائین ہٹ جانا لازم تھا کیونکہ بحری توپوں کی مسلسل اور ہر وقت کی گولہ باری سے عثمانی فوجوں کو جو بیس گھنٹے میں کوئی وقت آرام کا نہیں تھا گو مسلمہ طور پر عرب دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے قربت کو پسند کرتے ہیں مگر وہ شیطانی گولہ کی بارش کے عادی نہیں ہیں درحقیقت وہ گولوں کی نقصان رسانی سے استفادہ متاثر نہیں ہوتے جس قدر اس کے لوازمات سے جو کئے اور بچیں ہوتے ہیں اور سچ بھی یو نہیں ہے کہ کتے کی طرح گولے کی بھونکا سکے کاٹنے سے زیادہ پریشان کن ہے یہ آئینہ جوش سے بارہ انچ قطر کے شق ہوئے گولے کا خوفناک طریقہ سے گرنے اور ریت میں ایک وسیع گڑھا کرنے کا حال بیان کرتے سنا ہے جس نے کسی شخص کو بھی نقصان نہ پہونچایا تھا اور جس کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ غریب بدوؤں کے زخمی کرنیکا یہ طریقہ کثیر المعارف تھا۔

موجودہ ترکی کیمپ واقع غریزہ بحری توپوں کی دست کرسس باہر ہے مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ ترکوں کا علی قبضہ بہت بڑے حصہ سے اُٹھ گیا ہے کیونکہ انکی چوکیاں کیمپ کے جانب ساحل سمندر بہت دور تک پہنچی ہوئی ہیں جس کا کستیدار اندازہ اس امر سے بھی ہو سکتا ہے کہ اُن کی وساطت سے ۲۰ چوری کو غرغیش پر کامیاب حملہ کیا گیا تھا جہاں اطالیوں کو یکپارہ جانوں کے نقصان کے ساتھ اس مٹی کے زیر تعمیر حفاظتی ذرائع سے پسپا کر دیا گیا جو بیرون موضع بنائے جا رہے تھے قبل ازیں ایک اور کامیاب حملہ بنی غشیہ پر کیا گیا تھا جس سے پایا جاتا ہے کہ ترک پُرشوق طریقہ پر اُن

فوجوں سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہیں جو اطالوی جنرل ان کے مقابلہ میں بھیج کر
 ۱۷ دسمبر کو ہیڈ کوارٹر میں یہ ضروری خبر پہنچی کہ اطالیوں نے اپنے داہنی
 جانب پیش قدمی شروع کر دی ہے لٹاٹ بے معہ اسٹاف کے فوراً سنت بنی آدم
 کو روانہ ہو گئے یہ خبر صحیح تھی چنانچہ بعد طلوع آفتاب ایک اطالوی کالم اپنی خندقوں
 سے نکل کر اولاً جانب مغرب غزائش جانیوالی سرگرمیوں کا کچھ حصہ رسالہ کے چار
 لگانوں والا برگیدہ جو سالم پچاسویں پیدل رجمنٹ تیرہویں کاکچھ حصہ رسالہ کے چار
 اسکوادرن اور ایک فخریہ تری مشتل تھا پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوا منصور
 پہنچا جہاں ترکوں کے ایک چھوٹے سے ناکہ پر صرف چار آدمی قابض تھے
 اطالیوں نے منصوبہ قبضہ کر کے تارگہ تیار کر دیا اور تارگاٹ ڈالا جس کی وجہ
 سے تارگا تعلق زوارہ سے ٹوٹ گیا تھا لیکن بعد میں مرست کر کے اس نقصان
 کی تلافی کر دی گئی دنیا میں صرف اتنی ہی کی ایک ایسی فوج ہے جسکو دو پہیے
 کی خاموشی کے بعد اس معمولی کام کے سر انجام دینے کی توفیق نصیب ہو سکی۔
 اس مہم عظیم کی سر انجام دہی کے بعد یہ برگیدہ آہستہ آہستہ منصوبہ کی جانب
 جنوب بڑھا جہاں یکا یک اُس نے اپنے آپ کو ایک ترک چوکی کے سامنے پایا
 جس پر بیس باقاعدہ ترک فوج کے سپاہی تعینات تھے جس میں سے ایک
 ترک بغیر اس اطلاع دہی روانہ جانب سنت بنی مریم ہوا اور باقی ماندہ ادھیس^{۱۹}
 نے اپنی جگہ پر قائم ہو کر دشمن پر آمگ برساتا شروع کی جس کی تاب مقاومت
 نہ لاکر یہ ساری بہادر فوج پیچھے کیجا ہٹ گئی جبوقت اس عجیب و غریب بہادری
 کی اطلاع پہنچی ہے اسوقت میں خود ترک فوجوں میں موجود تھا یہاں افسر
 سے لیکر ایک معمولی سپاہی تک تمام فوجوں کو اپنے حریف کی چلی بزدلی کا
 حال سن کر بہت بڑی خوشی ہوئی اور ہم سب کی یہ تمنا تھی کہ دشمن جانب

سنت بنی مریم پیشقدمی کر کے گریہ خوش قسمتی ہمیں نصیب نہیں ہو سکی دشمن نے
 پنجر بائری سے صرف پندرہ گولہ صحرانہ پھینکے جو کیمپ سے بقدر ایک ہزار
 دور رہ جانے کی وجہ سے سب کے سب بیکار ہو گئے ہمیں اسی رات
 یہ معلوم ہوا کہ منصوبہ سے اطالین صٹ گئے اور اپنی خند قون کی پناہ
 میں چلے گئے ہیں۔ نامہ نگار مارننگ پوسٹ متعینہ مالٹا اس دشمن کی
 پتہ لگانے والی فوج کی نسبت بطور خاکہ بیان کرتا ہے کہ اس پیشقدمی سے
 طرابلس میں مغربی جانب سے داخل ہو دیولے سامان ممنوعہ جنگ
 کا آئندہ کے لیے سد باب کرنا مقصود تھا لیکن اس نے اس کی تاویل نہیں
 کی کہ روانگی اور واپسی منصوبہ اور پندرہ گولوں کا منایج کرنا کس طرح فائز المرام
 بنا سکتا ہے۔

ترکی کیمپ کے عزیز یہ منتقل ہونے کے بعد ۱۶ دسمبر تک ایک طرف
 تو سنت بنی مریم میں رفتہ رفتہ عربوں کی ایک بڑی تعداد غالباً شہر طرابلس
 پر حملہ کرنے کی غرض سے جمع ہوتی رہی اور دوسری طرف اعمقانہ طور سے
 اپنے آپ کو محفوظ اور دشمن کو مرعوب خیال کر کے اطالوی افسر اور نامہ نگار
 بھرب زبانی کہتے رہے کہ صوائے کوہ فاربان پہونچنے تک کوئی جنگ واقع
 نہ ہوگی عین زارہ کو سیلکروٹون تختون کی ایک دوہری باروت ایم کر کے اور
 درمیانی حصہ کو ریت اور پتھروں سے بھر کر ایک چھوٹا سا قلعہ بنا لیا گیا
 تھا جس کی حفاظت پر کم از کم چودہ ہزار اطالین فوج تعینات تھی یہ صحیح ہے
 کہ طوفان غیر موسم کی وجہ سے ہوائی جہازوں کو ایک ہفتہ تک اڑیگا موقعہ
 نہیں ملا لیکن اس صورت میں اطالوی رسالہ کو دشمن کا پتہ لگانا ضروری تھا
 انہیں کوتاہیوں کے باعث اطالین معلوم نہ کر سکے کہ ترکوں کی قوتیں ایک

لمحہ کو بھی بیکار نہیں رہیں اور دشمن کے قریب ہی عین زارہ سے جانب جنوب
صرف پندرہ میل کے فاصلہ پر پہلے پہل تکین تھیں ماسوائے اس کے وقت امتحان
اطالیوں کا یہ خیال کہ ترکوں کی کمزوری کیان جو عزیزہ اور عین زارہ کے درمیان
واقع ہیں انکا کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتیں بہت بڑی طرح غلط ثابت ہوا۔

اپنی ۱۹ دسمبر کی پیشقدمی کی بابت اطالیوں کا بیان ہے کہ ۱۸ تاریخ کو
پانچ واغواہ عرب ترحونہ کی جانب سے عین زارہ پہونچے اور انھوں نے بیان
کیا کہ ہمیں اندرون ملک کے حج ہونیوالے ہڈوؤں نے ظلم کیا ہے۔ یہ نہیں
کہا جاسکتا کہ آیا یہ عرب فی الحقیقت اپنے ملک پر حملہ کرچو والوں سے طالب
امداد تھے یا ترکوں کی جانب داری میں اطالیوں کو کوئی نقصان پہونچا
چاہتے تھے بہر حال انھیں ۱۹ تاریخ کی پیشقدمی کی راہ غلطی کا اعتراف کرنا پڑا اور
قبل طلوع آفتاب بسرکردگی جنرل فادایک بہت بڑی ایسی فوج جو پیدل کے
میں بتائیں رسالہ کا ایک اسکاڈرن پھر باتری کی تین توپوں اور بہت سی
میسکس توپوں پر مشتمل تھی عین زارہ کی خندقوں سے نکل کر جانب جنوب روانہ ہوئی
جس کے ساتھ پیدل رجیٹ برساگ لیری نمبر گیارہ کا بھی کچھ حصہ تھا مینے
پچھتم خود اس فوج کی لڑائی کو ترک کی میپ واقع عزیزہ میں دیکھا ہے اس
پیشقدمی کا مقصد چھوٹے سے محاذ پر موسومہ پریٹیرس کے ڈاکوؤں کو
ہاک کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانا تھا لیکن خلاف مقصد واقعات سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بد قسمتی شروع ہی سے اس کا لمبے ہمراہی ترحونہ کے
راستہ کو جو ریشیلے لوق ووق سحر میں سے گزرتا ہے حافظہ میں رکھنا مشکل ہے
اور غیر ملکی کے لیے مشکلتر اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہو
کہ ان پانچ واغواہ عربوں میں سے تین شخصوں کی نعشیں جنھوں نے اطالیوں کی

راہ نمائی اختیار کی تھی گولیوں سے چھدمی ہوئی پائی گئیں اور قیاس پاتھا
 ہے کہ اپنے راہ نماؤں کی غریب دہی کا یقین کر کے اٹالیوں نے انہیں گولیوں سے
 اوڑا دیا ہوگا۔ حاصل کلام وہ رقیبلاق و دق صحرانفا اور بدون راہ نما کے گم کردہ
 راہ بنصیب اٹالین بار بار راستہ بھولا جاتا تھا اور اس مشکل سے نجات پائیگی
 کوشش میں جگہ جگہ بھونچکے پھر لوٹنا پڑتا تھا اس لا حاصل اور وقت سے
 تمام فوج مایوس اور محنت شاقہ سے چکنا چور ہو گئی تو کون کو فندقی بنی غیر میں
 دشمن کی پیشقدمی کا حال معلوم ہو چکا تھا اور جبکہ ایک ایک کے ذریعہ سے
 جو جانب مغرب مقیم تھی فندقی بنی عشر کے عربوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا
 تو انھوں نے درمائدہ اٹالین فوج سے چھٹیر چھار شروع کر دی عرب ایک
 ریت کے ٹیلے سے دوسرے ٹیلے پر لپک لپک کر پہنچتے جاتے اور جب دھن
 زور پڑتا جاتا فائر کرنے جاتے تھے جیسے جیسے سورج کی روشنی گھٹنے لگی عربوں کی
 قوت اور حملوں کی تعداد ترقی کرتے لگی اور اس کے ساتھ ہی اٹالیوں کی تعداد
 اور ہمت گھٹنے۔ سب سے زیادہ مشکل یہ درپیش تھی کہ اٹالین اپنے نہ دکھائی
 دینے والے پرنیلے دشمنوں کو کوئی سزا نہ دیکھتے تھے۔ اسی حالت میں غالباً
 اٹالوی کام کو ترک کر کے فوج متعینہ بنی عشر کے پہلو پر پہنچانے کے قصد سے کرمل
 فارا چند کیلومیٹر آگے بڑھ کر بائیں جانب لوٹ پڑا مگر اس کے ساتھ ہی عربوں کی
 جنگی امداد پر چند ٹرکی باقاعدہ فوج کے جوان بھی موجود تھے انھوں نے منفردانہ
 گمر متواتر فائر زیادہ کا گزرا بہت ہونے لگے۔ اور دشمن اپنی رفتار پیشقدمی میں
 سست۔ آخر کار وہ ایک جگہ ٹھہر گئے اور اُس کے بعد ہٹنا شروع کیا لیکن دشمن
 نے اس وقت بھی فاصلہ سمٹ اور وقت کے پہچانے میں غلطی کھائی بیان
 دسمبر میں ساڑھے چار بجے غروب ہو جاتا ہے اور جس کے ایک گھنٹہ بعد

تمام صحراناریک بدستہی سے اس رات چاند بھی نہیں تھا صرف بجلی کی چمک یا
 راتھلوں کے فائرون سے کبھی کبھی روکشی ہو جاتی تھی غرضیکہ ان مخالف
 حالات و واقعات کی بدولت اطالین رہا سپاہی نشان راہ کھو بیٹھے اس معضلہ
 بہ نہ جو کئے والے تری کمانڈ نے اپنے عرب مددگاروں سے اُن کے منفر وانہ
 حملوں کی نوعیت بہ نکر زیادہ ہمیش قیت کام لیا۔ ہنصین جماعتوں میں تقسیم کر کے
 دشمن کے پہلوؤں اور پشٹ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا اس وقت اٹلی والوں پر
 چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے لیکن دشمن کی بند و قون کے فائرون اور
 توپ کی گرج کو اللہ اکبر کی آوازوں سے وبائیے والے حملہ آور بہت کم و کمائی
 دیتے تھے بدستہی سے اس نازک حالت میں حواس باختہ اطالیوں نے
 اپنا جی چھوڑنا شروع کر دیا لیکن انکا کمانڈر بظاہر ایک ایس شخص معلوم ہوتا
 تھا کہ جس کے حواس خراب نہیں ہوئے تھے اس نے اور اس کے افسروں نے
 جس طرح بھی ممکن ہو سکا اپنے سپاہیوں کو ایک بلند مقام پر پہنچنے تک
 سنبھالے رکھا جہاں کر تل فارا کے ارادہ کے مطابق رات گذارنے کے لیے
 خندقین کھودیں اور ہر قسم کی توپیں اتار لی گئیں۔

اس قیام گاہ میں بھی اطالیوں کی حالت مایوسانہ تھی ساتھ منتخب جنگیدہ
 جنگجو فزانیوں کی ایک عمدہ جماعت نے بہوشیاری اطالیوں کے بائیں
 جانب گذر کر پہاڑی کے شمالی راستہ پر قبضہ کر لیا اور دوسری فوج بڑھ کر پہاڑی کے
 جنوب کا محاصرہ۔ اس صورت میں محصور اطالیوں کے نکلنے کے لیے صرف
 ایک تنوڑی سی کھلی ہوئی جگہ پہاڑی کے مغرب میں بصورت راستہ
 باقی تھی جس پر نصف شب تک بوجہ کمی تعداد عرب قبضہ نہ کر سکے تھے اس
 راستہ کا علم دشمن کو اس ناہم موقعہ سے معلوم ہوا کہ برساگ لیری فوج کا ایک

نوجوان نن کیسٹند افسر بغرض خرید و فروخت شہر طرابلس گیا تھا اور کسی نامعلوم وجہ سے اپنی بٹالین کی روانگی کے وقت تک عین زارہ نہ پہنچ سکا آخر بہت باندھ کر اپنی بے قسمتی پر روتا ہوا تنہا صبح کو چل نکلا خوش قسمتی اور فائزوں کی تقواؤں کی راہ لائی کرتی رہیں حالانکہ بالکل اندھیرا ہو چکا تھا لیکن خوش نصیبی نے اُسی راستہ سے جو خالی رہ گیا تھا منزل مقصود پر پہنچا دیا اس کی آمد نعمت غیر مترقبہ بھی جا کر بڑی خوشی منائی گئی۔ کیونکہ اب تک جنرل قارا اور اسکے افسروں کا خیال تھا کہ عربوں کی تعداد کثیر ہے انھیں مضبوطی کے ساتھ چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ یہ بہادر اور سچے افسر ملک لائیکے لیے عین زارہ پھر واپس ہو اگر وہ ایسی چھ تہ قہم بھی لگیا تھا کہ ایک عرب کی گولی سے اُسکا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا وہ کسی ترکیب سے پھر اپنی فوج میں واپس آیا اور ایک دوسرا گھوڑا ایک پھر اسی راستہ سے واپس ہو گیا، پھر ایسی تک کوئی نگرانی قائم نہیں ہو سکی تھی اٹھارہ لین اتفاقاً تیار کی کی وجہ سے اُس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور پھر کی ہڈی ٹوٹ گئی اب مجبوری اس افسر کو تھوڑی دیر پیدل چلنا پڑا تھا کہ برساگ لیری کا ایک پتروں لگیا اور ان سے اس نن کیسٹند افسر نے بیسرا گھوڑا حاصل کر کے عین زارہ کے جنرل کو اپنی فوج کی خوفناک حالت سے مطلع کیا یہ نوجوان نن کیسٹند افسر بجلد سے خیر خواہی و بہادری ہمارے و کثوریہ کر اس لشکر کے مساوی الاعزاز و تہ مجرچہ افواج اطالیہ پالے کا مستحق ہے۔

پہاڑی پر اطالین فوج یہ تیز نہ کر سکنے کے باعث کہ ہمارا دشمن کہاں ہے اپنا بیماری تو بچا نہ کار آمد طریقہ پر استعمال نہیں کر سکتی تھی ایک طرف عرب برابر چاروں طرف سے گویاں برسا ہے تھے تو دوسری طرف دشمن

کے مجروحوں و مقتولوں کی تعداد لحاظ ملنے میں سے بیشتر ہوتی جا رہی تھی یہہ
 دشمن کا بیٹہ لگانوالی بڑی فوج جو قبل از علی الصبح صبح میں زارہ سے عربوں
 کو سزا دینے کے لیے روانہ ہوئی تھی خود عربوں کا ہر گھوڑا علاوہ زمین
 اطالیوں کو مایوسی نے بھی گھیر رکھا تھا جس کی وجہ سے ان کے زندہ سپاہیوں
 کی حالت لمحہ بلمحہ بدستہ بدتر ہونے لگی۔ کرنل فارلے قیام کے لیے
 بہت اچھی جگہ منتخب کی تھی جو خندقین کھود کر خوب محفوظ کر لی گئی تھی اور
 میکسم ٹوپون کے چلانے کے لیے میدان بھی موزوں تھا۔ مگر اسکی فوجین
 قطعی جی چھوڑ چکی تھیں اس لیے کرنل باوجود شب گزاری کے ارادہ کو واضح
 طور پر بیان کر دینے کے حالات کے لحاظ سے مجبور ہو گیا کیونکہ اس کے سپاہی
 بطور نا فرمانی کمزوری ظاہر کرتے ہوئے عین زارہ کا رخ ظاہر کرنے لگے اور نہایت
 یہان تک پہنچ گئی کہ مصلحتاً احکام بعد میں صادر ہوتے تھے اور عمل پہلے
 آخر کا رہتا حد کی کیساتھ شمال کی طرف اطالین بھاگ نکلے اور اس بقیۃ السیف
 فوج کو علی الصبح وہ کمک ملی جو عین زارہ سے بھیجی گئی تھی اور اس کے
 چھ گھنٹہ بعد یہ لوگ اگر کہا جاسکے تو بھیریت اپنے کیمپ میں پہنچے۔

یہ نہایت مشکل ہے کہ اس خوفناک لڑائی کے اطالوی نقصانات
 کا صحیح اندازہ کیا جاسکے زمانہ حال کے کسی جنگ میں بھی نقصانات کی صحت
 کے باب میں ایسی بے پرواہی سے کام نہیں لیا گیا ہے جیسا کہ طرابلس
 میں لیا جا رہا ہے ترکی افسروں کو مجبوراً بعض اوقات میں ویسی عربوں کے
 بیانات پر اعتما کرنا پڑتا ہے اور عرب عادتاً ہر ایک بیان میں اس قدر
 بالغہ کرتے ہیں کہ سننے والا حیران رہ جائے۔

۱۶ دسمبر کو غریبہ میں ایک عرب نے آکر صاف طور پر بیان کیا کہ وہ اور

ایک اور سپاہی حمص سے ایک سرکاری مراسلہ لیکر بھیجے گئے ہیں جن میں دشمن سے حمص واپس لینے کا حال درج ہے سپاہی کا گھوڑا گر کر ہنسٹرا ہو گیا اور اُس نے مجھے سرکاری مراسلہ نہیں دیا بلکہ کچھ عرصہ بعد وہ خود ہی آجا بیٹھا۔ دوسرے دن وہ سپاہی بھی آیا لیکن اُس کے پاس کسی قسم کا مراسلہ نہیں تھا۔ یہ تمام حکایت جیسا کہ مفتی بے نے غصہ سے کہا ایک عربی خبر تھی۔ اس لیے اطالوی نقصانات یا ترکی فتوحات جب عربی ذرائع سے معلوم ہوں تو خیال کر لینا چاہیے کہ اُن میں ضرور شاعری سے کام لیا گیا ہے۔ لیکن یہ بڑائی اور نہریت اُس مقام سے ٹھوڑے ہی فاصلہ پر واقع ہوئی تھی جہاں پر میں مقیم تھا۔ دوسرے دن ترکی افسروں نے عند اللہ یافت معلوم ہوا کہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق کئی ہزار اطالوی پیدل اور گولنداز ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ مسلمہ ہے کہ سمبہرین ان افسروں کے پاس کستقد صحت سے نقصانات کے معلوم کرنے کے ذرائع موجود تھے۔ مشاہدہ کی بنا پر میں جو کچھ کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ دوسو اطالوی رائفلین مع گولہ باروت کے ذخیرہ کے عرب جمع کر کے لائے تھے اور بونٹون پیٹیون وغیرہ کے ڈھیر بازار میں بیچنے کے لیے لگائے گئے تھے یہ چیزیں یا نو مردوں کے جسم سے اتار لی گئیں تھیں یا میدان جنگ میں پڑ ہی ہوئی یا کئی گئیں تھیں مال غنیمت میں ایک ڈیڑھ سو پونڈ کا قیمتی ذخیرہ دواؤں اور نشتر وں کا بھی تھا جس کو ایک جاہل عرب نے چند فراہم میں بیچ دیا تو کون اور عربوں کا مجموعی نقصان جسے اطالوی بہت بھاری اور اپنے نقصان سے زیادہ بتلائے ہیں حقیقتاً گیارہ شہید اور چالیس مجروحوں پر مشتمل ہے۔ شہیدوں کو دفن کر دیا اور

اور زخمیوں کو عزیز یہ کے بڑے ہسپتال میں بھیج دیا گیا۔ نقصان کا بڑا حصہ
قزاقیوں کے حصہ میں آیا جو اکثر اوقات اطالیوں پر صرف پچاس میٹر کے
فاصلہ سے بندوبست چلاتے تھے۔

زخمیوں میں عزیز یہ تک ہمراہ آئیوا میرا سابق ملازم محمد باشد کہ مدین
بھی تھا جو ایک نوکر کی حیثیت سے گسٹلخ اور بیکار تھا لیکن بحیثیت ایک شمول
اور شہسوار ہونے کے قواعد دان کا راند سپاہی تھا کیونکہ وہ ٹیونس میں فرانس
کی فوج کا ممبر رہ چکا تھا عرب جماعتوں کے ساتھ شریک جنگ ہونے سے
زمانہ گذشتہ کا کفارہ ہو گیا تھا اور میری نظروں میں کسی قدر با وقعت
جب میں بغرض عداوت ہسپتال گیا تو مجھ سے اسے معمولی خوش بیانی
کے ساتھ اپنے اطالیوں کے نزدیک تنو میٹر تک پہنچنے اور ایک شمش
کو جو تنہا کھڑا تھا گولی مار کر گر لینے کا حال بیان کیا جو غالباً کوئی افسر تھا
اس کے بعد محمد خود ایک گولی کے بدون ہڈی توڑے ہوئے دان میں گئے
سے زخمی ہو گیا۔ وہ حسب معمولی خوش تھا کیونکہ اسکو لہا ہر اطالوی مار
گولی سے کسی قسم کی تکلیف نہیں معلوم ہوتی تھی اور اس کی کیفیت گستاخانہ
خوش فعلیان اس حکر کا فسر کے معزز حوصلہ سے مختلف تھیں جو پاس ہی
کے بستر پر دونوں پہلوؤں میں ایک گولی کے زخم کرنے کی وجہ سے لیٹا
ہوا تھا محمد باجوہ زخمی ہونے کے بطور مال غنیمت ایک تھیلی محمولہ ساتھ
کا رتوس اور ایک اطالوی رائفل اپنے ہمراہ لایا تھا اس کا خیال تھا کہ وہ
بہت جلد شفا پا کر ٹیونس واپس جائے گا

اگر عین زارہ میں باجی عربوں کا پہونچنا ترکوں کا ایک کار آمد فریب
تھا تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ کسی فوجی پسند سے میں اطالیوں سے

زیادہ سادہ لوح دشمن کبھی پھنسا ہو بہر نوع اس مصیبت نے ٹلی ٹلی ہو کر
ایک اور سخت سبق چڑھایا اور انھیں معلوم ہو گیا کہ صحرائین انکی فوجوں کی
پیش قدمی کیا معنی رکھتی ہے کرنل فارا کی تمام فوجی یربادی عربوں کے کارٹوس
خالی ہو جانے کی وجہ سے مل میں نہ آ سکی عرب اپنے کارٹوس اپنی اپنی مٹی
کے مطابق بری طرح ضائع کرتے ہیں اور آتش بازی کے متعلق جو
احکام صادر کئے جاتے ہیں بوجہ احمیت آپر کار بند نہیں ہوتے رات کے
وقت اس جنگ میں علی طور پر ہر ایک کارٹوس خالی ہو جانے کے
باعث سکون پیدا ہو گیا تھا مگر اس کا ذکر دلیر اٹالوی اپنی موانعت
میں کرتے ہیں اور اپنی ڈراوئی ہزیمت کی تلخی کو کم ظاہر کرنے کے لیے
حسب معمول اصلی واقعات اور نقصانات کو چھپاتے ہوئے
تجاصل عارفانہ ترکوں و عربوں کے شرکار جنگ کی تعداد کے متعلق میں صرف
یہ کہہ سکتا ہوں کہ باقاعدہ ترک فوج کا جو تخمینہ پانچ سو سے ہزار تک ایک
تخیرہ کارنامہ نگار مسٹر ہنٹ پر لے لے کیا ہے وہ سراسر غلط ہے اٹالوی
افسرین پر اس شکست فاش کے گہرے اثر چڑھنے کا اندازہ کسی قدر اس سے
معلوم ہو سکتا ہے کہ اگرچہ کرنل فارا نے اپنے آتشیا راسخ کا استحصال
بہتر طریقہ پر کیا اور اپنی باقیماندہ فوج کو خطرہ عظیم سے بچالانے میں کامیاب
ہوا مگر اسے جب جنرلی کے عہدہ پر ترقی دی گئی تو اس کے ساتھ ہی عین زارہ
کی فوجی خدمات سے سبکدوش کر دیا گیا۔

اپنی خوش قسمتی سے بعض اٹالین رات کی تاری کی میں عربوں کے
چاقوؤں اور گولیوں سے بچکر اور ایک دفعہ اپنی خند تون او دمکری توپوں
کی حفاظت میں پہنچ گئے مگر دنیا کی کسی قوم نے اٹالیوں سے فریاد

بے پرواہی انجیل مقدس کی اس آیت سے نہیں برتی کہ جو شخص لڑائی کرنا چاہے اُسے پہلے لڑائی کا اندازہ کر لینا چاہیے۔

سرحدیونس سے ترکی کیمپ کے دورا سے مخصوص ہیں جنوبی سرحد جو سرحد جانب دیہیات عبور کرتی ہوئی براڈ مارلہ اور غاریان عزیز یہ پہنچتی ہے بمقابلہ بنی غردان والے دوسرے راستہ کے بقدر تین منزل کے زیادہ فاصلہ رکھتی ہے مگر اٹالوی دست درازی سے بہ نسبت بنی غردان والے راستہ کے زیادہ محفوظ اور کوہستانی درختوں اور پانی کے جا بجا ملنے کی وجہ سے زیادہ خوش منظر و آرام دہ بوجہ اس کے کہ بحالت جنگ راستہ کا دلچسپ ہونا نہونا حفاظت کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں راستہ کی خوشنمائی سے قطع نظر کر کے بھی بحیال حفاظت دیہیات والے راستہ کو بھی اختیار کرنا چاہیے تھا جیسا کہ میں نے بھی اطالیوں سے نقصان پہنچ جائیگا احتمال ظاہر کیا ہے لیکن عثمانیوں کو بہت ہی تھوڑے تجربے سے معلوم ہو گیا کہ ساحلی راستہ پر گزرنے میں اپنے ناقابل دشمن سے خوف زدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے کام میں لایا جائیگا الا راستہ سمند سے صرف چند گز کے فاصلہ پر میلون تک ساحل کے متوازی چلا گیا ہے جس پر وہوئین سے فضا عالم کو تیرہ و تاریک کرنے والے اٹلی کے جنگی جہازوں کی موجودگی میں منت کے مال و اسباب سے لدے پھندے نڈر کاروان اور ادھر سے او دھشتقل ہونیوالی بہادر عثمانی فوجیں بالمشینان تمام آہستہ آہستہ قطع منازل و طے مراحل کرتی رہتی ہیں اس سے زیادہ ناقابلیت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اٹالوی جنگی جہازوں کی توپوں کی زوئیں ہوتا رہتا اور اس بارہ

مین اس سے زیادہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ یورپ کی پہلی اور درجہ کی بحری قوت
 ایسی کمزور ہے کہ غلیل التعداد دشمن کے ایسے کارروائی راستہ کو جسکا کھلا رہنا
 دشمن کی بڑی تقویت کا باعث ہے یا جو دوست رس بند نہیں کر سکتی
 اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ اطالوی قادر اندازوں نے اس راستہ
 پر سب جکڑوں کو ہی ہتھولے گولے زبر مائے ہون گے نہیں بوقماش ہے
 غریبائے تک ساحل سمندر کے قرب و جوار کی آفاقی پھٹنے والے گولے اور
 گولیوں سے ایسی خراب ہو گئی ہے کہ بلابالغہ اس میں حل جواہر ہو معلوم
 ہوتا ہے لیکن سمندر کے کنارہ پر کوئی شخص بھی اس بہودہ اور غیر قادر اندازانہ
 گولہ باری کو ذرا بھی خیال میں نہیں لاتا کیونکہ شاد و نادر کوئی گولا کسی چیز سے ٹکراتا
 تھا حتیٰ کہ کسی ایک آدمی کو بھی خفیف سے خفیف زخم بھی نہیں پھونچتا
 شربان پھٹنے والے گولے کے غلط نشانہ پر گر کے میکار جانے پر قہقہہ
 لگاتے تھے اور ترکی افسر خوش ہوتے تھے کہ یہ غیر ضرور مصرف اطالوی
 ٹینکس و ہندون کے نیگ لگا یا جا رہا ہے۔ غرضیکہ یہ عظیم الشان گولہ
 باری تعطی طور پر غیر مؤثر ثابت ہوئی اور گو سرحدی چوکیوں سے ایک
 پیرکار راستہ اختیار کرتے ہر جنگی جہازوں کی نظر اور زد سے دور رہ کر
 بحاکم و اطینان کرنا ممکن تھا۔ لیکن گولہ باری کے خوف سے کبھی
 کسی شخص نے اس راستہ کو ترک کرنے کی دقت گوارا نہ کی۔

اخبار طان کے نامہ نگار نے جو غزیرہ مین ہمارے ساتھ مقیم تھا غزیرہ
 ساحل سے اس گولہ باری کا حال لکھتے ہوئے اطالیوں کا خوب
 حنا کہ اوڑا یا ہے۔

۱۵ دسمبر سے پہلے پہلے اطالوی اُن عربوں کے خوف سے جو بمقام

عزیمت کرتے ہیں کہ پانی میں ڈرائے ہوئے چلے گئے تھے تاکہ دشمن
 پر قریب سے فائر کر سکیں فاصلہ سے ہی ایسی جہاز کرتے رہے جو جھنڈ
 پر مصارف تھی اسبقہ در غیر مضرت رساں لیکن اُن میں ہار و سب کو خلاف
 توقع یکا یک ہمت پیدا ہوئی اور اُن کے جلی جہاز نے سرحد ٹولنے سے
 بیچیس میل آگے بڑھ کے اس قصیدہ سیدی سعیدہ پر قیام کیا جو اپنے بزرگ
 صفات نہ فون کی نسبت سے تمام طرائیس میں بنگاہ تعظیم دیکھا جاتا ہے
 اور جس کا گنبد ایک اچھے تختہ ان میں ریشیلے ٹیلے پر تعمیر کئے جانے کی
 وجہ سے جبل اخضر کے برف کی طرح سفید نظر آتا ہے مقبرہ کے نیچے تھوڑی سی
 کاشت ہوتی ہے اور نازد پائیکا چشمہ بھی جاری ہے۔ اطالین ملاحون کی ایک
 جماعت دخانی کشتی کے ذریعہ سے خلکی میں اتاری گئی اتفاقاً ایک عورت نے
 جو مقبرہ کے قریب کھڑی ہوئی تھی۔ دشمنوں کو خشکی بہاڑا ترے دیکھ لیا اور چند
 آدمیوں کو چلا کر جو کھیتوں میں کام کر رہے تھے خبردار کر دیا۔ کھیتوں کے مزدور
 عربوں اور اُن کے چند دوستوں نے جو خوش قسمتی سے کہیں پاس
 ہی موجود تھے راتھلین اٹھالین اور ایک چھوٹی سی جماعت کی مدد رنٹین
 فوراً دشمنوں کی جانب روانہ ہوئے۔ لیکن بھادرا طالین زلیوہ انتظار
 کی رحمت نہ گوارا کر کے جلد جلد دخانی کشتی پر سوار ہو گئے۔ اور یہ مرکب تری بھی
 اپنے بھادرا کیوں کی تقلید میں جس قدر جلد ممکن ہو سکا اپنے جلی جہاد
 کی طرف روانہ ہو گیا جس کی ساحرانہ دور زندگی میں ہار و سب کا عجیب
 واقعہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس کعبہ بھینکے ہوئے بہت سے اور کل
 پٹنے والے گولے تھیں کہ ایک شعیہ بانہ کی غیر مضرت رساں گولی
 کی طرح مقبرہ سیدی سعیدہ کے ریشیلے ٹیلوں میں غائب ہو گئے۔

دوسرے دن ۵ بجے صبح اور دو اٹالوی جنگی جہاز اسی مقام پر کمپوز ہوئے۔ غیب پہلے ہی سے نیارٹے اور انھوں نے موسیٰ بے مکائد زوارہ کے احکام کے مطابق ریشیل ٹیلون میں چھپکر اٹالیوں کو خشکی پر اترنے اور بدون فکر کئے آگے بڑھنے کی اجازت دی۔ اس حالت میں میں نے دیکھا کہ اٹالیوں کے منتظر بیت کے ٹیلون میں چھپے ہوئے عربوں کی آنکھیں خوشی سے جھک رہی تھیں اور وہ ہمہ تن اپنے دشمن پر تباہی پانے کے خیال میں مہنک تھی جبہ اس حالت کے خیال کے ساتھ اپنے پیادے کے ڈک کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو بعض اوقات بغیر میری اجازت کے میرے ساتھ شکار میں چلا جاتا ہے اور ایسی صورت میں کہ میں اترتی ہوئی قازدن کی تاک میں گھات لگائے بیٹھا ہوتا ہوں اور پھیل میں کوئی قازد ہون کو بھٹ پھٹاتی اور زبردستی ہوائی قریب آ جاتی ہے تو ڈک کا پھر میری کے ساتھ روانہ کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ بڑے جوش کی حالت میں چلا گتا ہے۔ ایسی حالت میں مجھے بجز اسکے کہ اسے چشم نائی کے ذریعے خاموش رکھوں اور کوئی چارہ کار نہیں معلوم ہوتا۔ اس وقت عربوں کی حالت دیکھ کر یکے کے بار بار مجھے یہ مثال یاد آتی تھی کہ وہ بھی موسیٰ بے کی تربیت کی بدولت اور احکام کی تعمیل میں ریشیل ٹیلون میں چھپے ہوئے بڑے تھے ورنہ ان کی انگلیاں قبل از وقت دشمن پر فائر کرنے کے لیے کھلا رہی تھیں مگر مجھ پر انھوں نے ایسے صبر سے کام لیا جس کا پہل میں ثابت ہوا کیونکہ اولاً دشمن کی پھیلی جماعت ایک فسر کی ماتحتی میں خشکی پر اترتی ہے جس دو اور جماعتوں کو دفاعی کشتی نے اتار کر خشکی پر اترنے والے آدمیوں کی تعداد کو ڈیڑھ سو کر دیا جنھوں نے آہستہ آہستہ پیش قدمی شروع کی اور فسر

آگے آگے بار بار کھڑے ہو کر میدان اور دور کی پہاڑیوں کو دور بین سے دیکھ دیکھ کر چل رہا تھا عین اسیوقت جب اٹالین جماعت نے کچھ آگے بڑھ کر نینیلے ٹیلو پیر چڑھنا شروع کیا عربوں نے فساد کرنے شروع کئے اور ایک زخم کی بوہڑ سے زمین پر گر پڑا اور دوسری گولی کھا کر فوراً مر گیا اس کا اثر ماتحتوں پر بہت بڑا پڑا اور ایک ڈیڑھ سو آدمیوں کی بے سری فوج بحالت حواس باختگی روم دبا کر جانب ساحل بھاگ نکلی جن کے تعاقب میں صرف جو تیس عرب باوجود مخالفت دور تک گئے۔ ملحق اپنے افسر اور چہرہ مردہ اور زخمیوں کو اٹھا کر لے گئے۔ لیکن میدان میں پچاس کدال اور بیچے تین سو کا ترس اور ملا حوں کے ٹوپوں کی ایک معقول تعداد چھوڑ گئے عثمانیوں میں سے صرف ایک عرب گولی سے زخمی ہوا جس کی وجہ سے اس کے گال کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ اٹالیوں کی یہ پہلی اور غالباً یہ ہی سب سے آخری کوشش تھی جو ترکوں کے ساحلی راستہ کو نقصان پہنچانے کے مسدود کرنے کے لیے عمل میں لائی گئی تھی اور جس کا اخلاقی اثر عربوں کے حق میں بہت بڑا اور بہت اچھا تھا ہوا

محس۔ طبروقی۔ ورنہ۔ اور بنی غازی وغیرہ پر جو جنگی کارروائیاں متخاصمین کی جانب سے عمل میں لائی جا رہی ہیں ان کے متعلق صحیح اطلاعیں ہم پہنچنا دشوار ہے۔ انور بے تقریباً ابتدا جنگ سے عثمانی افواج موجودہ بنی غازی کا کمانڈر ہے اور وہ عربوں کی ایک بہت بڑی تعداد کے پیچ کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے باوجودیکہ اٹالیوں کے دو زبردست ڈویژن ساحل بر قستہ الحمراء کے دو شہروں پر فوجیں ہیں لیکن بحالت نظر ان کی فوجیں محصور کی حیثیت سے زیادہ

رقبہ نہیں رکھتیں اور خود اپنے حفاظتی مقامات کو بحری توپوں کی زد سے آگے بڑھا سکتے ہیں اٹالوی لائون پر غصہ نہ پا کر حملوں میں عربوں کو جو نقصانات پہونچے ان میں سے ایک سب سے زیادہ سخت لڑائی میں انور پے کے نقصان کی تعداد سونو تک پہونچ چکی ہے اس کے مقابلہ میں روم کے افراط تفریط کی چکشی سے شیریں کی ہوئی خیروں کے پڑنے والے کو بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ برقتہ الحمرا کے قبضہ و سمیت کو شہر کی دیواروں سے آگے نہ بڑھا سکنے والے اٹالیوں کا نقصان اس کمین زیادہ ہو چکا ہے اور روز بروز اور زیادہ ہوتا جا رہا ہے جسکا اندازہ اس واقعہ سے جس کی صحت کا میں ذمہ دار ہوں بخوبی ہو سکتا ہے کہ ایک فعد لڑائی میں ایک میدانی توپ کے چھین لینے والے عثمانیوں نے سو اٹالیوں کو بھی بآسانی زندہ گرفتار کر لیا یقینی طور پر ان گرفتاریوں سے پایا جاتا ہے کہ برقتہ الحمرا میں ترک فائق کا درجہ رکھتے ہیں علاوہ اس کے مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ برقتہ الحمرا میں عثمانی افسروں کی ہمتیں اپنی فوجوں کی مستقل مزاجی اور کامیابی سے بہت کم ہوتی ہیں۔

حمص کی ہار و سیمبرالی جنگ کی ابتدائی افواہیں بیچور اور حد سے زیادہ بڑھی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن مجھے جنگی صدمہ مقام پر پہونچ کر معلوم ہوا کہ اس تاریخ کو بطور کم دو ہزار اٹالوی حمص کے مغرب میں اُترے اور معہ محصور فوج کے پیشقدمی شروع کی مگر فوراً ہی ان کو ان اور عربوں

کی ایک قلیل تعداد فوج نے حملہ کر کے نقصان کے ساتھ
 انھیں خندقوں تک پسپا کر دیا۔
 زوارہ کی گولہ باری کے متعلق میں کسی دوسری جگہ بحث
 کروں گا۔



باب چہارم

ترکی کیمپ

جبل زوہ حقیقت میں ایک یونانی شہر کے اشد کوہستانی شہر سپاہ میں ایک ایسی بلندی پر واقع ہوا ہے۔ جسکے ارد گرد میدان موجود ہیں۔ ہمارے طولانی اور دشوار گزار سفر کی منزل مقصود یعنی عزیز کے ترکی کیمپ کا جو وہن کوہ میں آباد ہے کوئی پتہ بھی دکھائی نہ دیتا تھا کہ ہمیں صاف طے سے یہ مقام نظر آنا شروع ہو گیا۔ الغرض ہم چند منٹوں میں ایک ایسی جگہ میں پہنچ گئے جہاں ہر ایک شخص کوچہ کوچہ کام کر رہا تھا۔ ایک وسیع اور ہوادار قطعہ زمین پر عرب بیٹے ہوئے بات چیت میں مشغول اور افسردہ و سپاہ کے ہاتھ مال و اسباب لگاتار فروخت کر رہے تھے۔ سلطان کی جگہ جو یون کے لئے خوراک کی کوئی کمی ظاہر نہیں ہوتی تھی کیونکہ ہر ایک سست میں پیاز، آلو، کنبور، لیموں، انڈے، گوشت، مٹ، نارنگیاں، شکر، چاول اور روٹی وغیرہ بڑیوں اور ٹوکروں میں بھرے ہوئے موجود تھے۔ مرغیوں وغیرہ کی بھی ایک معقول تعداد موجود تھی۔ لیکن یہ کسی قدر عجیب تھی۔ البتہ قہوہ۔ نایاب ہو رہا تھا۔ ایندھن۔ تمباکو اور شکوہ مقدار میں کم اور قیمت میں یہ چیزیں گراں فروخت ہو رہی تھیں

خوراک کے عام نرخ میں قحط کی کوئی علامت نہیں دیکھی۔ چنانچہ مثلاً اعرض کرتا ہوں کہ تین پاؤنڈ آلو کھساب دو پیس فی پونڈ اور ایک درجن انڈے آٹھ پیس کے نرخ اور گوشت فی پونڈ چار پیس کے نرخ سے فروخت ہو رہے تھے وہ ہموار اور چھوٹی چھوٹی روٹیاں جو مو بٹر ابلس میں عام طور پر رواج پذیر ہیں بہ نسبت دیگر مصنوعات و مقصات کے پیمانہ زیادہ گران قیمت پر فروخت ہو رہی تھیں یعنی بجائے وٹل سائیم کے بیس سائیم کو بھی جارہی تھیں خوراک کے متعلق میں کہہ سکتا ہوں کہ طرابلس کے اندرون ملک میں سالہا سال جنگ جاری رکھی جاسکتی ہے اور اگر طرابلس فوج اندرونی سرزمین میں کوئی عظیم الشان پیش قدمی کرے تو اس حالت میں اسے صرف سمندر سے لائی ہوئی خوراک پر گزارا کرنا ہو گا جس کی فراہمی میں ریت اور ریتیلے ٹیلے ناممکن و یقیناً پیش کرین گے

سو فیصد یعنی بازار کے جنوبی سرے پر کوٹاک واقع تھا جو ایک مرکزی صحن کی شکل میں نہایت غلیظ عربوں اور اونٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ اوپر کے درجہ میں ایک صلیب بالا تھا بنا ہوا تھا جسکی دیواروں میں بندوقین چلانے کی خاطر سولخ کر دئے گئے تھے اور جن میں سے سلسلہ غاریان اور سیابان کے خوبصورت مناظر خوب نظر آتے تھے بالافتا کے عقب میں ایک معقول تعداد میں ایسے کمرے موجود تھے جن میں فریخہ کچہ زیادہ نہ بچتا۔

گو عزیزہ میں ترکی افسروں کو بہت کم جہانی راحت میسر تھی تاہم میں نے شکایت کا ایک لفظ بھی کسی کی زبانی نہیں سنا ہر ایک شخص خوش و خرم نظر آتا تھا کوسا عجیب و غریب اختلاف مصروف کارزار انگلستانی فوج اور اس فوج کے حالات میں بین طور سے نمایاں ہو رہا تھا جو عزیزہ میں خیمہ زن تھی؟ یہاں ایک چھوٹے سے

سے محفوظ پڑاؤ



شیخ الجامعہ، غازی پور نامہ سپہ سالار امواج طرابلس

کمرے کے اندر جو بھڑی وضع کے کونک میں واقع تھا کمانڈر انچیف درفتحی بے
 و نیز جاوید بے سویا کرتے تھے۔ کثیر التعداد و بکارات کی نوشت و خواند روزانہ احکام
 کا نفاذ کورٹ مارشلوں کا انصاف و عربی و فائدہ کا استقبال یہ سب کام اسی جھوٹے
 سے کمرے میں انجام پاتے تھے۔ اور اس سیر طرہ بہ تہا کہ اسٹاف کو مجسبہ بڑا
 کہانا بھی پہن تناول کرنا ہوتا تھا میں نے بحالت ارشاد نام اس میلے کچیلے کمرے
 سے زیادہ تکلیف اور کسی جگہ نہیں دیکھی۔

کرنل نشاط بے ہمیشہ میرے کمرے اور دیگر غیر ملکوں کے ساتھ جو کمپیٹ میں موجود
 تھے خوش اخلاقانہ برتاؤ کیا کرتے تھے۔ انہیں ابتدا ہی سے ایسی وقتوں کا سامنا
 کرنا پڑا تھا جہرے چند کمانڈر ہی غور کرنا پسند کرینگے زمانہ گولہ باری کی پریشانیوں
 میں سے نشاط بے اپنی سپاہ کو اصلی قابلیت سے باہر نکال لائے تھے اور
 ان کے اصول جنگ فی الحقیقت ہر ایک نقص سے پاک تھے مثلاً
 اطالویوں کو لپکا کر بیر طہروس کے باہر نکال لینا اور پھر اونہیں پوری شکست
 دینا کقدر بہتر تدبیر تھی بہ نسبت اسکے کہ کرنل موصوف نے اپنی فوج غیر
 معین زمانہ کے لئے اطالوی جنگی جہازوں کی پراس انگیز گولہ باری کے زیر
 اثر چھوڑ دی ہوتی نشاط بے اور اسکے لائق مددگار فتحی بے نے اس امر میں کامیابی
 حاصل کر لی تھی کہ اپنی فوج کے مختلف اجزاء کو خوب متحد کر لیا اور بے قاعدہ عربوں
 کی کیتھدرونی تعلیم و تربیت بھی عمل میں لائی گئی تھی جو کوئی معمولی کام نہیں ہوتا
 عام طور پر ہر ایک ترکی افسر فرانسیسی زبان سمجھ سکتا تھا لیکن فتحی بے جو حال
 ہی میں اسفارت خانہ پیرس سے وارد ہوا تھا۔ فصیح فرانسیسی بولتا تھا مگر جب
 کہی وہ اپنے چھوٹے سے کتے ساتھ کھیلتا تھا تو اس صورت میں ہمیشہ سلبو
 زبان میں اسے پیار کرتا تھا۔

ہمین اپنی خوش قسمتی سے کسی نامہ نگار ملے۔ یعنی علاوہ ٹھیکہ اور گاز ٹوٹ کے جن کا ذکر میں نے دوسرے موقع پر کر چکا ہوں مسرس سپنگ رائٹ اور اس کے لطف بخشینی نے میرے قیام ترکی کیپ کے لطف کو بہت کچھ بڑا دیا تھا۔ چنانچہ ان اصحاب سے میری مفارقت خالی از افسوس نہ تھی۔ اوسلو حال میں رہا ہی مرا کو کی دیکھ ہم سے واپس آیا تھا وقت خوش طبع نظر آتا تھا۔ اوسلو سے ملاقات ہمیشہ پرست ہو کر تھی تھی۔ سپنگ رائٹ عربوں میں بہت ہر و عزیز ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس کے محض طبع خیمہ میں روزانہ عرب شاخین کی عبوتی پھوٹی جماعتیں حنین شیخ بیرونی ہیامتاں ممبر پارلیمنٹ بھی شامل تھا۔ موجود رہا کرتی تھیں تاکہ اس انگریزی النسل شخص پر اپنی عقیدت و احترام کا اظہار کیا جاسکے۔ سپنگ رائٹ کا قدرتی لطف صحبت عربوں کی نگاہ میں بوجہ اس کی ڈاڑھی کے اور بھی بڑھ گیا تھا کچھ طلبہ میں ڈاڑھی امتیاز اور بزرگی کی سب سے بڑی علامت سمجھی جاتی ہے۔ علامہ گار موصوف کا سلیم نامی خدمتگار جو عدن کا ایک مخلوط النسل عرب تھا۔ دن کو ترجمان کی خدمت انجام دیتا امداد کے وقت اچھے اچھے کھانے پکایا کرتا تھا۔

دوسرے کمروں میں جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ انجن ہلال احمر کے ڈاکٹر کپتان ٹھیکہ اور میرے علاوہ اسٹاف کے دیگر اراکین بھی مقیم تھے بد قسمتی سے ہماری آمد پر فتنی بے غیر حاضر تھا لیکن مسٹر انٹیگے جو گزشتہ ایام میں پانچویں بلین شاہی فیوزلرس سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اس وقت غاریان جانے والے تھے وعدہ کیا کہ میرا تعارفی خط صاحب موصوف اس شوکت وافر کو پہنچا دیں گے جسکی شاندار دلیری اور قابلیت نے تمام عثمانی و تباہی راغت میں

جان ڈال دی تھی۔

گو مجھے اس وقت سے پہلے کبھی مسٹر میننگ سے ملاقات کر لینا موقع نہیں ملا تھا تاہم صاحب موصوف سے اس وقت گفتگو کرنا میری بڑی دلچسپی کا باعث ثابت ہوا۔ شدید قسم کی بحش نے مسٹر میننگ کو بے قاعدہ عربوں کے ساتھ اپنا قیام ترک کر دینے پر مجبور کیا تھا۔ میدان کارزار میں ان صاحب کا قیام گو مختصر تھا۔ لیکن اختصار کی کمی کا معاوضہ ان ہولناک وجوہ آشوب و اذیت نے کر دیا تھا۔ جو اس مختصر زمانہ میں پیش آئے تھے۔ غالباً نا تجربہ کاری یا اس امر کو چھپانا پسند کر نیکے باعث کہ وہ نہیں شاہی فوج میں کمیشن حاصل تھا مسٹر میننگ کو طرابلس پہنچنے میں بہت سی مشکلیں پیش آئی تھیں کیونکہ صاحب موصوف شاہی فیوز آرس میں استعفیائی طور سے سکندلفٹ کے عہد پر ممتاز تھے۔ سفاس میں انہیں نو دن تک روکا گیا تھا لیکن آخر کار طرابلس کے ساحل پر ایک بادبانی جہاز میں جانا زاد و بہادرانہ سفر کر کے جا پہنچے تھے۔ اگلی آمد پر ترک افرون نے بہت اچھا برتاؤ کیا۔ گو یہ صحیح ہے کہ مسٹر موصوف سپاہیانہ حیثیت سے کوئی عملی قابلیت نہ رکھتے تھے کیونکہ وہ کمانڈر کا کوئی حق قبول کرتے تھے اور نہ سمجھ سکتے تھے تاہم کپتان آئین آفندی نے جو بعض بے قاعدہ عربوں کے نگران تھے۔ بڑی مہربانی سے انہیں اپنے ساتھ رکھنا منظور کیا۔ چنانچہ یہ نوجوان انگریز خوش قسمتی سے نخلستان کے اوس معرکہ کے بہت سے حالات مشاہدہ کرنے کی خصوصیت رکھتا تھا۔ جو ابتداء جنگ کی اثناء میں واقع ہوا تھا اور جس میں دو دواہ چار چار آدمیوں کی چھوٹی چھوٹی حویلیوں نے اطالیوں کی خوب قطع دیر کی تھی۔ سینے مسٹر میننگ کو اثناء ملاقات میں افسری وردی میں ملبوس اور کمر سے تلوار لگائے ہوئے پایا جو نہ معلوم انہوں نے کس طرح نعرہ

میں حاصل کر لی تھی مجھے یہ معلوم ہونے سے خوشی ہوئی کہ میرے ایک ہم ملک
فوجی افسر نے اون اطالوی چوکیوں پر مختلف حملے کرنے میں جو نخلستان کے
کنارے پر مکانات کے عقب میں موجود تھیں بڑی بہادری سے کام لیا میں اثنائے
گفتگو میں لٹنٹ موصوف کے اس مذاقیہ جواب سے جواہنوں نے سنجیدگی سے دیا
تہا منجب ہوا کہ اونکی وردی کا ہٹ جانا کوئی عجیب بات نہ تھی کیونکہ گیارہ معرکوں
میں وہ استعمال کبچا چکی تھی

میلان جنگ کی نکالیف نے جنین سخت پردوت شب بھی شامل تھی سٹرائٹنگ
کے قواعد چکا سٹوڈنا نو عمری کے باعث نمل نہ تھا سخت اثر کیا چنانچہ اونہیں
چند ہفتے سوق الدجبر کے شفاخانہ میں قیام کرنا پڑا تھا اور اسکے بعد ترکی لٹبی
اسٹاف نے جس نے انکی ہر ایک ممکن خبر گیری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا
مشر موصوف کو عزیز یہ بھیج دیا تھا جہاں ایک آرام و مکرمہ تیام اور دوسرا پی
خدمت گزاری کے لئے مقرر و تعینات کئے گئے تھے جو وقت میں عزیز یہ پہونچا
عین اوسی وقت سٹرائٹنگ کو غاریان کے مفید صحت مقام کی جانب روانہ کیا
جا رہا تھا تاکہ اس جگہ پھونچکر پوری تندرستی حاصل کر لی جائے میں امید کرتا ہوں
کہ سٹرائٹنگ پوری طرح اپنے ترکے رفقا کے شکر گزار ہوں گے جنہوں نے
علاوہ اسکے کہ ایک مرتبہ اپنے زخمی افسروں کو سٹرائٹنگ کے آرام کی خاطر
سیدہ تکلیف دینا گوارا کیا تھا اور یہی بہت سی ایسی مہربانیوں کی اون پر پوچھا
کی تھی جو دنیا میں اونہیں کسی دوسری قوم سے میسر نہیں آسکتی تھیں وہ گاڑی
جہیں تین گھوڑے جتے ہوئے تھے اور جو سٹرائٹنگ کو غاریان
یہ جانے کے لئے تیار کھڑے تھے اور اس اسباب سے تعلق رکھتی تھی جو اطالویوں
سے عثمانی فوج کو بطور مل عنیت حاصل ہوا تھا اس گاڑی پر یہ الفاظ

تحریر تھے دیگر ہر جنٹ برساگیری البانیہ کی گاڑی، فی الحقیقت البانیہ کی گاڑی اور شمالی افریقہ کا بیابان باہم دگر عیب موزونیت رکھتے تھے۔ سٹرائٹنگ کو قدرتی طور پر اپنی آئندہ حالت کے متعلق تسلیش تھی لیکن مجھے یہ معلوم ہو کر تعجب ہوا کہ انہیں نظر اسی پر ہی معلوم نہ ہوا کہ شاہی گیمیشن افسر اور سٹرموصوف جیسے ملٹریا کے افسروں کو جنہن کے سلطنت کے بیرونی حصہ کے افسر بھی شامل ہیں نہ صرف ایک غیر ملکی جنگ میں شریک ہونے کی مخالفت ہے جو ایک کہلی بات ہے بلکہ ایسے ملک میں موجود رہنے کی بھی ممانعت ہے۔ جان جنگ جاری ہوئی ہو یا عنقریب شروع ہونے والی ہو چنانچہ جنگ اٹلی و ترکی کی ابتدا ہی میں مخالفت گردی گئی تھی کہ کوئی افسر نہ صرف اسٹرائٹنگ کا حق کمیشن ضبط کر لیا گیا تھا لیکن اس وقت صاحب موصوف بہت کمزور ہو چکے تھے لہذا میں نے یہی مناسب خیال کیا کہ انہیں یہ خبر نہ سناؤں البتہ میں نے ایسی مثالیں بیان کیں جن میں ممتاز فوجیوں نے اپنے ملک کے فوجی اور انتظامی قوانین کی اصغی ممالک کی خدمات اختیار کرنے کے باعث خلاف ورزیاں عمل میں لائیں تھیں اور سزا پانے کے بعد پھر اپنی اصلی خدمات پر بحال کر دئے گئے تھے حکامان استنبول نے ارادہ ظاہر کیا تھا کہ بصورت انگریزی فوج سے سٹرائٹنگ کا کمیشن خارج کر دئے جانے کے بعد انہیں ترکی فوج میں کمیشن دیا جائیگا اس نو جوان انگریز نے حال بلبس کے عثمانی اسٹاف کی اصلی خدمت یہ انجام دی تھی کہ عثمان کے گھوڑے درختوں میں اپنی آنکھ سے اکٹوبر دئے قتل عام کی کارروائی دیکھی تھی چنانچہ ان کی قابل اعتبار اور صحیح شہادت کی تائید سٹرمکلا د نامہ نگار لوکل لندن ریکورڈر جیسے مندر

نامہ نگاروں نے کی ہے۔ بڑے دن سے تقریباً ایک ہفتہ مشیر مسٹر مانیگ کوہ غاریان سے انگلستان واپس چلے گئے اور جیسا کہ اونہون نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ واپسی کی غرض یہ تھی کہ انگلستان کی عام رائے کو اطالوی مظالم کے برعکس بھڑکانے کا دے۔ چنانچہ اونہین بظاہر کامیابی کا یقین تھا۔ لیکن میں نے انہین جواباً بتا دیا تھا۔ کہ اس قسم کی کوشش کی قدر کامیابی کے ساتھ مسٹر اسٹیڈ مسٹر مکلا۔ دو دیگر اصحاب کے ساتھ مل میں آچکی تھی۔ و نیز یہ کہ آجکل تو اسٹیج اپنے آپ کو اس قدر جلد تیار کرتی ہے کہ برطانوی باشندوں کے لحاظ سے اکتوبر کے افوشناک واقعات کہی کے محک ہو چکے ہونگے مجھے اس امر کا علم نہیں ہے کہ مسٹر مانیگ سلطانی فوج میں کمیشن قبول کرینگے یا طرابلس واپس دوبارہ آئینگے۔ بہر حال مسٹر موصوف کے ماتہ میں کافی مہلت اور وقت موجود ہے۔ چنانچہ مجھے امید ہے کہ وہ کسی دن اپنی دلی خواہش میں سے ایک بڑے جنگجو کی حیثیت سے نام آوری حاصل کرینگے۔

بڑے کونک کے مقابلہ میں ایک عمارت موجود تھی جس کا کچھ حصہ بڑے شفا خانے کے کام میں لایا جاتا تھا۔ اس عمارت کے قریب ہی انجن ہلال حجر کے ڈاکٹر جکی آد عثمانی افواج کے لئے خدا واد ادا تھی۔ سبزی خیموں میں فردکش تھے۔ مجھے بسا اوقات سول اور فوجی ڈاکٹر دن سے ملاقات کا موقع ملا چنانچہ میں ان سے ہمیشہ دلچسپ رفیق کی حیثیت سے ملتا رہا۔ دنیا میں آپ جہاں کہیں ہی شریفے جائیں۔ آپ کو طبیب یا ڈاکٹر سے زیادہ دلچسپ گفتگو کرنے والا کوئی شخص نہ ملے گا۔ کیونکہ ان اصحاب کو اپنی خطرناک تجارت میں ہمیشہ کان دہر کر سننے والے اشخاص سے واسطہ پڑتا ہے۔ جھکو بہت دلچسپ معلومات جو یاد رکھنے کے قابل

ہین ترکی طبعی اسٹاف سے حاصل ہوئی ہین مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ زخمی عروہ کی کیفیت جو بعض حالات میں عمل جراحی کے لئے کھورا فارم ہونگے سے بالکل انکار کرتے تھے۔ مجھے انہیں ڈاکٹروں سے معلوم ہوئی عرب مرد اپنے بازوؤں اور ٹانگوں کی قطع و برید بلا کسی بیہوشی کی دوا کے اطمینان سے برداشت کیا کرتے تھے لیکن یہ واقعہ یورپین لوگوں کو مشکل سے بادریگا جو جسمانی اور دلی تکالیف میں زیادہ متقل مزاج ثابت نہیں ہوتے ہین کہ ایک غریب عرب عورت پر جس کے پہلو میں اطالوی گولی نے زخم پیدا کر دیا تھا بغیر کسی بیہوش کن دوا کے دیر تک عمل جراحی ہوتا رہا۔ اور گولی نکالنے کی خاطر زخم کو خوب گہرا کر دیا گیا تھا۔ تاہم اس بیچاری عورت نے ساری تکلیف بغیر کراہے برداشت کی

اس موقع پر یہ بات ناظرین کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھنی چاہئے کہ پچھلے والے گولے اور گولیوں سے جو زخم پیدا ہوتا ہے وہ بہت گہرا اور شدید قسم کا ہوتا ہے نہ مانہ حال کی جدال و قتال میں ان گولے اور گولیوں کا استعمال معاج پذیر نہیں ہے لیکن اس سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہین اولاً اطالوی پیشوں کی بے اثر نشاندہ بازی حتیٰ کہ وہ خندقوں میں سے اپنے جسم کو ضرورت کے مطابق اٹھائے بغیر فیہ کیا کرتے تھے دوسرے اطالیوں کی بحری اور میدانی توپوں کی بڑی تعداد۔ جبکہ یہ لوگ اپنے ساتھ کام میں لایا کرتے ہین۔

عین کنارہ میں اب رسانی کا ذریعہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے چٹے تھے۔ لیکن جب سے ہیڈ کوارٹر عزیزہ یہ کو تبدیل ہو گیا تھا اہمیت سے ہمیں صرف دو کنوؤں پر گزرا کر ناپڑتا تھا۔ جنہیں سے ہر ایک دن بھر پانی

دینے کے بعد رات کو خشک ہو جایا کرتا تھا چنانچہ ان سے ہماری باری پانی
 حاصل کیا جاتا تھا ان کنوؤں کا پانی اس قدر خراب تھا کہ کمپ میں کسی بیماری کا
 زور نہ ہونا داخل تعجب تھا۔ ہماری آمد سے پہلے یہاں چند واد تین ہفتہ
 کی ہو چکی تھیں لیکن فی الحال بالکل اسن تھا۔ ۲۰۔ ڈسمبر کو ایک ترک افسر یعنی
 عفتت بے کا جنازہ میرے خیمے کے سامنے سے گزرا جبکہ ساتھ افسر
 اور سپاہ موجود تھے اور جو بغرض تدفین پہاڑ کی چوٹی پر ایک چوٹے سے
 قبرستان کی جانب لیجا یا جا رہا تھا۔ چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ بخار سے کمپ
 میں یہ پہلی موت واقع ہوئی تھی۔ گو اس کے بعد کمپ میں اس مرض سے
 کوئی دوسرا سانحہ پیش نہیں آیا تاہم اس کا فوری اثر ہر اس انگیز تہا زمانہ
 حال کی افواج میں بخار کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ جنوبی افریقہ میں اس مرض کی
 بھینٹ بھی اسی قدر آدمی چڑھے۔ کہ جتنے بورڈوں کی گولیوں کے نظر
 ہوئے تھے۔ اس مرض کے جراثیم خاص کر خوراک اور پانی کے ذریعہ سے
 جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی سی خرابی اور پرہیز سے
 اسکی سرایت سے محفوظ رہا جاسکتا ہے میں نے اور میرے رفقاء نے
 یہ قاعدہ مقرر کر لیا تھا کہ ایک بوتل پرمن گنیٹ آف پوٹاش کے تیز
 عرق سے بھر دی جاتی تھی اور اس دوا سے جب بوتل کو خوب صاف
 کر لیا جاتا تھا تو اس میں ایسا پانی بھر دیا جاتا تھا۔ جس میں پندرہ منٹ جوش دینے
 کے بعد ٹھنڈا کر کے سوڈیم اید آف سلفیٹ شامل کر دیا جاتا تھا پانی
 پانی کی تمام برائیوں کو دور کر دیتی ہے یہ تقریباً ناممکن تھا کہ جنوبی افریقہ کے
 کیمپوں میں پانی کو جوش دینے کا مناسب انتظام کیا جاسکتا۔ کیونکہ میں
 ایسی حالت میں بھی جبکہ اس کام کے انجام دہی کا موقع ملتا تو ہمارے

پاس وہ عجیب و غریب ساز و سامان موجود نہ تھے جو جاپانی فوج کے ساتھ کوہیا
 اور منچوریا میں رہا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں پانی گرم کرنے کے قواعد کی غیر دلہری
 و نیز بعض سپاہ کا تشنگی سے جلد پریشان ہو جانا بھی ایسی وجوہات تھیں۔
 جنگی باعث مرض تپ کے روک و تھام میں دقتیں واقع ہوتی تھیں میں نے
 ایسے سپاہی بھی دیکھے ہیں۔ جو گرمی میں سفر کرنے کے بعد صف بندی کی ترتیب
 کا خیال نہ کر کے پانی پینے کے لئے درڑے پلے جاتے تھے اور کسی ندی نالے
 میں ایسا غلیظ پانی پینے سے ذرا بھی دہچکچاتے تھے۔ حسین کوئی سراہوا
 اونٹ بڑا ہوا ہو۔ جنوبی افریقہ میں ہلاک ہوس کی خطوط میں فرصت کے
 وقت بھی ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہوا کرتی تھی جو سپاہ پر پانی جوش
 دینے کے تاکید و نگرانی عمل میں لاتا بہر حال اگر یہ ساری احتیاطیں عمل میں
 لائی بھی جائیں تاہم نسل انسانی کی دشمن خاندان کو بھی موجود رہی جو ایک
 ایسا خطرہ ہے کہ رات کو اڈتا اور روز روشن میں بربادی پھیلا کر تا
 ہے۔ بعض مقامات میں کھیون کی ترکیب میں اس قدر کثرت تھی کہ
 ایسے خیمے بھی دکھائی دیئے جو کھیون سے سیاہ ہو رہے تھے۔
 ہمارے غلیظ کیمپ میں حفظ صحت کے انتظامات کی اس قدر کمی تھی کہ کیمپ
 کے بعض حصے بقول ایک تیز مزاج کرنل کے ایکجین اصطبل ہو رہے
 تھے۔ حفظ صحت کے انتظامات جہاں تک اون کا تعلق معمولی نگہداشت
 سے ہے بالکل موجود نہ تھے۔ عرب گردہ جنین عورتیں اور بچے بھی شامل
 ہوتے ہیں میں نے کچھ حقیر سے لگائے ہوئے وہ تعداد کثیر ایک ہی جگہ
 جمع رہتے تھے۔ کھیون کی بڑی کثرت تھی اور پینے کے لئے خراب پانی
 دستیاب ہوتا تھا۔ ایسی حالت میں کون شخص کہہ سکتا ہے کہ ہیضہ پیش

یا مسیحا دی بخار کے جراثیم کے لئے ہمارے کیپ سے بہتر پرورش گاہ مل سکتی
 تھی۔ لیکن کوئی مہربان قادر مطلق بہادر محافظان اسلام اور محبان وطن اشخاص
 پر نظر عنایت رکھتا تھا۔ چنانچہ کسی مرض کے باعث بہت کم اموات واقع
 ہوئیں۔ ۱۱۔ دسمبر کو دہی عجیب جرمن شخص جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ بال
 بکھیر سے ہوسے خوش خوش دکھائی دیا اور یافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ
 کوئی سند یافتہ طبیب نہ تھا بلکہ طبی طالب علم طرابلس پہنچنے میں اسکی غرض
 یہ تھی کہ چار ہزار فرانک ماہوار پر ڈاکٹری خدمت انجام دے۔ لیکن یہ سید
 سیدل برما یوسی ہو گئی۔ کیونکہ ترکوں نے دو ہفتہ بعد کہہ دیا کہ تمہارا گھر واپس
 جانا ہی بہتر ہوگا۔ چنانچہ اس ڈاکٹر نے اپنے وطن کو بنارس رضی واپسی اختیار
 کی۔ اسی اثنا میں عربوں کا فوجی شفا خانہ احمد بن سلامہ نے جو ایک ذہین
 یونانی عرب تھا قائم کیا اور دس عربوں کو جو میلے پچھلے کپڑے پہنے ہوئے
 تھے صف باندھ کر کھڑا کیا اور ان کا سلسلہ تعلیم اس طرح شروع کیا کہ ایک
 شخص میدان جنگ میں زخمی ہو کر گر پڑا اُسے ادھما کر ایک چار پائی پر رکھا
 گیا اور عربوں کو سمجھایا گیا کہ ادھما کو کس طرح ادھما کر میدان جنگ سے اپنے
 کیپ میں پہنچایا جائے۔ یہ ساری زیر تعلیم جماعت بلکہ مصنوعی نعش بھی
 اس طریقہ تعلیم پر کھلے بندون ہنس رہی تھی۔ اسکے برخلاف سوڈان کے
 کالے آدمیوں کی حالت کچھ اور ہی پائی جاتی ہے جو قواعد کو مستعمل سمجھتے
 کے بجائے بڑی دلچسپی اور سنجیدگی سے یہ خدمت انجام دیتے ہیں۔ ان
 میں کافی فرحین نشاط بازی اور اسکو اُس کے کام میں اس قدر غلو کرتے ہیں کہ
 ہر پڑ ختم ہو جائے پر وہ ایک جگہ جمع ہو کر کئی کئی آدمی باہم ایک دوسرے
 سے قواعد لینے لگتے ہیں۔

۱۰-۱۱- ڈسمبر یعنی دو دن میں کپتان عفت بے کے سوا اور چھ عربوں کی چوٹی پر جو میرے خیمے سے پچاس گز بلندی کا فاصلہ رکھتی تھی دفن لئے گئے ان اموات میں زیادہ تعداد ان زخمیوں کی تھی جو تازہ ترین معرکہ میں گھائل ہوئے تھے۔ ان آہنوش ترک اور بولگی مرتے دم تک قوت برداشت کا قائم رہنا۔ حیرت انگیز ہے میان کارزار سے عزیز یہ تک ایک عرب پر انٹھائیں میل پیدل مضطرب کر کے آیا تھا اسکے جسم میں گولیوں کے ساتھ زخم تھے۔ علاج کے بعد جب اسکو غاریاں کے اعلیٰ شٹا خاد میں پہنچا جا تو اسنے دلہی میدان جنگ پر زور دینا مترشح کیا۔

اس بیابانی کیمپ میں تکلیف بردہن کا سیدھا سادہ طریقہ ان یہ اثر سازو سامان کے ساتھ عمل میں نہیں لایا جاتا۔ جو ایسے موقعوں پر باری فوجوں میں سربورہتے ہیں۔ چنانچہ ترک و عرب صف باندھ کر جنازے کے ساتھ نہیں چلتے قبر پر بندو تہیں چلائی جاتی ہیں اور نہ الوداعی گل بچایا جاتا ہے۔ اہم عفت بے کے جنازے میں ایک قسم کی عظمت پائی جاتی تھی ایک عرب نے امام کی خدمت انجام دیتے ہوئے قرآن و عجب کی وہ سادہ اور باموقع آیات پڑھیں جو جنازے کے لئے مخصوص ہیں۔ افسر مذکور نے اپنے خاندان اور وطن سے دور ہو کر اپنے بادشاہ اور اسلام کی خاطر ان دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے جنہوں نے اسکی ملک پر غیر منصفانہ حملہ کیا تھا۔ جو کولیوں کا تھا۔ یقیناً ایسے ہی آدمیوں کے لئے جنت کی برکات اور تین جہنم میں ہیں۔ عظیم الشان معنیب عرب کا حیرتناک مذہب اسلام جو کروڑوں ہنگام خدا کی موت و زیست میں رہنمائی کیا کرتا اور انہیں حیات جاوید کی امید سے خوش و خرم رکھتا ہے مشنریوں کی

امداد بغیر سال بسال افریقہ میں برابر اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔ صدیاں گز گئیں
 کہ یہ مذہب شمالی صوبجات میں ابتداء کے اشاعت حاصل کر کے ہمیشہ مشرقی
 اور مغربی حصص بڑا عظم سے تازہ نو مسلم حاصل کر رہا ہے اگر مسند ارتقا
 کا یہ اصول صحیح ہے کہ صرف افضل ترین اشیاء باقی رہا کرتی ہے تو مذاہب
 انسانی کی خوبی کا امتحان بھی اسی اصول سے ہو سکتا ہے۔ لیکن اس صورت
 میں شمالی افریقہ اور ایشیا کے بڑے حصوں میں عیسائیت کے دعوے
 افوسناک طریقے سے ناقص ثابت ہوں گے۔ کارتیج اور اسکندریہ کے
 چرچ اور عیسائی زندگی کے وہ شاندار مناظر جو ٹرٹلین۔ سائیرین۔
 اگسٹائن۔ سینسیس۔ اور سائیرل تصانیف سے ظاہر ہوتے ہیں وینزفڈل
 حملہ آور میں اور ان کے فاتح اور بلاریس افواج یہ سب حرف غلط کی طرح
 صفحہ دنیا سے مٹ گئے ہیں۔ حیل زاد یہ کی چوٹی پر ایک بزرگ کا مقبرہ تعمیر ہے
 جہاں عثمانی افواج کھڑی ہو کر دشمن سے خواہ وہ آسمان یا زمین پر نمودار
 ہو مقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ ہوائی جہاز جنہوں نے
 حملہ آوروں کی خدمت بے مثل طریقے سے انجام دی ہے۔ عزیز یہ تک
 پہنچنے کی کبھی جرأت نہ کر سکے تھے۔ لیکن ۲۱۔ ڈسمبر کو ایک ہوائی جہاز ہمارے
 کیمپ پر وارد ہوا۔ جو دور سے ایک بہت بڑا پرندہ معلوم ہوتا ہوا ہوا باز
 باسانی دکھائی دیتا تھا اور سفید دھات جو مشین کی ساخت میں استعمال
 کی گئی تھی۔ سورج کی روشنی میں خوب دکھ رہی تھی۔ جہاز ہمارے مرکز
 کیمپ سے بہت دور اور زمین سے دو ہزار گز بلندی پر پرواز کرتا رہا اور اگر
 یہ ہمارے کسی دستہ زیادہ قریب ہو جاتا تو اس پر ہم اپنی قسمت آزمائی
 اسی طریقے سے کرتے جیسے کہ انگلستان میں شکاری پرندوں کا شکار کیا کرتے ہیں

شکار کی تمثیل اختیار کرتے ہوئے یہ فرض کیجئے کہ ایک برہم دار اہل آسمان
 ہے۔ آپ نے اپنی مادرِ بندوق اوٹھائی اور اُس پر فیر کیا۔ چنانچہ یہ برہم
 در اہل ہوئی جہاز ہو۔ غورنگ آواز سے زمین پر گر پڑا۔ مذہبِ مسیحیت
 کا مفسر اور بک آف جاب کا مصنف دونوں یہودیوں کے خدا جیہودا
 کی تفریح کا ذکر کرتے ہوئے ایک بڑی چمپلی کا کانٹے سے شکار کے جانیکا
 عجیب حال بیان کرتے ہیں۔ پس اسی طرح ہوائی جہاز کو گولی مار کر گرا دینا بھی
 دیوتاؤں کے نعرہ شکار میں شامل کیا جاسکتا ہے گو ایک مرتبہ اس جنگ
 میں ہوائی جہاز کے بازوؤں کو گولیوں سے چھید ڈال گیا تھا تاہم اس ترکیب
 سے کوئی بڑا نقصان نہیں پہنچا گیا ہے۔ مجھے خیال آیا ہے کہ اگر ہمارے
 شوقین اور پیشہ در ہوا بازوں میں سے چند انتخاب اپنی مشینوں کو ^{بے}
 پارہ پہنچا کر اس بہادر فوج کے شریکِ حال ہو جائیں جو اپنے دشمن کے
 مقابلہ میں بہت زیادہ مزاحمتوں میں گھری ہوئی ہے۔ تو ان کے لئے
 یہ محم و نچھی سے خالی ثابت نہ ہوگی۔ بیابان پر پرواز اطراف و جوانب کی
 عجیب اشیا و مصر و ہند کے ہر ایک مسلمان کا گرجو شانہ شکر یہ اور خطرہ
 کا وہ ذائقہ جو زندگی کی بہت مہمون اور بختِ بابت میں خفیہ سحر کاری پیدا
 کر دیا کرتا ہے یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ علاوہ کافی اجرت کے بہ نسبت اسکے
 زیادہ دلچسپ ثابت ہونگے کہ وہ بروک لینڈ یا ہینڈن پر فضول حیرت
 لگایا کریں۔

ان ہوائی جہازوں نے اطالویوں کو عرب حملہ آوروں کے جمع ہونے اور
 طرابلس کے اطراف ترک کی کیمپ کے سامع انتظامات کے متعلق فراہمی مہمت
 کی خدمات بہت اچھے طریقہ سے انجام دی ہیں اور گوبنگی غبارے و مقامات

بمب و غیرہ پھینکنے کے کام میں لائے گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک یہ طریقہ
 حملہ آوری بالکل ناکارہ ثابت ہوا ہے ایک مرتبہ سوق الدجبنہ کے ترکی جنگی
 اسپتال پر بمب پھینکے گئے جنکے ٹکڑے اگرچہ پھٹنے کے بعد چاروں طرف
 پھیل گئے تھے لیکن میا کہ ایک ترکی ڈاکٹر نے بیان کیا کہ بغض خدا کوئی
 شخص زخمی نہیں ہوا۔ ہوا بازوں کی یہ دست درازی بالکل ناقابل معافی
 معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا جنگی اسپتال پر ایک بڑا علم ہلال احمر
 کا لہرا رہا تھا جو ہوا بازوں کو صاف دکھائی دے رہا تھا۔ پس ایسی حالت میں
 غلط فہمی کا عذر یہودہ ہے۔ میں اس مسئلہ پر بدین وجہ زور دینا چاہتا ہوں
 کہ وقتاً فوقتاً سفید علم اور سرخ صلیبی مجبذے کے قصداً ناجائز استعمال
 یا ان سے بے پرواہی برتنے کے الزام کے متعلق متعدد نوویہودہ تحریرات
 شائع کی جاتی ہیں۔ چنانچہ جنگ جنوینی افریقہ کے متعلق بعض انگریزی اخبار
 نویسوں نے یہ بہتان باندھا تھا کہ ان مخصوص حقوق سے جو ان دونوں
 جھنڈوں سے وابستہ ہیں۔ بوزر لوگ بے پرواہی برتا کرتے تھے۔
 میں اس بات سے انکار کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں کہ کبھی کسی ارادتاً
 فوجی شفا خانوں یا سفید مجبذوں پر گولیاں برسائی جاتی ہیں تاکہ اس
 ترکیب سے کچھ فرصت کا وقت ہاتھ آجائے یا کوئی اس سے ہی زیادہ
 برے ارادے سے یہ فعل شنیع عمل میں لایا جاتا ہے اسکا جواب صرف
 یہی ہو سکتا ہے کہ تمام فوجوں میں انسان نادمہ سے موجود رہا کرتے ہیں
 لیکن بوزروں کے متعلق جو عام اور فیاضانہ الزامات لگائے گئے ہیں وہ
 بالکل بے بنیاد تھے۔ بوزر فوج ایک ایسی فوج تھی جو ہمارے ساتھ باعزت
 طریقہ پر جنگ کر رہی تھی اور جسکے ساتھ مصروف بہ جدال و قتال ہونا ہماری

کوئی لشکر کا باعث نہ تھا۔ مین دریافت کرتا ہوں کہ آیا ایک سفید علم یا صلیب سرخ کا نشان زمانہ حال کی کسی جنگ میں کیا وقت رکھتا ہے؟

ممکن ہے کہ کوئی شخص بعض منافقانہ بیانات کی بناء پر یہ خیال کرنے لگے کہ یہ علم مکان گر جاپان کی طرح بہت بڑے اور بلند ہوتے ہوں لیکن حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ زمانہ حال کے معرکے بڑے وسیع رقبوں پر واقع ہوا کرتے ہیں۔ اور ایک سفید جھنڈا چونکہ اس قسم کی چیز میں سپاہی اپنے ساتھ نہیں رکھتے ہیں، غالباً ایک دستی رومال یا قمیص کی دہجی ہوا کرتی ہے جو رافضی کی نال پر باندھ کر بلند کیا جاتا ہے۔ پس جوش و خروش و ہولان زمین کی تباہی اور فاصلہ کی طوالت جو رافضی یا توپ کی زد کے لئے درکار ہوا کرتی ہے ایسے سوالات میں کہ مذکورہ بالا قسم کا جھنڈا نہ دکھائی دیا جانا داخل تعجب نہیں ہو سکتا۔ جنگ جنوبی افریقہ کی اون دو مثالوں کو ملحوظ جنہیں امن و اطاعت کا یہ نشان بلند کیا گیا تھا۔ مجلس نمکے شدید معرکہ میں ایک نئی کمیشن افسر نے بظاہر خیال کر کے کہ اسکی سپاہ جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی محصور ہو گئے تھے اعداد و پنہنی ناممکن ہو رہی تھی۔ سفید جھنڈا بلند کر دیا تھا حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ اس کے اطراف و جانب میں بارہ سو سپاہی چھپے ہوئے تھے۔ دوسری مثال سپین کا پ کی کیفیت یہ ہے کہ سپین کا پ میں ہمارے سپاہ و دیسری سے بوزوں کی صحیح اور بچی ہوئی آتش باری کا گھنٹوں مقابلہ کرتے رہے اسی اثناء میں کسی شخص نے سفید جھنڈا علم کر دیا۔ چنانچہ بوزوں نے فیبر موقوف کر دیئے۔ اور اُنکی ایک جماعت محفوظ مقامات سے لشکر برٹش سپاہ کی جانب بڑھنے لگی اسی وقت کرنل تارنی گرانٹ خندق میں سے کود کر مٹی کے ڈھیر پر جا پہنچا اور چلا کر کہنے لگا۔ "وہاں سپاہی ہوا تو تم حرج و مرج نہ کرنا"

کبھی ہتھیار نہ ڈالو گا، بورڈن نے اسپر چٹانوں کے پیچھے داپھی اختیار کر کے شروع
 کی لیکن اسی اثنائے میں اونپر آتشباری دوبارہ شروع کی گئی۔ جس سے کئی تیرے
 نقصان پہنچا۔ فوری طور سے یہ واقعہ مکر وہ نظر آئے گا اور اگر فی الحقیقت ہماری
 سپاہ نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کرنے کے بعد قصد ان دایس ہوئے اے
 بورڈن پر گولیاں چلائیں تو ان کا یہ طرز عمل ناقابل معافی ہے لیکن یہ صاف
 ظاہر ہے کہ وہ چھوٹی سی سفید دھجی جو سفید جھنڈے کے بجائے باندھ لی گئی
 تھی ہماری سپاہ کی بڑی تعداد کو دکھائی نہ دے سکی۔ فوجی شفاخانے کی
 گاڑیوں پر اراوتا گو کہ باری کا الزام بیوجہ نہ کیا وہ قابل گرفت ہیں ہے کہ تین ہزار
 سے پانچ ہزار گز تک کوئی جھنڈا خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو زبیر کی عکسہ سے عکسہ
 دور میں میں سے بھی صرف ایک ایسا دھبہ نظر آتا ہے جو ناقابل امتیاز ہوا
 کرتا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میرے ایک رفیق نے دارالعوام میں مسٹر
 ہارکورت سے دریافت کیا کہ آیا صاحب موصوف موجود وہ جھنڈے کو جو
 پالیسٹین کی عمارت پر نصب ہے ایک ایسے نشان سے تبدیل نہیں کر سکتے
 تھے کہ جبکی جسامت معقول دسیج ہو اس سوال کے جواب میں میں موجودہ
 نشان کا عرض و طول سنکر جو کوچہ میں سے بہت بے مقدار معلوم ہوتا تھا۔
 بڑی حیرت ہوئی۔

انجن ہلال احمر کے نیچے پہاڑ کے پچھلے واسنوں میں وسیع قطعات پر پھیلے
 ہوئے تھے۔ اور اس عمارت کے بالکل ہی قریب واقع تھے جو شفاخانہ اکرام
 میں لائی جاتی تھی۔ اس بڑے کمپ میں جو عربوں اور اونٹوں کے مجموعہ
 ہوتا تھا۔ سول ڈاکٹروں اور ان کے فوجی رفقاء کو بلاشبہ کثیر کام پیش
 تھا۔

کہ کھسکان مرض کے جراثیم لاتی ہیں گو یہ ممکن تھا کہ پھاڑ کے واسطے میں یورینیوں کے واسطے ایک قطعہ زمین مخصوص کر دیا جاتا اور عربوں کو بازار کے جنوبی سرے میدان میں جگہ دی جاتی۔ لیکن بحالت موجودہ یہ بہادر مگر غلیظ جنگجو بظاہر اس امر کی اجازت رکھتے تھے کہ وہ جہان چائین بیٹھ جائیں اور جس نیچے کے قریب چائین اپنے بلبلاتے ہوئے اونٹوں کے ساتھ نہایت غیر خوش امید چائین بنا کر دوکس ہو جائیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ جانتے سمجھتے علم ہے باتا عدہ سپاہیوں کو پانی جوش کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جاتا تھا۔ حالانکہ ایسا منو نا تندرستی کے لیے خطرہ عظیم کا باعث ہو سکتا تھا۔ مختصر یہ کہ کمپ ہسپتہ بخار۔ اور دم سہہ وغیرہ کے جراثیم کی مخصوص پردر ش گاہ بنا ہوا تھا۔ لیکن ہسپتہ بان خدا طرابلس کے ران بہادر محافظین کی حمایت کر رہا تھا۔ چنانچہ یہ جانا د اُن خطرناک سختیوں سے محفوظ رہے جو ان کی غفلت و ناقابلیت کے باعث پیدا ہو سکتی تھیں۔

اگر کوئی شخص کمپ کی حفظانِ صحت کے متعلق عزیزیہ و دیگر مقامات کو زیر نظر رکھ کر رائے قائم کرے تو اسے بلاشبہ معلوم ہو جائیگا کہ عثمانیہ افواج کے طبی اساتذہ نے وہ ترقی نہیں کی ہے جسے سلطان کو دنیا کی بہترین افواج میں سے ایک اعلیٰ فوج کا بادشاہ بنا دیا۔ ایک ترکی افسر نے جو مجھ سے اس مسئلہ پر بحث کر رہا تھا۔ اپنے طبی اساتذہ کی یہی مانگی کو تسلیم کرتے ہوئے۔ بیان کیا کہ متول انگلستان کے وہ شدید نقصانات قابلِ توجہ ہیں جو جنگِ جنوبی افریقہ میں امراض کے باعث واقع ہوئے تھے۔ اس کا یہ خیال بھی صحیح تھا۔ کہ سننے اس خوفناک جنگِ فوجی اور طبی کاموں کی بے ڈنگلی اسبزش سے عجیب گڑبڑ پیدا کر دی تھی۔ چنانچہ ہمارے نقصانات کی عظیم

تعداد جو معدے کی بیماریوں کے باعث زمین برداشت کرنی پڑی تھی تواریخ
 میں ایک ایسا باب بتاتی ہے جو سراسر ہماری دولت اور کمقدری سے پر ہے۔ مجھے
 اولن مرلیفون کا حال خوب اچھی طرح یاد ہے جو ترزین پر صرف ایک ڈالر
 پروف چا در بچائے پڑے رہا کرتے تھے۔ اس نامبارک جنگ میں کتنی
 ہی خوش و خرم اور آئندہ ترقی کی امید سے بھری ہوئی جانوں کا رشتہ
 حیات منقطع کر دیا گیا لیکن یہ جانیں بچائی جاسکتی تھیں بشرطیکہ ہمارا بھی
 اسات وہی دانائی و قابلیت رکھتا ہوتا جو چند سال بعد جنگ کجا پان میں ظاہر
 ہوئی ہے۔ امراض معدہ سے ہمارے نقصانات اسقدر بڑھ گئے تھے کہ
 بارہ ہزار اموات میں سے جو مختلف امراض کے باعث واقع ہوئیں تھیں
 کثیر تعداد معدہ کی شکایتوں کی تھیں ہوئی تھی حالانکہ جنگ میں زخمیوں کی
 اموات صرف آٹھ ہزار تھیں۔ جا پانی افواج کے اصلی نقصانات میں امر
 معدے کے باعث ایک فیصدی سے بھی کم اموات کا نقصان پونچھا
 تھا۔ چنانچہ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ آخر کار جا پانیوں نے اس مرض
 منجوس کے تباہ کن حملوں کو جو ابھی تک زمانہ حال کی فوجوں کیساتھ ساتھ چلتا
 رہا ہے۔ پساکر دیا تھا۔ زمانہ حال کی ساری جنگوں میں کثرت امراض کی
 افونناک شیکایت سنی جاتی ہے۔ محاربات فرانس و جرمن۔ روس و ترکی
 و نیز کیوبا۔ جنوبی افریقہ۔ چین اور وہ معمولی لڑائیاں جو فرانس کی جانب
 سے مدفاکر اور ٹانگنگ میں وقوع پذیر ہوئی ہیں۔ ان سب میں بخار
 اور شکایات معدہ تقریباً ایسے ہی تباہ کن ثابت ہوئے ہیں جیسے کہ
 گوئے اور گویان۔ پس اس حالت میں کسی فوجی تواریخ نویس سے کوئی
 معذرت اس امر کی طلب نہیں جاسکتی کہ بحالت جنگ وہ کیوں طبی استاذ

کی خصوصیت پر زور دیتا ہے۔ اکثر شمار میں نہیں آتا۔ سن کر کئی راتوں
 ہوتا ہے طبی ترقی کی سبب رختاری ہر حصہ ساہرا بنا رہا ہے جس امر اور نکلا
 یہ فصل کسی طرح بھی ستھیر کن نہیں کہلا رہا سا ہے کیونکہ نہ ماہ ایلدہ نہ ماہ
 نہیں ہوتے ہیں ودا اس قدر اہم اور ہمارے اعرفہ امر ہا کر رہا کہ ان
 قدیم پیش قیمت ہیں کہ ہم مشکل اپنے لے چہرہ نہ کر سکتے ہیں۔
 ایسی حالت میں جبکہ چارے سے انکھوں کے۔
 سست رختاری کے ساتھ زنی کر رہا ہے۔
 آج سے چوبیس سال پیشتر ٹیکے کا مادہ تیار کرنے کے بارے میں
 گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایسے برائیم کی روز افزون ترقی کی تساد
 اس ٹیکے کی گرمی سے مر ماتی ہے۔ اور جانور جنہر تجربہ کیا گیا تھا۔
 امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ لیکن ۱۸۹۹ء تک یہ مادہ کسی انسان پر
 استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ برلن کے دارالعمل میں پر دہنہ نمبر اور کلاہ نے
 اسی سال ایک ملازم لڑکے پر اس ٹیکے کا تجربہ کیا۔ بعد ازاں ۱۸۹۹ء میں
 ڈاکٹر رائٹ کی توجہ سے کسی قدر آزمائشی کوششیں انگلستان کی اوس
 فوج میں اس ٹیکے کو رواج دینے کے متعلق عمل میں لائی گئیں جو جنوبی افریقہ
 روانہ ہوئی تھیں تاکہ وہاں پہنچنے کے بعد شکایت معده لاحق نہ ہونے پائے
 جس فوجی جہاز پر میں سوار تھا اوسکے ہر ایک افسر نے اپنے جلد میں یہ مادہ
 داخل کرنا منظور کیا۔ لیکن میں سب سے بڑی وقت اور عام سپاہیوں کی تھوڑی
 ہی سی تعداد فراہم کرنے میں پیش آئی جنہیں ہم ٹیکہ لگانا چاہتے تھے۔ اس قسم
 کے گاہے ماہے وقوع پذیر ہونے والے کاموں کے صحیح نتائج معلوم کرنا
 ایک مشکل امر ہے لیکن عام حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیکے

کا نتیجہ نہایت قابل اطمینان تھا۔ سوقت سے لیکر اب تک اس مادے کا جو تجربہ
 کیا گیا ہے اس پر عمل میں لایا گیا ہے اس سے عجیب و غریب فوائد حاصل
 ہوئے ہیں۔ جاپانیوں نے اپنی سپاہ کے لئے اس ٹیکہ کا حیرتہ قانون مقیم
 کر لیا تھا۔ جاپانیوں میں پہلے بیان کر چکا ہوں جاپانیوں میں معدے کی شکایت
 دنپ سے آتی تھی۔ کم اموات واقع ہوئیں کہ تقریباً نہ ہونے ہی کے برابر
 ہیں۔ روسی فوج میں جہاں جاپانیوں جیسی اعلیٰ درجہ کی احتیاطوں کا پتہ بھی
 نہ تھا یہاں بھی بخار کی بڑی کثرت تھی۔ جاپانی طبی اسٹاف کی غیر معمولی قابلیت
 سے ہر ایک جاپانی کو ایک ڈبیرہ کر دی اور سو گولیوں کی پہنچا دی گئی تھی جس سے
 طب مدد فرما کر روسیوں کو پسپا کرنے کی خاطر ان میں سے روزانہ
 میں کیا استعمال کیا جایا کریں۔

حال ہی میں پیش اور خرابی معدے کے بخار کے واسطے جلد میں ٹیکہ لگانے
 کے عجیب و غریب نتائج و کامیابی حاصل کئے گئے ہیں۔ فرانسیسی ماہران جراثیم
 مانیٹر و بلارڈ اور ڈاؤڈا پٹر کے تیار کردہ مادے کے عام استعمال نے فرانس
 میں پیش کی اموات کو سینتالیس فیصدی گھٹا دیا ہے۔ فرانس کے سب
 بڑے ماہرین ہر دھیرے شان شیر بعض ملاحظہ طلب مثالیں اس ٹیکہ کی کامیابی
 کی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اودودہ میں جہاں خرابیے معدے کا بخار
 بدلت ترقی پذیر تھا۔ ہر دھیرے موصوف نے پچاس سپاہیوں کو ٹیکہ لگایا چنانچہ
 ان میں سے ایک آدمی کو بھی میعاد ہی بخار لاحق نہیں ہوا۔ اور ان میں سے
 سپاہیوں جنہوں نے ٹیکے سے انکار کر دیا تھا۔ اور جو مذکورہ بالا پچاس آدمیوں
 کے پہلو پہلو مقیم تھے۔ دس آدمی معدے کی شکایت میں مبتلا ہوئے وہ کسی اور
 بخار لاحق ہو گیا تھا۔ ہر دھیرے موصوف کے بیان کو قطع نظر کر کے اس ٹیکہ کے

نعدا و دشمار جو بڑے خوش آئند ہیں ملاحظہ کیجئے۔ ممالک متحدہ امریکہ میں فوجی
طبقی اسٹاف جبر یہ ٹیکہ زنی کے معاملہ میں کسی بیہودگی میں شریک نہیں ہے۔
حام فوج کو سیدھے بازو پر چمک اور اسے لٹے بازو پر مدد سے کی سیاریوں کا
شک لگایا جاتا ہے۔ چنانچہ اسکا نتیجہ صرف ڈھائی سال میں یہ ظاہر ہوا کہ
پینتالیس ہزار فوج میں صرف گیارہ آدمی ان شکایات میں مبتلا ہونے کے بعد بخیر و
خوبی تندرست ہو گئے۔ اب وقت آگیا ہے کہ دنیا کی تمام مہذب فوجیں خطرناک
میعاد ہی بخار سے اپنے نو عمر سپاہیوں کی حفاظت کا پورا اہتمام عمل میں

لائیں

عثمانی کیمپ میں ایک دوسرا ہر وقت موجود رہنے والا خطرہ یہ تھا کہ عرب
لگاتار بندوقین چلاتے رہتے تھے۔ اور گواس قہتی گولی باروت کی بربادی کسی
طرح ہی مستحسن نہ تھی۔ لیکن جسم و جان کو جو خطرہ بے پردہ ہی سے ہر وقت
گولی چلانے کے باعث رہتا تھا وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔ اس دسبرگر
میں نے بنی غیش سے واپس آکر دو آدمیوں کو اتفاقاً مازر اٹفل چل جانے سے
زخمی پایا۔ ایک تو عرب کی ران میں گہرا زخم پیدا ہو گیا تھا اور دوسرے باقاعدہ
فوج کے ایک ترک کے پیٹ میں گولی لگی تھی۔ غریب ترک کی حالت زخم کے
ابتداء ہی سے خراب ہو گئی تھی۔ کیونکہ گولی پیٹ کے پچھلے حصے میں ٹکرائی تھی
کو ہارٹی ہوئی پار ہو گئی تھی۔ چنانچہ یہ سچا اور اسی دن شام کے وقت مر گیا۔
ہم سب کو اس موت کا بہت افسوس ہوا۔ کیونکہ علاوہ ان لوگوں کے
اصلی رنج کے جو اس سے واقف تھے ایک باقاعدہ ترکی جو ان کی وفات
موجودہ زمانہ میں ناقابل تلافی نقصان تھی۔

موجودہ عرب کی ہلاکت جو اپنی اور اپنے فریق کے ممبروں کی سخت غفلت و حماقت کا

شکار ہو چکا تھا۔ کسی قدر عجیب انصاف پر مبنی ہوتی لیکن بحالت موجودہ ایسا نہیں
 ہوا۔ یہ عرب بچکیا احمد نوجوان و بد قسمت لڑکے ایک ہی مرتبہ وری اور خلاف وقت
 موت کے پنجے میں پھنسی کر رہی بقاء ہوا۔ یہ عرب بچکیا گودن بھر گولی چلاتے ہوئے
 تھے لیکن انہیں اس بات کا بہت کم خیال تھا کہ بد وقتی کہ تر چھپا رکھنا ایک
 عمدہ احتیاطی تدبیر ہے۔ یہ لوگ اپنی ناز بند و قتلو ایسے ہی استعمال کرتے
 تھے جیسے کہ نئے کھلونوں کے ساتھ بچے کھیلا کرتے ہیں۔ بار بار بند و قتل کو
 صاف کرتے اور پھر نالی خشک کرنے کی غرض سے کار توں چلایا کرتے تھے۔
 مین نے کئی مرتبہ اپنے سکے قریب سے گولی کے گزرنے کی آواز سنی ہو
 ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں جبکہ کسی شخص نے عربوں کی
 غفلت اور بے پردہی استعمال اسلحہ کے متعلق دیکھی ہو اپنے انجمن میں
 ہوا دفعتاً گولی چلنے کی آواز پر کس قدر پریشان ہو جائیگا۔ مین نے اس طریقہ
 عمل کی شکایت حتیٰ اسٹاف و دیگر حاکمون سے کی۔ لیکن ان اصحاب نے
 جواباً بالکل مایوسی ظاہر کی اور کہا کہ عربوں پر حکومت کرنا یا انہیں تعلیم دینا
 امر محال تھا۔ میرے زیادہ چوکنا ہو جانے کی وجہ غالباً یہ تھی کہ مین سران
 مین ریوالور کی گولی سے بال بال بچ گیا تھا۔ مین اقرار کرتا ہوں کہ سفر کی تمام
 تکلیف برداشت کرنے اور مختلف قسم کے جرائم سے محفوظ رہنے کے
 بعد یہ خیال کہ کسی یقوت کی گولی سے مارا نہ جائے کچھ ہی خوش آئند نہ تھا۔
 لیکن حقیقت صرف یہی تھی کہ یہ خطرہ جو ہم اپنے فرسیج کمپ میں برداشت
 کر رہے تھے۔ بمشکل ہی اس خطرہ سے زیادہ فضاک تھا جو انگلستان میں
 تمام شکاریوں کو ہر ایک موسم شکار میں پیش آتا ہے یہ صرف سٹے صورتوں
 میں ممکن ہے کہ آپ کی ایسے چالیس سالہ شکاری سے واقف ہوں جس کے

کسی نہ کسی حصہ جسم میں چھتروں کے نشان موجود نہ ہوں۔ میں نے اپنی زندگی میں بغیر ہیمہ زندگی مختلف قسم کے شکار کھیلے ہیں چنانچہ میں اپنے تجربے کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ انڈر گرا بجو بیٹھوں کے ساتھ چھپکر شکار کھیلنا سب سے زیادہ خطرناک قسم کی تفریح ہے۔

۱۲۔ دسمبر کو میں نے شہر طرابلس کے اطراف نر کی خطوط مدافعت کا معائنہ کیا۔ طاہر نے براہ مہربانی تو بیخانہ کا ایک اچھا گھوڑا سفر کے لیے دیا۔ علاوہ ان مجھے ہر قسم کی معاونت کپتان ٹیلہم سے پہنچی جو شہر بابل کا شاگرد و سفر طر معلوم ہونا تھا۔ کپتان موصوف علاوہ اور زبانوں کے فصیح نر کی میں گفتگو کیا کرتا تھا اور بے شل جنگلی نامہ نگار تھا، شخص ٹھنڈے دل اور عمدہ دماغ سے مسلح اور عثمانی قوم اور اس کی بہادر فوج کی سچی عظمت اپنے دل میں بہنایا رکھتا تھا۔ ہمارا چھوٹا قافلہ ایسی تاخیر کے بعد روانہ ہوا جو غیر یورپین زندگی سے ناقابل قطع تعلق رکھتی ہے۔ اس قافلہ میں دو شخص پولیس کے سپاہی تھے جو نیلے کوٹ پہنے ہوئے تھے اور دو آدمی باقاعدہ ترکی فوج کے سپاہی تھے۔ کپتان ٹیلہم اور عہدہ سربے بھی جو تو بیخانے کے ایک خوبصورت افسر ہیں میرے شریک سفر ہو گئے۔ غریبہ سے جو راستہ جنگل میں سے گزرتا ہے اُس کا نشان ٹھیک ٹھیک ملتا جاتا تھا اور یکے بعد دیگرے عربوں کے چھوٹے چھوٹے گاؤں شاداب باغات جو کنوؤں کے قریب واقع تھے ہمیں دکھائی دیتے رہے۔ ہمارے کھوڑے چارٹیل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کر رہے تھے کیونکہ ہمایاں کے سخت حصہ سرزمین میں بھی ہر قدم پر گھوڑوں کے سُم دو یا تین انچ زمین میں دھنسے جاتے تھے۔ اور ایسے مقام پر گزرنا جہاں حال ہی میں ہوائے ریٹ کا ٹیلہ جمع کر دیا ہو بہت ہی دشوار تھا

گھوڑوں کو پاشنایا۔ دلی چلانا تقریباً ناممکن تھا کیونکہ ٹریلی اسٹون پر گھوڑیکے گرجانیکا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ ترک لوگ اپنے گھوڑوں کو بیابان کے طولانی اور گرم سفروں سے بچاتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے ہمارا سفر اور بھی زیادہ شست رفتاری سے طے ہوا۔ اور ہم معمولی قدم چال سے تقریباً تمام راستہ طے کرتے رہے۔ ہمیں وقتاً فوقتاً عربوں کی جماعتیں ملتی رہیں۔ اور ایک جگہ سات ترک سپاہی دکھائی دیے۔ جہاں یہ لوگ آرام کی غرض سے ٹھہرے ہوئے تھے۔ عہدِ اندلے کے دریا فت کرنے پر کہ یہ ننگے پاؤں کیوں ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ ریت میں آسانی سے پیدل چلنے کی خاطر ان لوگوں نے بوٹ اتار دیے تھے یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر فرانسسی فوج سے واپس آیا تھا۔ جہاں وہ جنگ مصنوعی دیکھنے کے لیے گیا تھا۔ چیشلیں پیرس و اہل پیرس کی تعریف میں بڑا سرگرم تھا۔ گو عہدِ اندلے نے انگلستان کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن ہماری فوج کے تمام قواعد و قوانین سے بڑی دلچسپی ظاہر کرتا رہا۔ اور سپاہیوں کی بھرتی مدت ملازمت وغیرہ وغیرہ کے متعلق سوال کرتا رہا۔ بظاہر اس کا یہ خیال کہ ہر گڈ آف گاڑوس کا ہر ایک افسر شریف خاندان ہوا کرتا ہے۔ لیکن میں نے اسے بتلایا کہ شاذ و نادر استثنائے انگلستان میں روپیہ بہ نسبت شرافت نسل کے حقوق اور اختیارات دلاتے ہیں زیادہ کامیاب ثابت ہوا کرتا ہے۔ جنگ روس و ترکی کے زمانہ میں ترکی افسروں کی بُرائی کے ساتھ ساتھ سلیمان و مختار و عثمان کی سپاہ کی منصفانہ تعریف کی جاتی تھی لیکن مشعلہ میں ناقابلیت اور تمام خرابی کا الزام اگر صحیح طریقہ سے عام طور پر عائد کیا

جاسکتا تھا۔ تو یہ صاف ظاہر ہے کہ آجکل کے ترکی افسر بھی وہ لوگ جنہوں نے ماریائی کالج میں تعلیم پائی ہے۔ اور تحصیل کر بیٹ۔ مقدونیہ اور یون کے متواتر مجرّمے اپنی آنکھ سے دیکھ چکے ہیں۔ فی الحقیقت قابل فوجی افسر ہیں یہ انخاص اپنے کام میں مستعد اور اپنی سپاہ سے پوری ہمدردی رکھتے ہیں اور ان کی اخلاقی صفات کے متعلق میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وسیع دنیا میں آپ جہاں کہیں ہی چلے جائیں انہیں آپ کا کہیں ہی کوئی شخص ایسا متوجع اور آپ کے آرام کا خیال رکھنے والا دیکھتا ہے نہ ہوگا کہ جیسا کہ ایک ترکی افسر اور کوئی شخص اس افسر سے زیادہ لفظ جہنمیں کا مستحق و موزون نہیں ہے۔ چنانچہ میرا شکر یہ ان عمدہ دوستوں اور حمیدہ صفات رفیقوں کیلئے حقیقت میں نہایت عمیق ہے۔ اب میں سچے دل سے خواہشمند ہوں کہ پُر امن و آسائش کے حالات میں مجھے ان لوگوں سے دوبارہ ملاقات کا موقع ملے۔

جب ہم تینوں پہلو پہ پہلو سولہ میل وہ بیابانی سہارے میں طے کر رہے تھے۔ جو ہمیں ترکی خطوط مداخلت سے جدا کئے ہوئے تھے۔ اور وقت ہم ختم جنگ کے بعد لندن میں دوبارہ ملاقات کی امید میں ظاہر کرتے چلے جا رہے تھے۔ چنانچہ اسی سلسلہ گفتگو میں عود با تہی نے کہا کہ عظیم خدا ہمارے تبادیز کو کامیاب کرے۔ اور جنگ کے بعد ہمیں پھر ملاقات کا موقع عطا فرمائے۔ لیکن طرابلس کی موجودہ حالت یہ ہو رہی ہے کہ کل کی نسبت کوئی خیال ظاہر کرنا ناممکن ہے، چار گھنٹے سفر کے بعد ہمیں ایک چھوٹا سا خوبصورت نخلستان اچھی طرح دکھائی دینے لگا۔ جہیں مخروطی خیمے نصب سو رہے تھے۔ یہ بلکہ ترکی خطوط مداخلت کے

دہنی جانب واقع تھی اور اس خوشنما تمام کا نام مسندت بنی آدم ہے،
یعنی مردون کے بیٹوں کا باغ تھا۔ ہماری آدم نے عربوں کے ایک بڑے
مجمع میں جو اس کیپ میں موجود تھا، مسرت آمیز تفریح پیدا کیا۔ کپتان شلم
فوڈوگراف کیمرہ دیکھ کر ان لوگوں نے ہلالی شکل کے دو دائروں میں اپنی
صف بندی کی۔ ان کے سردار وسط میں اپنے شاندار گھوڑوں پر
سوار اور علم بردار بڑے بڑے علم اٹھوں میں لٹے ہوئے صفوں
کے کناروں پر کھڑے ہو گئے۔

یہ نظارہ بڑا شاندار تھا۔ دنی جوش کے ساتھ ساتھ ظاہری قوت بھی
نمایان کر رہا تھا۔ اسی اشارین ایک عرب نے بہاری اور گونجدار
آدارین یہ گانا شروع کیا، ہم لوگ جو جگجوبین اپنے ملک کی خاطر
موت سے نہیں ڈرتے، اس کے بعد سارے مجمع نے تلواریں اور
بندوقیں علم کر کے ایک ساتھ گرجا شروع کیا۔ اس گرج کا ایک جملہ یہی
تھا، ہم اپنے باپکے اہلی بیٹے ہیں، اس موقع پر عربوں کا جوش بہت
بڑھ گیا تھا چنانچہ۔ شلم نے اس بے مثل نظارے کے بہت سے
فوٹو لئے۔ لیکن سیکے خیال میں ہر شخص کی یہ رائے ہو سکتی ہے کہ تصویریں
کسی شہرہ آفاق دستہ مصور کے نوک قلم کی خواندہان تھیں اور غالباً مال من
ہنٹ یہ خدمت بخوبی انجام دے سکتا تھا۔ سرخ۔ سفید اور بھونسلے
علم یہ عجیب مجمع چاروں طرف دروہیتلا میدان اور اُسپر سورج کی چمکدار
کرین یہ ساری خصوصیات مال من ہنٹ کے لئے مخصوص ہو سکتی تھیں۔
بنی آدم میں میجر نسیم بے جوڑ تھیوین کی لوری رحمت سے وابستہ تھے
اعلیٰ افسر کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ یہ شخص کشیدہ قلمیاد

کہ کھیان مرض کے جراثیم لاتی ہیں گو یہ ممکن تھا کہ پساڑ کے واسطے میں دیڑیوں کے واسطے ایک قطعہ زمین مخصوص کر دیا جاتا اور عربوں کو بازار کے جنوبی سرے میدان میں جگہ دیا جاتی۔ لیکن بحالت موجودہ یہ بہادر مگر غلیظ جگہ بظاہر اس امر کی اجازت رکھتے تھے کہ وہ جہاں چاہیں بیٹھ جائیں اور جس غصے کے قریب چاہیں اپنے بلبلا تے ہوئے اونٹوں کے ساتھ نہایت غیر خوش آئند جاتیں بنا کر زد و کشت ہو جائیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ جات تک چبے علم ہے باقاعدہ سپاہیوں کو پانی جوش کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جاتا تھا۔ حالانکہ ایسا نہونا تندرستی کے لیے خطرہ عظیم کا باعث ہو سکتا تھا۔ مختصر یہ کہ کمپ ہسپتال بخارہ اور درم سعدہ وغیرہ کے جراثیم کی مخصوص پرورش گاہ بنا ہوا تھا۔ لیکن ہسپتال خد اطراہیں کے ران بہادر محافظین کی حمایت کر رہا تھا۔ چنانچہ یہ جاناں خطرناک سختیوں سے محفوظ رہے جو ان کی غفلت و نفاہیت کے باعث پیدا ہو سکتی تھیں۔

اگر کوئی شخص کمپ کی حفظانِ صحت کے متعلق عزیزیہ و دیگر مقامات کو زیر نظر رکھ کر اسے قائم کرے تو اسے بلاشبہ معلوم ہو جائیگا کہ عثمانیہ افواج کے طبی اسٹاف نے وہ ترقی نہیں کی ہے جسے سلطان کو دنیا کی بہترین افواج میں سے ایک اعلیٰ فوج کا بادشاہ بنا دیا۔ ایک ترکی افسر نے جو مجھ سے اس مسئلہ پر بحث کر رہا تھا۔ اپنے طبی اسٹاف کی میں ماندگی کو تسلیم کرتے ہوئے۔ بیان کیا کہ متول انگلستان کے وہ شدید نقصانات قابل توجہ ہیں جو جنگ جنوبی افریقہ میں امراض کے باعث واقع ہوئے تھے۔ اس کا یہ خیال بھی صحیح تھا۔ کہ ہنر اس خوفناک جنگ ترقی اور طبی کاموں کی بے ڈھنگی امیرش سے عجیب گڑبڑ پیدا کر دی تھی۔ چنانچہ ہمارے نقصانات کی عظیم

تعداد جو معدے کی بیماریوں کے باعث ہمیں برداشت کرنی پڑتی تھی تواریخ
 میں ایک ایسا باب بناتی ہو جو سراسر ہماری ذلت اور تقدیری سے پر ہے۔ مجھے
 ادنیٰ مرلیضوں کا حال خوب ابھی طرح یاد ہے جو قرقر میں صرف ایک ڈاکٹر
 پر رون چادر بچائے پڑے رہا کرتے تھے۔ اس نامبارک جنگ میں کتنی
 ہی خوش و خرم اور آئندہ ترقی کی اُمید سے بھری ہوئی جانوں کا رشتہ
 حیات منقطع کر دیا گیا لیکن یہ جانیں بچائی جاسکتی تھیں بشرطیکہ ہمارا بھی
 اساتذہ ہی دانائی و قابلیت رکھتا ہوتا جو چند سال بعد جنگ اٹھاپان میں ظاہر
 ہوئی ہے۔ امراض معدہ سے ہمارے نقصانات اسقدر بڑھ گئے تھے کہ
 بارہ ہزار اموات میں سے جو مختلف امراض کے باعث واقع ہوئیں تھیں
 کثیر تعداد معدہ کی شکایتوں کی تندرہ ہوئی تھی حالانکہ جنگ میں زخمیوں کی
 اموات صرف آٹھ ہزار تھیں۔ جا پانی افواج کے اصلی نقصانات میں امرضا
 معدے کے باعث ایک فیصدی سے بھی کم اموات کا نقصان پہنچا
 تھا۔ چنانچہ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ آخر کار جا پانیوں نے اس مرض
 منحوس کے تباہ کن حملوں کو ابھی تک زمانہ حال کی فوجوں کیساتھ ساتھ چلنا
 رہا ہے۔ پس کر دیا تھا۔ زمانہ حال کی ساری جنگوں میں کثرت امراض کی
 افونگ شیکایت سنی جاتی ہے۔ محاربات فرانس و جرمن۔ روس و ترکی
 و نیز کیوبا۔ جنوبی افریقہ۔ چین اور وہ سموی لڑائیاں جو فرانس کی جانب
 سے مدغاسکر اور مانگانگ میں وقوع پذیر ہوئی ہیں۔ ان سب میں بنجار
 اور شکایات معدہ تقریباً ایسے ہی تباہ کن ثابت ہوئے ہیں جیسے کہ
 گورے اور گولیاں۔ پس اس حالت میں کسی فوجی تواریخ نویس سے کوئی
 معذرت اس امر کی طلب نہیں جاسکتی کہ بحالت جنگ وہ کیوں طبی اساتذہ

کی خصوصیت پر زور دیتا ہے۔ اکثر انسانیں جن میں خوبصورتی نہ کہنی نہ مٹتی ہو
 ہوتا ہے طبی ترقی کی سست رفتار ہی بہت عرصہ سا رہا۔ انسانی جسم اور اس کا
 یہ فعل کی طرح بھی تیز کر نہیں سکتا۔ اس کا یہ کہ کوئی نہ تیز کر سکتا ہے۔ اس کا یہ
 نہیں ہوئے ہیں وہ اس قدر اہم اور ہر سال دو اور ہزار گنا ترقی پا رہا ہے۔
 قدر پیش قیمت ہیں کہ ہم بشکل اپنے بے عہدوں نہ کر سکتے ہیں۔ یہ
 ایسی حالت میں جبکہ ہمارے آنکھوں کے سامنے یہ ہے۔ یہاں تک کہ
 سست رفتار ہی کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ
 آج سے چوبیس سال پیشتر ٹیکے کا مادہ تھا کہ کے جانور دن بھر رہتا
 گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایسے برائے نام کی اور افراد دن ترقی کر رہے
 اس ٹیکے کی گرمی سے مر جاتی ہے۔ اور جانور بے تیرہ کیا گیا تھا۔
 امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ کسی انسان پر
 استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ برلن کے دارالعمل میں پر و قیہ فیسر اور ہائیڈر نے
 اسی سال ایک ملازم کے پر اس ٹیکے کا تجربہ کیا۔ بعد ازاں ۱۹۲۹ء میں
 ڈاکٹر رائٹ کی توجہ سے کسی قدر آزمائشی کوششیں انگلستان کی اوس
 فوج میں اس ٹیکے کو رواج دینے کے متعلق عمل میں لائی گئیں جو جنوبی افریقہ
 میں ہوئی تھیں تاکہ وہاں بچنے کے بعد شکایت مجددہ لاحق نہ ہونے پائے
 جس فوجی جہاز پر میں سوار تھا اس کے ہر ایک افسر نے اپنے جلد میں یہ مادہ
 داخل کرنا منظور کیا۔ لیکن بہین سب بڑی وقت اور عام سپاہیوں کی توثیق
 ہی کی تعداد فراہم کرنے میں پیش آئی جنہیں ہم ٹیکہ لگانا چاہتے تھے۔ اس فوج
 کے گاہے گاہے وقوع پذیر ہونے والے کاموں کے صحیح نتائج معلوم کرنا
 ایک مشکل امر ہے لیکن عام حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیکے

کہ نتیجہ نہایت قابل اطمینان تھا۔ سوقت سے لیکر اب تک اس ادے کا جبریت
 : نسل و سراج با نر پر عمل میں لایا گیا ہے اس سے عجیب و غریب فوائد حاصل
 ہو چکے ہیں۔ عامیون نے اپنی سپاہ کے لئے اس ٹیکہ کا جبریت قانون مقدر
 کر لیا تھا۔ جیسا کہ یہیں بتلایا گیا ہے کہ چکا ہون جا پانیون میں معدے کی شکایت
 دیکھنے سے کہ کم ادوات واقع ہوئیں کہ یہ تقریباً نہ ہونے ہی کے برابر
 ہیں۔ روپیہ و جرمس بہان جا پانیون جیسی دوسرے درجہ کی احتیاطوں کا پتہ بھی
 نہ تھا۔ یہاں دی بخار کی بڑی کثرت تھی۔ جا پانیون کی غیر معمولی قابلیت
 یہ ہے کہ ایک باہری کو ایک ڈسبہ کری اور سو شاگردوں کی پہنچا دی گئی تھی جس سے
 سب مدد و رنج تھا۔ روپیہ کو سپاہ کرنے کی خاطر ان میں سے روزانہ
 میں لیڈر استعمال کی جا یا کرتے ہیں۔

حال ہی میں پیش اور خزانہ معدے کے بخار کے واسطے ملد میں ٹیکہ لگانے
 کے عجیب و غریب نتائج کا سیلابی ماحصل کے گئے ہیں۔ فرانسیسی ماہران جراثیم
 مانیٹر و بلارڈ اور ڈا پٹر کے تیار کردہ مادے کے عام استعمال نے فرانس
 میں پیش کی اموات کو سینتالیس فیصدی گھٹا دیا ہے۔ فرانس کے سب
 بڑے ماہر فن پروفیسر شان ٹیمر بعض ملاحظہ طلب مثالیں اس ٹیکہ کی کامیابی
 کی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ او دجہ میں جہاں خرابیے معدے کا بخار
 شدت ترقی پذیر تھا۔ پروفیسر موصوف نے پچاس سپاہیوں کو ٹیکہ لگا یا چنانچہ
 ان میں سے ایک آدمی کو بھی میعاد بخار لاق نہیں ہوا۔ اور ان میں سے
 سپاہیوں میں جنہوں نے ٹیکے سے انکار کر دیا تھا۔ اور جو مذکورہ بالا پچاس آدمیوں
 کے پہلو پہلو مقیم تھے۔ دس آدمی معدے کی شکایت میں مبتلا ہو گئے۔ دو کو میعاد
 بخار لاق ہو گیا تھا۔ پروفیسر موصوف کے بیان کو قطع نظر کر کے امریکہ کے

تعداد و شمار جو بڑے خوش آئند ہیں ملاحظہ کیجئے۔ ممالک متحدہ امریکہ میں فوجی
 طبقی اسٹاف جبر یہ ٹیکہ زنی کے معاملہ میں کسی یہودیگی میں شریک نہیں ہے۔
 تمام فوجوں کو سیدھے بازو پر ہچک اور اٹھنے بازو پر مد سے کی بیاریوں کا
 ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ چنانچہ اسکا یہ نتیجہ صرف ذہانی سال میں یہ ظاہر ہوا کہ
 پینتالیس ہزار فوج میں صرف گیارہ آدمی ان شکایات میں مبتلا ہونے کے بعد بخیر و
 خوبی تندرست ہو گئے۔ اب وقت آگیا ہے کہ دنیا کی تمام مذہب خواہین خطرناک
 میعادوں سے اپنے نو عمر سپاہیوں کی حفاظت کا پورا اہتمام حاصل میں

لائین
 عثمانی کیسپ میں ایک دوسرا ہر وقت موجود رہنے والا خطرہ یہ تھا کہ عرب
 لگاتار بند قین چلاتے رہتے تھے۔ اور گواس قمتی گولی باروت کی بربادی کسی
 طرح بھی ممکن نہ تھی۔ لیکن جسم و جان کو جو خطرہ بے پردہ ہی سے ہر وقت
 گولی چلانے کے باعث رہتا تھا وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔ اور دیگر
 میں نے بنی غنیر سے واپس آکر دو آدمیوں کو اتفاقاً مازر افضل چل جانے سے
 زخمی پایا۔ ایک تو عرب کی سان میں گمراہ خم پیدا ہو گیا تھا اور دوسرے باقاعدہ
 فوج کے ایک ترک کے پیٹ میں گولی لگی تھی۔ غریب ترک کی حالت زخم کے
 ابتداء ہی سے خراب ہو گئی تھی۔ کیونکہ گولی پیٹ کے پچھلے حصے میں ٹکرائی تھی
 کو ہار تھی ہوئی پار ہو گئی تھی۔ چنانچہ یہ بیچارہ اسی دن شام کے وقت مر گیا۔
 ہم سب کو اس موت کا بہت افسوس ہوا۔ کیونکہ علاوہ اذن لوگوں کے
 اصلی رنج کے جو اس سے واقف تھے ایک باقاعدہ ترکی جوان کی فطرت
 موجودہ زمانہ میں ناقابل تلافی نقصان تھی۔

موجود عرب کی ہلاکت جو اپنی اور اپنے فریق کے ممبروں کی سخت غفلت و حماقت کا

شکار ہو چکا تھا۔ کسی قدر عجیب انصاف پہنچی ہوئی لیکن بحالت موجودہ ایسا نہیں
 ہوا۔ یہ عرب بچکیا اور نوجوان وہ قسمت کر کے ایک بڑے غریبی اور خلاف وقت
 موت کے بچے میں پھنس کر رہی بقا ہوا۔ یہ عرب نہنگ کو دن بھر گولی چلاتے رہتے
 تھے لیکن انہیں اس بات کا بہت کم خیال تھا کہ بندہ حق کو تر چھپا رکھنا ایک
 عمدہ احتیاطی تدبیر ہے۔ یہ لوگ اپنی آذر بند تو کچھ ایسے ہی استعمال کرتے
 تھے جیسے کہ نئے کھلونوں کے ساتھ بچے کھیلا کرتے ہیں۔ بار بار بند و قون کو
 صاف کرتے اور پھر نالی خشک کرنے کی غرض سے کار توں چلایا کرتے تھے۔
 مین نے کئی مرتبہ اپنے سکر قریب سے گولی کے گزرنے کی آواز سنی ہے
 ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں جبکہ کسی شخص نے عربوں کی
 غفلت اور بے پرواہی استعمال اسلحہ کے متعلق دیکھی ہو اپنے انجمن میں بیٹھا
 ہوا دفعتاً گولی چلنے کی آواز پر کس قدر پریشان ہو جائیگا۔ مین نے اس طریقہ
 عمل کی شکایت جی اسٹاف و دیگر حاکمون سے کی۔ لیکن ان اصحاب نے
 جواباً بالکل مایوسی ظاہر کی اور کہا کہ عربوں پر حکومت کرنا یا انہیں تعلیم دینا
 امر محال تھا۔ میرے زیادہ چوکنا ہو جانے کی وجہ غالباً یہ تھی کہ مین سوان
 مین ریو اور کی گولی سے بال بال بچکیا تھا۔ مین اقرار کرتا ہوں کہ سفر کی تمام
 تکلیف برداشت کرنے اور مختلف قسم کے جرائم سے محفوظ رہنے کے
 بعد یہ خیال کہ کسی یقوت کی گولی سے مارا سجاؤں کچھ ہی خوش آئند نہ تھا۔
 لیکن حقیقت صرف یہی تھی کہ یہ خطرہ جو ہم اپنے وسیع کمپ میں برداشت
 کر رہے تھے۔ بالکل ہی اوس خطرہ سے زیادہ فوفاک تھا جو انگلستان میں
 تمام شکاریوں کو ہر ایک موسم شکار میں پیش آتا ہے یہ صرف مستثنیٰ صورتوں
 میں ممکن ہے کہ آپ کسی ایسے چالیس سالہ شکاری سے واقف ہوں جس کے

کسی نہ کسی حصہ جسم میں چھتروں کے نشان موجود نہ ہوں۔ میں نے اپنی زندگی میں بغیر ہمہ زندگی مختلف قسم کے شکار کھیلے ہیں چنانچہ میں اپنے تجربے کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ انڈر گر ایجوٹیٹوں کے ساتھ چھپکرتکار کھیلنا سب سے زیادہ خطرناک قسم کی تفریح ہے۔

۱۲۔ دسمبر کو میں نے شہر طرابلس کے اطراف تیر کی خطوط دریافت کا معائنہ کیا۔ ظاہر ہے نے براہ مہربانی تو بیخانا کا ایک اچھا گھوڑا سفر کے لیے دیا۔ علاوہ ان مجھے ہر قسم کی معاونت کینان ٹیلہم سے پہنچی جو شہر بابل کا شاگرد و منظر معلوم ہوتا تھا۔ کینان موصوف علاوہ اور زبانوں کے فصیح ترکی میں گفتگو کیا کرتا تھا اور بے مثل جنگی نامہ نگار تھا، شخص ٹھنڈے دل اور عمدہ دماغ سے مسلح اور عثمانی قوم اور اس کی بہادر فوج کی سچی عظمت اپنے دل میں پہنان رکھتا تھا۔ ہمارا چھوٹا قافلہ ایسی تاخیر کے بعد روانہ ہوا جو غیر یورپین زندگی سے ناقابل قطع تعلق رکھتی ہے۔ اس قافلہ میں دو شخص پولیس کے سپاہی تھے جو نیلے کوٹ پہنے ہوئے تھے اور دو آدمی باقاعدہ ترکی فوج کے سپاہی تھے۔ کینان ٹیلہم اور عجمہ اسد بے بھی جو تو بیخانا کے ایک خوبصورت افسر ہیں میرے شریک سفر ہو گئے۔ عزیز یہ سے جو راستہ جنگل میں سے گزرتا ہے اس کا نشان ٹھیک ٹھیک ملتا جاتا تھا اور یکے بعد دیگرے عربوں کے چھوٹے جھوٹے گاؤں شاداب باغات جو کنوؤں کے قریب واقع تھے ہمیں دکھائی دیتے رہے۔ ہمارے کھوڑے چار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کر رہے تھے کیونکہ ہیا بان کے سخت حصہ سرزمین میں بھی ہر قدم پر گھوڑوں کے سُم دو یا تین انچ زمین میں دھستے جاتے تھے۔ اور ایسے مقام پر گزرتا جہاں حال ہی میں ہوائے ریٹ کا ٹیلہ جمع کر دیا ہو بہت ہی دشوار تھا

گھوڑوں کو پاشنایا۔ دلی چلانا تقریباً ناممکن تھا کیونکہ ٹیلی راستوں پر گھوڑیکے گرجائیکا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ ترک لوگ اپنے گھوڑوں کو بیابان کے طولانی اور گرم سفروں سے بچاتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے ہمارا سفر اور بھی زیادہ شست رفتاری سے طے ہوا۔ اور ہم معمولی قدم چال سے تقریباً تمام راستہ طے کرتے رہے۔ ہمیں وقتاً فوقتاً عربوں کی جماعتیں ملتی رہیں۔ اور ایک جگہ سات ترک سپاہی دکھائی دیے۔ جہاں یہ لوگ آرام کی غرض سے ٹھہرے ہوئے تھے۔ عہدِ ابدی کے دریا فت کرنے پر کہ یہ ننگے پاؤں کیوں ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ ریت میں آسانی سے پیدل چلنے کی خاطر ان لوگوں نے بوٹ اتار دیے تھے یہ کہتاں بھی مثل اپنے اور ساتھیوں کے ایک دل خوش کن رفیق تھا۔ اور حال ہی میں فرانسیسی فوج سے واپس آیا تھا۔ جہاں وہ جنگ مصنوعی دیکھنے کے لیے گیا تھا۔ چینی لین پیرس و اہل پیرس کی تعریف میں بڑا سرگرم تھا۔ گو عہدِ ابدی نے انگلستان کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن ہماری فوج کے تمام قواعد و قوانین سے بڑی دلچسپی ظاہر کرتا رہا۔ اور سپاہیوں کی بھرتی مدت ملازمت وغیرہ وغیرہ کے متعلق سوال کرتا رہا۔ بظاہر اس کا یہ خیال کہ بریٹش آف گارڈس کا ہر ایک افسر شریف خاندان ہوا کرتا ہے۔ لیکن میں نے اسے بتلایا کہ شاہِ ذوالنور استثنائے انگلستان میں روپیہ بہ نسبت شرافت نسل کے حقوق اور اختیارات دلاتے ہیں زیادہ کامیاب ثابت ہوا کرتا ہے جنگِ روس و ترکی کے زمانہ میں ترکی افسروں کی بُرائی کے ساتھ ساتھ سلیمان و مختار و عثمان کی سپاہ کی منصفانہ تعریف کی جاتی تھی لیکن مسئلہ میں ناقابلیت اور تمام خرابی کا الزام اگر صحیح طریقہ سے عام طور پر عائد کیا

جاسکتا تھا۔ تو یہ صاف ظاہر ہے کہ آجکل کے ترکی افسر بھی وہ لوگ جنہوں نے مار بانی کالج میں تعلیم پائی ہے۔ اور تھسلی۔ کریمٹ۔ مقدونیہ اور یمن کے متواتر جھگڑے اپنی آنکھ سے دیکھ چکے ہیں۔ فی الحقیقت قابل فوجی افسر ہیں یہ اشخاص اپنے کام میں مستعد اور اپنی سپاہ سے پوری ہمدردی رکھتے ہیں اور ان کی اخلاقی صفات کے متعلق میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وسیع دنیا میں آپ جہاں کہیں بھی چلے جائیں، یہیں آپ کا کہیں بھی کوئی شخص ایسا متوجہ اور آپ کے آداب کا خیال رکھنے والا نہ ہوگا کہ جیسا کہ ایک ترکی افسر اور کوئی شخص اس افسر سے زیادہ لفظ جنین کا مستحق و موزون نہیں ہے۔ چنانچہ میرا شکر یہ ان عمدہ دوستوں اور حمیدہ صفات رفیقوں کیلئے حقیقت میں نہایت عمیق ہے۔ اب میں سچے دل سے خواہشمند ہوں کہ پُر امن و آسائش کے حالات میں مجھے ان لوگوں سے دوبارہ ملاقات کا موقع ملے۔

جب ہم تینوں پہلو بہ پہلو سولہ میل وہ بیا بانی سسرین طے کر رہے تھے۔ جو ہمیں ترکی خطوط مداخلت سے جدا کئے ہوئے تھے۔ اور وقت ہم ختم جنگ کے بعد لندن میں دوبارہ ملاقات کی امید میں ظاہر کرتے چلے جا رہے تھے۔ چنانچہ اسی سلسلہ گفتگو میں عود باشی نے کہا ”جیم خدا ہماری تجاویز کو کامیاب کرے۔ اور جنگ کے بعد ہمیں پھر ملاقات کا موقع عطا فرمائے۔ لیکن طرابلس کی موجودہ حالت یہ ہو رہی ہے کہ کل کی نسبت کوئی خیال ظاہر کرنا ناممکن ہے“ چار گھنٹے سفر کے بعد ہمیں ایک چھوٹا سا خوبصورت نخلستان اچھی طرح دکھائی دینے لگا۔ ہمیں محرومی خیمے نصب ہو رہے تھے۔ یہ جگہ ترکی خطوط مداخلت کے

دہنی جانب واقع تھی اور اس خوشنما تمام کا نام مسنت بنی آدم ہے
یعنی مردوں کے بیٹوں کا باغ تھا۔ ہماری آدم نے عربوں کے ایک جمے
مجمع میں جو اس کمپ میں موجود تھا۔ مسرت آمینر پنجہ پیدا کیا۔ کپتان سلیم کا
فوٹو گراف کیمرا دیکھ کر ان لوگوں نے ہلائی شکل کے دو دائروں میں اپنی
صاف بندی کی۔ ان کے سردار وسط میں اپنے شاندار گھوڑوں پر
سوار اور علم بردار بڑے بڑے علم اٹھوں پہن لیے ہوئے صفین
کے کناروں پر کھڑے ہو گئے۔

یہ نظارہ بڑا شاندار تھا دلی جوش کے ساتھ ساتھ ظاہری قوت بھی
نمایان کر رہا تھا۔ اسی اشارین ایک عرب نے ہماری اور گونجار
آداریں یہ گانا شروع کیا۔ ہم لوگ جو جگہ ہیں اپنے ملک کی خاطر
موت سے نہیں ڈرتے، اس کے بعد سارے مجمع نے تلواریں اور
بندوقیں علم کر کے ایک ساتھ گرجا شروع کیا۔ اس گرج کا ایک جملہ یہی
تھا۔ ہم اپنے باپکے اہلی بیٹے ہیں، اس موقع پر عربوں کا جوش بہت
بڑھ گیا تھا چنانچہ۔ بلسم نے اس بے مثل نظارے کے بہت سے
فوٹو لئے۔ لیکن مسک خیال میں ہر شخص کی یہ رائے ہو سکتی ہے کہ یہ تصویر
کسی شہرہ آفاق دستی مصور کے ناک قلم کی خواہان تھیں اور ظالماں من
ہنٹ یہ خدمت بخوبی انجام دے سکتا تھا۔ سرخ۔ سفید اور بھونسلے
علم یہ عجیب مجمع چاروں طرف زور و تیرا سیدان اور اسپر سورج کی چکدار
کرنیں یہ ساری خصوصیات مال من ہنٹ کے لیے مخصوص ہو سکتی تھیں۔
بنی آدم میں یہ خبر نسیم بے جوڑ میوین کیوری ریمٹ سے وابستہ تھے
اعلیٰ افسر کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ یہ شخص کشیدہ قمارت

خوبصورت جوان تھا۔ بہت خوش مزاج ہونے کے علاوہ اپنی طبیعت میں سادگی کی وہ لطافت رکھتا تھا جو عثمانی قوم کی خصوصیات میں داخل ہے۔ مہمچریم بے اپنی فوجی ملازمت کے تقریباً پچیس سال ارض روم میں گزار چکا تھا۔ کیونکہ کسی وجہ سے جابر سلطان حمید الحمید خان میجرند کو رے ناراض ہو گیا تھا۔ اس پریشان کن جنگ میں گو بہت سی جسمانی تکالیف موجود تھیں تاہم ترکی سپر افسر بہ نسبت ہمارے انگریزی افسر کے زیادہ آرام و خیموں میں رہائش رکھتے تھے نسیم بے کا مخروطی خیمہ مولیٰ انگریزی خیمے سے دوگنا وسیع تھا۔ میں اور ٹیبلیم بے ساتھ بھلی وغیرہ سامان خوراک جوٹین کے ڈبوں میں بند تھا لیتے آئے تھے۔ کیونکہ ہمیں گمان غالب تھا کہ ایسی خوراک پر گزارہ کرنا ہڑے گا۔ لیکن یہاں پہونچکر ہمیں بہت خوشی اور حیرت ہوئی کہ رسالے کا بے ماسٹر جو ایک نوانا اور ملنسا شخص تھا۔ باوجود فوجی ملازم ہونے کے کھانا پکالنے میں پورا ماہر تھا۔ چنانچہ اس شخص نے بہت تھوڑی دیر میں پسندے مرغ کے کباب اور پلاؤ یہ سب چیزیں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہمارے لیے تیار کیں۔ اور ہتھوہ تو ایسا اچھا بنایا کہ اس سے بہتر کسی اول درجہ کے ہوٹل میں بھی نہیں مل سکتا۔

سنت نبی آدم میں جسے بطور اختصار بنی آدم بھی کہا جاتا ہے بہت افسر جن میں کمانڈنگ بھی شامل تھا فرانسیسی زبان سے آشنا تھے۔ علاوہ ازیں ٹیبلیم نے براہ مہربانی ان کی ترکی گفتگو کا بہت سا حصہ مجھے ترجمہ کر کے سنا یا۔ چنانچہ یہ شام بڑی مسرت سے

سلطان حمید الحمید خان کی رم دلی کی متعدد مثالیں موجود ہیں اور جہو سلیم سلطان معزول کے متعلق ایسی عورتیں تھیں کہ جابر کا لفظ سلطان صوف کیسا استعمال کیا جاتا تھیں وہ گزارش کا باعث ہوتا ہے۔ ۱۶

گزری بعد ازاں مین بستر پر جا کر لیٹ گیا۔ جہاں سے بومیلینہ کی سرچ لائٹ کی مدھم روشنی نہ صرف دکھائی دے رہی تھی بلکہ میرے خیمہ پر بھی پھیلی ہوئی تھی۔ مجھے اُمید تھی کہ چند گھنٹے بلا کھٹکے سوتا رہوں گا۔ لیکن آدھی رات کے وقت عارف بے آدہ ہکا۔ یہ شخص ابھی تک سُرخ کوٹ اور سولین پتلون پہنے ہوئے معہ ایک اور افسر کے وارد ہوا اور بہت خوش نظر آتا تھا۔ اس وقت عارف بے اپنے ساتھ چار آدمی لیکر مین زارہ اور اطالوی خطوط کے بڑے حصے مین گشت لگانے کے بعد یہاں وارد ہوا تھا۔ اور اطالیوں کے جنگی طریقوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوا ظاہر کیا کہ دشمن کی فوج کو بغیر پتروں کی حفاظت کے سونا ہوا اور بچہ آیا تھا۔ یہ بھی بیان کیا کہ بومیلینہ کی خدمتوں کی حفاظت بڑے مستحکم طریقے سے دو سرچ لائٹوں اور تار کے جال کے ذریعہ سے جس مین تیر نوکدار متعین لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ عمل میں آ رہی تھی۔ مین زارہ کی جانب ایک بلندی پر دو بائیریاں توپخانے کی موجود تھیں اور تمام خطوط پر ہر ایک جگہ سپاہیوں۔ گھوڑوں اور توپوں کی بڑی بہرمار تھی۔ مین زارہ کے قریب تختوں کی بڑی تعداد ریت پر اس عرض سے بچھا دی گئی تھی کہ توپوں کا بہ آسانی کھینچ لیا جانا ممکن ہو سکے لیکن باوجود ان تمام معلومات کے جنہیں افسر مذکور کو پیش خود ملاحظہ کر آیا تھا اُس پر بظاہر ہراس و یابوسی کے کوئی علامات ظاہر نہیں ہونے لگے بلکہ برخلاف اس کے وہ اور اُس کے رفیق اُمید سے بھرے ہوئے تھے ان لوگوں میں غلبہ آرا یہ تھی کہ ابتداء جنگ میں شہر اُپس کا خالی کر دینا حقیقت میں ایک غلطی تھی لیکن میرے خیال میں کسی سانحہ کے بعد محفوظ رہنا

بہتر ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ حفاظت کی کوئی تدبیر نہ کیا پاس کے پیر فراموش
 نہیں کرنا چاہیے کہ عربوں کی بڑی بڑی جماعتوں کی کمک جو فی الحال انہوں
 ملک سے دستیاب ہو رہی ہے۔ خلوئے شہر کے زمانہ میں مسرت تھی
 یعنی اُس وقت جبکہ اعلان جنگ کی مدت ختم ہو چکی تھی تاہم ابتداء ہی
 میں کم از کم تین ہزار جنگجو عرب نخلستان اور شہر میں موجود تھے اور اگر
 یہ لوگ باقاعدہ ترکی فوج کے ساتھ عمدہ خندقوں میں پناہ لے لیتے
 تو ان کا صرف گولہ باری سے پسپا کیا جانا بہت دشوار ہوتا اور
 اطالیوں کو خشکی پر قدم رکھنے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔
 قریباً تین بجے رات کے ہم پھر دوبارہ سو گئے بعد ازاں صبح آٹھ بجے
 بیدار ہو کر مزید اچائے پی اور ایک دفعہ پھر مدد اپنے ساتھیوں کے
 سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس وقت کپتان عبدالمدبے کی ڈاڑھی جو تین ہفتہ
 سے آسترے کی نظر نہیں ہوئی تھی۔ منڈھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی
 اور کپتان مذکور اپنی پوری وضع میں بہت خوبصورت معلوم ہو رہا تھا۔
 میں نے اس جنگ میں صرف چند ہی افسروں کے پاس پوری وردی
 دیکھی تھی اس کپتان کے پاس وردی کی موجودگی کی وجہ یہ تھی کہ اس نے
 اپنا اسباب خفیہ طریقے سے سرحد پار بھیج دیا تھا۔ چنانچہ اسی کے ساتھ
 یہ وردی ہی چسلی آئی تھی۔ ایک گندمی رنگ کے خوبصورت وک کپتان
 محمد بے بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ اون کے سر پر ایک ہلکے نیلے
 رنگ کی ٹوپی رکھی ہوئی تھی جسے وہ کسی اطالوی افسر سے چھین لائے
 تھے۔ اون کے پاس ایک مازہ بندوق ہی موجود تھی۔ محمد بے نے مجھے
 بیان کیا کہ اون کا ایک بھائی انگریزی فوج میں نجدت افسری مامور ہے

ہم دو گھنٹے تک وسیع میدانوں میں سفر کرتے رہے اسی اثنائے میں مجھے یہ معلوم ہونے لگا کہ گویا ان میدانوں میں اسفودل کے پھول کھلے ہوئے ہیں اور اقلینر غصہ میں بھرا ہوا ہر آدمی پھر رہا ہے اس زمانہ قدیم کے سلسلہ خیالات نے مجھے یونانیوں کے محبوب درخت آدم کے جھنڈوں کی طرف شروع کئے اور مجھے اس پہلی دھبھولنی ریت میں بالکل سبز قطعات نظر آنے لگے۔ ترکی مرکب کی لاش کے غیبر میں سیدھی جانب خنق بنی غیر تقریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر سنت بنی آدم سے واقع ہے ہم نے یہاں چند نظام فوج کے آدمی اور عربوں کی ایک تعداد موجود دیکھی۔ وہ عمارت جس کے نام سے یہ مقام موسوم کیا جاتا ہے۔ ہمارے واسطے جائے قیام بنی۔ دو پہر کی تیز دھوپ سے بچکر میں نے اس عمارت میں چائے پی۔ اور ایک فوجی ڈاکٹر سے دلچسپ گفتگو کرتا رہا۔ جبکی اثنائے میں ڈاکٹر مذکور سے معلوم ہوا کہ ترکوں اور عربوں میں نزاع کی شکایت پھیلی ہوئی تھی۔ نیز اس بات پر اس نے زور دیا کہ ہر شخص کو جو شہ دیا ہوا پانی پینا چاہیے۔ اس ڈاکٹر نے مجھے مشتاقانہ لہجہ میں دریافت کیا کہ روپے دو دیگر امراض چشم سے محفوظ رہنے کی خاطر میں کس قسم کا عرق استعمال کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ میں نے سلوشن آف کاروئیو سیلی میٹ کا نسخہ بتلادیا اسکا کمپونڈ جو ایک بوڑھا یونانی شخص تھا۔ اس وقت یہیں موجود تھا۔ مجھے یونانی زبان میں دریافت کرنے لگا کہ میرے خیال کے مطابق جنگ کب تک جاری رہے گی۔ یہ سچا رہ جنگ سے بہت پریشان نظر آتا تھا۔ اور اپنے اہل و عیال سے جو شہر طرابلس میں موجود تھے جلد ملنے کا بڑا خواہشمند ہو رہا تھا۔ یہاں ہی مثل اور مقامات کے مختلف اشیاء جو

دشمن سے چھین لی گئی تھیں موجود تھیں جنگ کے بعد ہر قسم کی چیزیں بہت ہی ارزان قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہم نے ایک جوڑی ریس مین کسانہ جینا دیکھی جو صرف پانچ پیا بٹر پر فروخت ہوئی لیکن میں نے کچھ عرصہ بعد وہ دروغ بیانی جو اطالیوں نے سرکاری طور پر شائع کی تھی پڑھی۔ حسین درج تھا۔ کہ ”ابھی تک اطالوی گولہ باری کی کوئی مقدار دشمن کے ہتھے نہیں چڑھی ہے۔ مگر اسکے برخلات میں نے یہاں بنی غیر میں مثل اور مقامات کے عالم بازار میں اطالوی فوجیوں کے باوجود ان کے کارتوس سات پنس صبی اونے قیمت پر اسی عدد فروخت ہوتے دیکھے اور ان کی رائفلیں و قرائنیں فی عدد تین فرانک کی حقیر قیمت پر فروخت ہو رہی تھیں۔ ۲۹۔ ڈسمبر کی جنگ کے بعد اطالوی گولی بات بلا قیمت صرف سوال کرنے پر دستیاب ہو سکتی تھی۔ سپاہیوں کے چوبی بوتل جو آبخوشی کے کام میں لائے جاتے ہیں۔ خمیوں کی میخون آؤنران تھے۔ اور ان کی پینڈیوں میں اطالوی سپاہیوں کے نام کندہ ہونے کے باعث خیال ہوتا تھا کہ یہ بوتل ہی مال غنیمت کا ایک حصہ تھے جس ہونے رنگ کے خیمے میں لپیٹا ہوا تھا اور میں ہی طالعین جروت کی تحریر سابق مالکون کی نشاندہی کرتی تھی ان دنیاوی ساز و سامان کو دیکھ کر ان کے مالکون کے انجام کے متعلق حسرت آمیز خیالات پیدا ہوتے تھے۔

ترکی در دیان جنگ کے موقع پر عجیب مختلف الوضع ہو ا کرتی ہیں۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۹۱۵ء میں بغاوت کریمٹ کے موقع پر سلطان کی فوج کا ساز و سامان کس قسم کا تھا گو یہ صحیح ہے کہ ایک خاص قسم کی طرح اس کا استعمال اس وقت فوج میں عام طور پر رواج پذیر تھا تاہم ردی کا

باقی حصہ عجیب ہی اختلاف رکھتا تھا۔ مثلاً ایک شخص دردی کا پتلا نرنگ کوٹ کے ساتھ زیب تن کے ہوئے ہے لیکن اس وقت لباس کی خرابی بالکل نرگموش کردی جاتی تھی۔ جبکہ بہادر فوج آفتاب غروب ہونے پر پر بڑھ کر تھی اپنے بادشاہ کے لئے جو ان کے حال سے بے پرواہ تھا نعرہ مسرت بلند کیا کرتی تھی۔ کریم کے میدان میں ترکی فوج کی ظاہری طاقت خواہ کبھی ہی خراب کیوں نہ ہو لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ طرابلسی ترکی افواج ان سے بھی زیادہ عجیب منظر پیش کرتی ہیں کیونکہ ان فوجوں میں سپاہ کی تعداد کثیر خالی سرخ اور زین کے ایسے بوٹ پہنے ہوئے تھے جو خشک اور تر مٹی میں بالکل بیٹے ہو گئے تھے۔ ہتھوں کے پاس ہلکے نیلے رنگ کے بادلے تھے۔ لیکن ان سب کپڑے چاک چاک تھے بٹن نادر اور چٹوٹوں کے گلیوں کا کوئی پتہ نہ تھا۔ بعض کے پاس صرف بوٹوں کا تلاء ہی رہ گیا تھا۔ تاہم کوئی شخص تمام دنیا کا سفر کرنے پر بھی ان فرقہ پوش مجبوں سے بہتر کوئی فوج نہیں دیکھ سکتا۔

دنیا کے مختلف حصوں میں مجھے عثمانی فوج سے جتنی زیادہ سابقہ ہوتا جاتا ہے میں اتنا ہی زیادہ اس فوج کا گردیدہ ہوتا جاتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ موجودہ اصلاح پذیر حالات میں دنیا میں چند ہی فوجیں اسکے ہم پلہ ہیں گو فرانسیسی عہدہ جنگجو ہیں تاہم بعض اوقات وہ فتح کی خوشی میں آپے سے باہر اور ناکامیابی کی حالت میں بری طرح جی چھوڑ بیٹھتے ہیں لیکن ترک ان دونوں انتہائی حالتوں میں خیر الامور و سطحا کے مصداق ہیں کیونکہ یہ لوگ عسکر سے پاک ہو کر تھے ہیں اور موجودہ جنگ میں تو ترکی باقاعدہ سپاہ انداز میں نے یحسان اپنے کثیر التعداد دشمن کے مقابلہ میں شجاعت و بہالت کے وہ

جو ہر دکھائے ہیں کہ دنیا کو ان پرشل سے اچھا۔ ایسا نہیں ہے۔ اس سے فوج سے
 یہ خصوصیت ہی ثابت ہے کہ وہ ہر ایک چھوٹی بڑی ہر میت قابلِ شہرہ و
 سے برداشت کیا کرتی ہے۔ جنرل پوری کی پندرہ ہزار فوج اپنے ایک سپاہی
 پر موجود دیکھ کر ترکوں کی تسلیں القاد فوج نے عین زارہ سے بہت جاننے
 میں مصلحت دیکھی۔ چنانچہ یہ فوج عین زارہ سے نہایت بے پرواہی
 ساتھ روانہ ہوئی اور بظاہر اسے اس خطرہ سے کوئی ہراس محسوس نہیں
 ہوتا تھا کہ دشمن کا اپنے رسالہ سے اُسپر حملہ کر دینا داخل امکان تھا۔ غالباً
 اس وقت تک ترکی فوج کو اطالوی افواج کی جرأت کا پورا اندازہ ہو گیا تھا۔
 اور وہ خوب سمجھنے لگی تھی۔ کہ جنگ کے بازار میں عموماً ادن کے دشمن کی قیمت
 ہو کر تھی۔ ترکی فوج کی بہترین خویون میں ایک یہ بات ہی شامل ہے
 کہ تمام افسروں اور سپاہ میں خوب اتحاد موجود ہے فوج کی تربیت
 قابلِ تعریف ہے اور گو غیر مناسب جانب دارانہ برتاؤ کا میں نے کوئی
 نشان ہی نہیں دیکھا ہے۔ تاہم افسر اور سپاہی آپس میں سچی محبت
 کے رشتے میں منسلک اور باہم ایک دوسرے کی عزت کیا کرتے ہیں۔ رسالہ
 ایک دو کالاف نامہ نگار جس نے اپنا مصنوعی نام کسی تحریر کیا ہے
 ترکی فوج کی مدح و ثنا مندرجہ ذیل فرزانہ جملوں میں اس طرح کرتا ہے
 "وہ ترک جس امر کے خواہشمند ہیں وہ صرف یہ ہے کہ اٹلی اپنی فوج ایسا
 کو چک یا مقدونیہ میں خشکی پر اتار دے تاکہ اٹلی کی ہر میت کے باعث
 ترکوں کو تادان جنگ حاصل ہو جائے،"

افسروں کی مدیوں میں بھی ایسا ہی اختلاف تھا جیسا کہ
 سپاہیوں کے متعلق بیان کیا جا چکا ہے۔ بعض افسر جونیونس وغیرہ کے

شکل اور زیادہ طولانی راستوں سے اعلان جنگ کے بعد داخل ہوئے
 تھے۔ معمولی سولین کپڑے پہنے ہوئے تھے چنانچہ انہی میں سے ایک
 دلچسپ انسر جو بنی غشیرین تھینا تھا اور پچھویر ہمارا ہمسفر رہا تھا سولین
 بیٹی باندھے ہوئے اور ایک ایسا سیاہ بوٹ پہن رہا تھا جہاں بجائے
 قسموں کے برابر کام دیتا تھا۔ خود کمانڈنٹ صاحب کے ہاتھ میں ایک
 نفاذ چرنی بیگ موجود تھا یہ ایک خوشنما خصوصیت غیر یورپین
 زندگی میں عام طور سے پائی جاتی ہے۔ خصوصاً موجود حالات میں
 تو اس سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا تھا گو جنگ کا باضابطہ اعلان اور اس کے
 چوبیس گھنٹے کی میعاد کی اطلاع ترکی حکامان طرابلس کو اسی کو نصل نے
 دیدی تھی۔ تاہم قسطنطنیہ سے احکام آتے بغیر کوئی کارروائی
 نہیں کی جاسکتی تھی۔ اور یہ احکام شہر طرابلس میں صرف چھ گھنٹے پیشتر
 گولہ باری سے موصول ہوئے۔ پس ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ کس قدر
 پریشانی اور شبہی ان چھ گھنٹوں میں واقع ہوئی ہوگی۔ میدانی توپوں کے
 لیے گھوڑے مہیا کرنا بار برداری کھیلے اونٹ اور خچر دن کا جمع کرنا امداد
 کا انتظام اور گولہ بازوں کا لاؤنا علاوہ اذین اور چھوٹے چھوٹے ہزاروں کام
 جو ایک چھوٹی سے چھوٹی فوج کے بھی جمع کرنے اور اسے کسی محفوظ مقام
 پر پہنچا دینے میں پیش آتے ہیں۔ نشات بے کی دقتوں کا باعث ہوئے
 تھے ان تمام امور پر سوچ و بچار و نیز عمل درآمد صرف تین سو ساٹھ منٹوں
 میں کرنا تھا۔ نشات بے اور اسکے اسٹاف نے یہ عظیم الشان قابلیت و ذمائی
 ظاہر کی کہ اپنی زیر کمان ساری فوج کو براستثنائے چند توپچیوں کے
 جو بغرض ہو کا وہی قلعہ سطاہ و حمید یہ میں تقریباً ناکارہ توپخانے کے ساتھ

چھوڑوئے گئے تھے بڑی کامیابی سے اُس عظیم پریشانی سے بچا لیا۔
 جو شہر میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس قابل یادگار موقع کی شام کو وقت اس بات کی
 فرصت نہیں تھی۔ کہ دوستوں اور شہر داروں کو الوداع کہی جاسکے
 ایک فوجی ڈاکٹر نے جس نے کہ ایک کیتھولک لیڈی سے شادی کر لی تھی
 مجھے بیان کیا کہ وہ پریشانی کی حالت میں اپنے مکان کو دوڑا گیا ہے اُسے
 بالکل خالی پایا دینیریہ کہ حلو کے شہر سے اس وقت تک اُسے بالکل نہیں
 معلوم تھا کہ اسکی بیوی اور چھ بچوں کا کیا انجام ہوا۔ الغرض شہر طرہیں
 کی ساری فوج آہستہ خرامی سے نوح غرغیش کی جانب روانہ ہو گئی
 اور چند دن بعد ہی عین زارہ۔ کے خطوط پھیل گئی۔ ہمیں اپنے زمانہ
 قیام میں ترکی فوج سے دشمن کی سرچ لاسٹ جو سمندر کے قریب بارہ
 میل فاصلہ پر واقع تھی۔ صاف نظر آیا کرتی تھی اور اس سے تمام
 کھجور کے درخت اور ریتیلے ٹیلے منور دکھائی دیتے تھے مشرقی جانب سے
 ہماری توپوں کے چلنے کی آواز ہمارے کانوں میں اُن جنگی جہازوں سے
 پہنچا کرتی تھی جو سمندر کے ساحل پر ننگر انداز تھے۔ اور گو یہ چھوٹا سا
 قصبہ باشندوں سے بالکل خالی ہو رہا تھا۔ تاہم ملح اپنے تئیں
 گولے متواتر اینٹ اور مٹی پر ضائع کرتے رہے۔

بنی غنیمت سے عزیزیہ واپس آ گئے ہم نے اس عرصہ میں ترکی بیج
 لائنوں کے صرف مرکزی حصوں کو دیکھا تھا۔ حالانکہ یہ خطوط مدافعت
 سات میل طویل تھے۔ عربی اور ترکی دستے داہنے اور بائیں دونوں جانب
 تمام فاصلے پر قابض تھے اور اطالیوں کے اطراف ہلالی شکل میں پھیلے
 ہوئے تھے ان کی چوکیاں ایک اندر دنی حلقے کی شکل میں تقریباً چار میل

سمندر کی جانب پھیلی ہوئی یقین متخاصمین کے عمل اور اصول میں جو ایک دوسرے
 کے مقابلہ میں نہ رکش ہو رہے ہیں۔ کس قدر عجیب اختلاف موجود تھا۔
 یہاں ایک ایسی حملہ آور فوج موجود تھی جس کے ذرائع آمد و رفت غیر منقطع تھے
 اور جس کے پاس گولے بارود کے لاتعداد ذخیرے اور توپخانے بڑی کثرت
 سے موجود تھے۔ اور کثرت تعداد کی یہ حالت تھی کہ صرف شہر طرابلس
 میں شہر نزار ایسی سپاہ موجود تھی کہ جبکی مدد کے لئے اتواپ سپر لارٹ
 اور مضبوط بحری بیڑہ ہر وقت موجود رہا کرتے تھے لیکن باہمیہ ساز
 و سامان یہہ اصولی حملہ آور اپنی عمیق خندقوں میں حفاظت کے لئے
 تار کا جال بھیلانے پڑے ہوئے تھے۔ اور پیش قدمی خواہ پسند
 دہ کرتے تھے۔ یا اپنے آپ کو اس کام کے قابل نہ پاتے تھے۔ برضلاف
 ان کے ان سے صرف چند میل کے فاصلہ پر مدافعت کنندہ موجود تھے
 جبکی تعداد گوتسیل تھی تاہم اطالوی فوج کو پوری حقارت سے دیکھا
 کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنے واسطے خندقین کھودنے کی ذرا ہی کوشش
 نہ کرتے تھے بلکہ ایک ایسے موقع کے منتظر تھے جسے اللہ تعالیٰ جلد
 یا بدیر ان کے لئے پیدا کریگا۔ مجھے اپنے تمام جنگی تجربات میں ایسا
 شاندار اندہ اخلاقی اثر کبھی دیکھنا میسر نہیں ہوا ہے جیسا کہ ان چھوٹی
 چھوٹی ترکی بٹالینوں میں پایا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں
 کا اعتماد بالذات پوری معقول وجوہات پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ ترکی انفرن
 میں شیخی اور غرور کا پتہ بھی نہیں ہے اور نہ انہوں نے کبھی احقائد یا
 نامعقول وعادے پیش کیے ہیں بلکہ کشادہ دلی سے اطالوی فوجوں
 کی ذاتی بہادری کے معترف ہیں جو اپنے سپاہیوں سے آگے

ہو کر بے دھڑک طریقے سے خود کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ اگر اس امر کے
 متعلق کسی شخص کو ترکی شہادت درکار ہو تو اسے اموات کے نقتے پر نظر ڈال کر
 جے ترکی افسروں نے شائع کیا ہو۔ اطالوی افسروں کی نقصانات کی بڑی تعداد
 دیکھنی چاہیے۔ جو نسبتاً سپاہیوں کے مقابلہ میں بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔
 میں نے بار بار ایسے ترکی تن کیشن اور گمشدن یا قتلہ افسروں کے پر مدح و ثنا
 بیانات سنے ہیں۔ جنہیں اطالیوں کے قریب ہو کر جدال و قتال کے مواقع
 میسر آچکے تھے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں روڈین فوج کے ایک سارجنٹ میجر
 نے مجھے اپنا مندرجہ ذیل تجربہ بیان کیا "ایک موقع پر ہم صرف پندرہ رہی
 آدمی موجود تھے۔ کہ ہم سے فاصلہ پر ہمارے مقابلہ میں ایک پوری اطالوی
 بٹالین آموجد ہوئی۔ اور جب ہمارے سارے کار توں ختم ہو گئے ہم نے
 اس وقت اپنے سامنے تین میٹر کے فاصلہ پر کار توں کا ایک بند کس پڑا
 ہوا دیکھا چنانچہ ہمارا ایک آدمی کو دکر کس لینے کو لپکا۔ بیچارہ آدھے راستے
 پر بھی نہ پہنچا تھا کہ ایک گولی اوسکا پیچھے چیرتی ہوئی پار ہو گئی وہ گر پڑا لیکن
 ہمت کر کے پھر کھڑا ہو گیا۔ مگر دوبارہ پھر گر پڑا۔ میں نے یہ حالت دیکھ کر حکم دیا
 کہ سنگین چڑھا کر حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ ہم سب نعرے لگاتے ہوئے اپنی
 گھات سے نکلے۔ اطالیوں نے یہ حالت دیکھ کر۔ خندقوں اور دھنچوں کی
 جانب دھم دبا کر فوراً ہی واپسی اختیار کی وہ زخمی شہید نہیں ہوا بلکہ تندرست
 اور فی الحال عزیز یہ میں موجود ہے۔" تمام ترک متفقہ اعلان کرتے ہیں کہ اطالوی
 افسر اپنی سپاہ کو گولہ کی ضرب اور پستول کی گولیوں سے مرعوب کر کے آگے
 کی جانب بڑھایا کرتے ہیں۔ کپتان محمد بے کا مندرجہ ذیل بیان ملاحظہ طلب
 ہے۔ "ہم نے ایک مرتبہ ایک اطالوی دستہ اپنی جانب آتا دیکھا اسی اثنا میں

میری سپاہ نے چلا کر کہا۔ کپتان صاحب دیکھئے اطالوی ابھی ہمارے اور زیادہ قریب آئیگے۔ کیونکہ اون کا افسر ہاتھ میں ریوالتور لئے انہیں دھمکا رہا ہے۔ عبدالعزیز نے جو ترکی تو پہچانے کے ایک افسر ہیں مجھے بیان کیا کہ ایک مرتبہ انہوں نے ایک اطالوی صف سپیل پلیٹن کی اپنی فیر کتدہ جماعت کے مقابلہ میں جو صرف چند نظام اور عربوں پر مشتمل تھی بائیں ہیٹ دیکھی تھی کہ دو اطالوی افسر جو اپنی سپاہ کے آگے تلوار اور پستول سے انہیں ڈرا رہے تھے۔ لیکن دھمکی کا اون پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ اسی اشار میں ایک عرب کی گولی سے ان دو افسروں میں سے ایک افسر زخم کھا کر زمین پر گر پڑا یہ حالت دیکھ کر ساری سپاہ دم و بار بھاگ نکلی۔ ترکوں سے زیادہ عرب لوگ شاہ اٹلی کی فوج کو بظفر حقات و ذلت دیکھا کرتے ہیں اور عرب بعض اوقات ریتیلے ٹیلوں سے منکھڑاؤ دشمن کی خندقوں پر بڑی حقارت سے حملہ کرتے ہیں۔ جو باوجود کثرت تعداد میدان میں منکھڑاؤ صرف پیکار ہونے کی جرات نہیں رکھتا ہے۔ چنانچہ ایسی حالت میں اون لوگوں کو مبالغہ کی اجازت دینی چاہیئے جو اپنے ملک کے حملہ آوردن پر بہ شدت غضبناک ہو رہے ہیں لیکن جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ترک شیخی اور غزور سے بالکل پاک ہیں۔ پس ایک غیر جانب دار نقاد کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ ابھی تک جنگ کی رفتار نے اطالوی فوج کے متعلق خواہ کچھ شیت فوجی جو اندر دی یا قابلیت کے بہت کم اعتماد حاصل کیا ہے۔ حقیقت میں قدیم رومیوں کے جنگجوئے صفات نے اون کے دشمن کو تواریخ حال میں کہی بھی قابل امتیاز نہیں ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ فوج اٹلی کی دہجیان تقریباً ہر ایک جنگ میں اڑائی گئی ہیں فرانسیسی۔ آسٹروی اور اہل حبش انکی خوب درگت بنا چکے ہیں اور فی الحال

نہی مجنوں عربوں کے ہاتھوں جو تعداد میں برابر ترقی پذیر ہیں انہی کی فتح کئی
کا موقع آن پہنچا ہے۔ اس عجیب و غریب جنگ کی مفصل اور صحیح تواریخ لکھ
جانے کے بعد دنیا پر وہ تحیر کن فرق ظاہر ہو گا۔ جو متخاصمین کی فوجی صفات
سے وابستہ ہے۔

ان بیا بانوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچنے میں کتنا وسیع فاصلہ
طے کرنا ہوتا ہے؟ ہم چار آدمیوں کی پارٹی اکثر انخاص سے کئی کئی مرتبہ
ہاتھ ملا کر الوداع کہتے ہوئی خندق بنی غشیر سے عزیزیہ روانہ ہو گئی۔ ترکی
افسروں نے فاصلہ کا غلط اندازہ کیا تھا جو بعد ازاں معلوم ہوا کہ ٹھیک پندرہ
میل تھا۔ سفر کرتے ہوئے دو گھنٹے گزر گئے۔ لیکن جیل زاویہ کا کہین نشان
بھی نہ دکھائی دیتا تھا۔ آفتاب اپنے تمام سرخ و سنہری شاد رنگ اپنے
ساتھ لیے ہوئے پہاڑوں کے پیچھے جا چپا تھا اور شام کی سردی اس قدر بڑھ
گئی تھی کہ میں کپتان شلہم کا آؤ کوٹ لینے سے انکار نہ کر سکا جو ادھنوں نے خود
ہی مجھے اس وقت پہننے کے لیے دیا تھا۔ ہمارا ہنا پولس کا سپاہی ہمارے آگے
آگے بلا ٹھکنے سفر کر رہا تھا۔ حالانکہ جس راستے پر سے ہم گزر رہے تھے اس کے
نشانات ذرا بھی نمایاں نہ تھے۔ سڑا ہے چہ نبجے کے قریب بہت سے کتون
سکبے ہوئے تھے۔ قریب آبادی کا اطمینان حاصل ہوا۔ چنانچہ تھوڑی ہی
دیر بعد ہمیں کمیپ کی روشنی نظر آنے لگی۔ جس کے باعث کھانے اور سونے
کے اہتمام کی امیدوں نے ہمیں بہت کچھ مسرت بخشیں۔ ہمارے کمیپ
کی سرحدیں ڈسمبر میں متواتر بڑھ رہی تھیں۔ کیونکہ عربی ملکین تقریباً
دو لاکھ سو پانچا کر تھی تھیں۔ طبل جنگ کی آواز دور سے سنائی دے جانے
کے بعد ایک جماعت تدریجاً ریتیلے ادبچے اور پٹھے میدانوں میں بڑھتی

نظر اور سر سجاد سون کسٹھ بلندہ اُڑانی سے گفتگو کرتے ہوئے بغیر معقول صف بندی کے چار چار آدمیوں کی ایک ایک جماعت بنائے ہوئے پیش قدمی کرتے ہوئے دیکھائی دیا کرتے تھے۔ ان مکھوں کے اگلے کنارے پر عموماً دو خاموش ترکی سپاہی جو انہیں قواعد سکھایا کرتے تھے موجود ہوا کرتے تھے۔ اور ان کے شیعہ شاندار گھوڑوں پر سوار ہلالی پرچم جیسے قرآن شریف کی آیات تحریر ہوا کرتی تھیں۔ انھوں میں لئے ہوئے آگے آگے چلا کرتے تھے۔ استقبال کی گرم چٹانوں میں مڑوں اور عورتوں کی برسرست صداؤں کی اٹھار میں وارد ہو کر۔ یہ نووارد کھینچے اطران ایک چکر لگا کر کوئی جگہ اپنے قیام کے لئے پسند کر لیا کرتے تھے۔ اور ایک باغ کی کیاریوں کے مانند حین رنگ برنگ کے پھول موجود ہوں۔ اقامت پذیر ہو جایا کرتے تھے۔ یہ لکھن عام طور پر طبیعو اور دور دراز فیضان سے دستیاب ہوا کرتی تھیں۔ علاوہ ان کے مشرق۔ جنوب اور مغرب کے قریبی حصوں میں سے ہی برابر لکھیں پہنچ رہی تھیں۔ فیضانوں کو چھائی نسل دن اس بیابانی سفر کے نذر کرنا ہوتے تھے علاوہ ان میں صحرائے غضبناک قتل و کشت کا دسمدم انتظار تھا۔ لیکن شام کے وقت پانچ سو اونٹوں کا کاروان جو خرما سے لدا ہوا تھا وارد ہوا۔ یہ تحفہ بعض قبائل کے آدمیوں نے اندرون ملک سے بھیجا تھا۔

۱۰۔ دسمبر کو ایک افسر میرے خیمہ میں آیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا کہ عرب لوگ ایک اپیل انگلستان بھیجنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ جہن انہوں نے بیان کیا ہے کہ ہم اٹلی کی اطاعت کسی قبول نہ کر سکیں اور نہ اسے کسی اپنے ملک پر قبضہ پانے دیں گے۔ لیکن ہم لوگ انگریزوں کی مصریہ حکومت کے خواہشمند ہیں۔ میں نے جو ایشورہ دیا کہ اپیل میں اس بات پر زور دیا جاوے کہ انگلستان

کروڑوں وفادار مسلمان رعایا پر حکمران اور ان کے مذہبی معتقدات یا فرائض
 میں پوری رواداری گوارا کرتا ہے۔ اور یہی خصوصیت اپنے تمام متکلم
 مذاہب رعایا کو عنایت کر رکھی ہے۔ اسی سلسلہ گفتگو میں میرے ملاقاتی نے
 بیان کیا کہ عرب یہ دونوں نکات اپنے اپیل میں شامل کر چکے ہیں مجھے یہ
 معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ یہ غریب آدمی جو طرابلس کے بیابانوں میں زندگی
 بسر کرتے ہیں۔ علاوہ مذہبی آزادی کی برکتوں کے اس کا آمد ترقی سے
 بھی واقف ہیں۔ جو مصر میں ہماری زیر نگرانی عمل میں آئی۔ ہے۔ بن نے اپنا
 چھوٹا سا سبز خیمہ حسین بی رات کی وقت سویا کرتا تھا۔ اور میں دن کے وقت
 اٹھ کر آیا کرتا تھا۔ میدان میں نصب کیا۔ یہ خیمہ استدر کمر و قسم کا تھا کہ اگر
 ہم نے اس کے پہلوؤں میں میخیں جڑ نہ دی ہوتیں تو صاف ہوا میں اڑ جاتا۔
 ہماری زندگی یہاں بڑی خوش گذارن تھی۔ چوٹے چوٹے بچے اور بوڑھی
 لدا اگر عورتیں اور فاقہ کش کتے ہمارے آس پاس موجود رہا کرتے تھے۔
 ترک اور ہم لوگ ان کتوں کو خوراک دیا کرتے تھے۔ لیکن عرب لوگ معمولاً بچائے
 خوراک کے ان بچاروں پر پتھر پھینکا کرتے تھے۔ میں نے متعجب ہو کر خیال
 کیا کہ آیا ہمارے پیغمبر نے انہیں عاجز کتوں کے متعلق جو ایشیائی کوچک
 میں بکشت پائے جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل سوال کیا تھا۔ وہ کیا روٹی مانگتے
 پر پتھر دیا جا دیگا؟ ہر ایک باپ کو ہایت کی جاتی ہے کہ کتوں سے اپنی اولاد
 جیسا برتاؤ کرے۔ لیکن اس جن سلوک کے بجائے روٹی مانگنے پر انہیں
 پتھر مارے جاتے ہیں۔ گو مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ آیا کلام پاک کی تفسیر
 صحیح اور کچھ وقت بھی رکھتی ہے؟ تاہم میں صرف ضمناً نقل کرتا ہوں۔

۱۵۔ دسمبر کو بعض علامات سے ظاہر ہوتا تھا کہ عنقریب ترکوں کی جانب سے

کوئی حملہ آور نہ حرکت عمل میں آئیگی۔ کیونکہ وہ تین ہزار عرب جو عزیزیہ میں جمع تھے خفیہ اور عجیب طریقوں سے غائب ہونے شروع ہو گئے۔ جبکہ متعلق قیاس چاہتا ہے کہ غالباً یہ لوگ دشمن کی ٹوہ میں روانہ ہو کر تے تھے کیونکہ رات کے وقت معمول کے مطابق کمپ میں برابر روشنی ہو کر تھی اور آدمیوں اور اونٹوں کی کثرت بدستور پائی جاتی تھی۔ لیکن صبح ہوتے ہی میدان صاف نظر آتا تھا۔ عرب اور اون کے جانوروں کا کہیں پتہ نہیں لگتا تھا۔ چنانچہ تجارت میں کساد بازاری پیدا ہونے لگی اور گاہک جیسے جیسے غائب ہونے لگے ویسے ویسے دوکاندار بھی اپنا اسباب باندھ کر خریداروں کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ دنیا کی جنگ جو اقوام میں عرب سب سے زیادہ چست و چالاک قوم ہے چنانچہ ایک عرب اپنے کندھے سے بندوق لٹکائے اور کارتوس جبہ میں چسپا ہوئے تھوڑی سی جھکی روٹی چند کھجوروں اور ذرا سے پانی پر باطمینان تمام زندگی بسر کر سکتا ہے اور بغیر ظاہری تھکان کے اس قدر طولانی سفر پیدل طے کر سکتا ہے کہ کوئی شکل سے باور کرے گا۔

۱۷۔ تاریخ کو دن کے دس بجے سرکاری طور پر عزیزیہ میں جبرس پہونچی کہ اطالیوں نے اپنی جانب میسرہ پیش قدمی شروع کی ہے اور اون کی ایک بڑی فوج جہین پیدل اور رسالہ دونوں شامل ہیں مسہ تو پنچانہ کے شہر طرابلس کے جنوب و مغرب میں حرکت کر رہی ہے۔ اس خبر پہونچتے ہی تمام افسر اور انجن ہلال احمر کی پوری پارٹی باسٹینا لطفی بے فوراً روانہ ہو گئے۔ کمپ میں مذکورہ بالا رپورٹ پہونچنے کے وقت میں خود موجود نہ تھا۔ لیکن شلیم اور اوسلر فوراً اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر جو اونہیں اپنی خوش قسمتی سے پہلے ہی سے دستیاب تھے۔ روانہ ہو گئے۔

میرے کانوں میں دور سے میری ٹوہون کے چلنے کی آواز پہنچی تھی۔ چنانچہ میں
 اور بی تھوڑی دیر تک ایک لکڑی والے تلاش کرتے رہے۔ جبکی دستیابی
 پر اپنا اسباب جانور پر لاد کے خود بنی آدم کی جانب پیدل سفر شروع کیا۔ گو
 میں ایک مرتبہ پہلے بنی آدم کے راستہ سے واقف ہو چکا تھا۔ تاہم ہوت
 پیدل سفر کے خاطر اکیڈوسرا ہی راستہ اختیار کیا جس میں جا بجا اونچے نیچے
 ٹیلے موجود تھے اور کل سفر سو لے میل کا تھا۔ ہم چار گھنٹہ میں یہ فاصلہ طے کر کے
 قریمین بے رختستان جا پہنچے۔ یہ مقام جہین ایک مرتبہ پہلے بھی میرا گزر ہو چکا
 تھا۔ نسبت اپنی سابقہ حالت کے کچھ اور ہی دکھائی دیتا تھا۔ وہ چوٹا سا قلعہ بن
 گذشتہ اثنار قیام میں میں نے صرف چند پیدل اور اڑتیوں رسالے کے دو
 اسکو اڈرن خیمہ زن کچھ تھے فی الحال تین ہزار عربوں کی چیل سپل سے محصور ہو رہا تھا
 جنہیں سے دو جنگجو یون نے کیپکے باہر مئی اور مجھ سے مشتاقانہ وار دریافت
 کیا کہ ہم کون تھے۔ اور کہاں سے وارد ہوئے تھے۔ جواباً اپنے ملک کا
 نام بتلانے پر انہوں نے فوراً ہی ہمارا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اور
 داخلہ کیپک کی اجازت دیدی۔ ہم تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ فتنی بے
 لگے۔ جہین یہ معلوم ہو کر تعجب ہوا کہ ہم نے عزیزیہ سے بنی آدم تک پیدل سفر
 کیا تھا۔ صاحب موصوف نے ہمارے خیمہ کے لئے جگہ تجویز کی جسے چند کی
 سپاہیوں نے براہ مہربانی مددیکر جلد ہی نصب کر دیا۔ بعد ازاں ہم ناشتہ
 کھانے بیٹھ گئے۔ جہین نارنگیان اور قوہ بھی موجود تھا۔ دورانِ طعام میں ہم
 کی دو سپاہی ہمیں کھانے کے لئے مدعو کرنے آئے۔ میں اس ملنا زعفر کے پاس
 خود گیا اور اس سے کہا کہ اس تکلیف کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ تاہم اس نے
 براہ مہربانی ایک کشتی میں چاؤل۔ مرغ کے کباب اور تازہ روٹی ہمارے لئے

بھیجی۔ چونکہ ہم پیدل سفر کے باعث بہت تھکے ہوئے تھے۔ لہذا جلدی
بستروں پر لیٹ گئے۔ لیکن کیچکے شور و غل کی وجہ سے نیند آنی مشکل ہو گئی تھی
بعض اوقات یہ سمجھنا مشکل ہے کہ عرب لوگ کس وقت سو یا کرتے ہیں کیونکہ
یہ پہلے مانس ساری رات چھوٹے اور بڑے گروہ بنائے ہوئے گت تپتے
ہوئے۔ کہا نیان بنا کرتے ہیں۔ عرب بڑے داستان گو ہوتے ہیں۔
یا تو کہانیان کہا اور سنا کرتے ہیں یا انہیں سے ایک شخص تسران شریف
کی آیات قرأت سے پڑھا کرتا ہے یا یہ لوگ باری باری حمد یہ گیت جورات
کی خاموشی میں بہت پہلے معلوم ہوا کرتے ہیں۔ گایا کرتے ہیں۔ میرے خیال
میں موسیقی کا یہ سادہ اور بے شک طریقہ زمانہ قدیم کے چرچ کی راگ لگنی
کی بنیاد پر قائم ہے۔

دوسرے دن تمام سپاہ اس محلہ میں مصروف رہی جسے اطالوی لوگ
جنگ بیرطبروس کے نام سے مشہور کرتے ہیں۔ اور جبکا ذکر کسی دوسرے
باب میں کیا گیا ہے۔ اس جنگ کے بعد میں اور بی دور سالوں کی گھوڑ و پیہ
سوار ہو کر جو نیم بے ہمین دئے تھے ایک دفعہ اور عزیز یہ واپس آئے
اس مرتبہ ہم نے بیس میل سفر صرف ڈھائی گھنٹہ میں طے کیا تھا۔ ہمارے
اسباب کے اونٹ دوسرے دن صبح کے ۹ بجے تک واپس نہیں آئے
پس میں نے رات بہت بری طرح گزاری۔ دوسرے دن شتر بان سے کہا
کہ وہ رات کے وقت خوف کی وجہ سے واپس نہ ہو سکا تھا۔ گو ہمارے
پاس خوراک کی کوئی کمی نہ تھی لیکن رات کے سخت سردی سے ہمیں خوراک
کے طرح بچا سکتی تھی۔ اگرچہ اسلئے اپنا ادور کوٹ مجھے ویدیا تھا
تاہم میرا جسم اس قدر سرد ہو رہا تھا کہ نیند آنی بالکل محال تھی۔ خدا خدا کر کے

سورج طلوع ہوا چنانچہ اوسکی تنازات اور قہوہ کی حرارت نے مجھے بڑی سرت
 بخشی۔ اسکے کچھ دیر بعد ہمارا اسباب حین ایک عجیب شکل کا خرگوش بندھا
 ہوا تھا پوچھا۔ خرگوش میں نے سنت بنی آدم میں ایک نسل انک میت پر
 خرید کر بچہ خوا لے کر دیا تھا۔ جس نے بجائے ذبح کروانے کے
 معمولی انگریزی طریقہ کے بموجب سر پر لکڑی مار کر اوسے مار ڈالا تھا۔ جی کی اس
 کارروائی نے عربوں اور ترکوں میں جنکا وہ چھوٹا مجمع ہمارے طریقہ ذبح معلوم
 کر نیکے شوق میں جمع ہو گیا تھا ایک عجیب تحریک پیدا کر دی تھی جنکا نتیجہ یہ ہوا
 کہ باوجود جی کی تمام خوشامد اور ہر رے کے کسی سورجے خرگوش کی کھال اوتارنا
 بلکہ اوسے ہاتھ لگانا ہی منظور نہ کیا۔ میرا ارادہ اس جانور کو گاجر اور پیاز میں دم
 پخت پکانے کا تھا۔ لیکن وقت اب پیش آئی کہ جی کو بڑھنے میں بھرا ہوا تھا۔
 کیں طرح سمجھایا جاتا کہ مسلمان کیوں اس غصہ و خیر سے اس قدر نفرت
 کرتے ہیں۔ آخر کار جی نے ہوشیاری سے خرگوش کی کھال اوتار لی بغیر ذبح
 سے ترک یا عرب یا یہودی سخت نفرت رکھتے ہیں۔ ایسے مردہ جانوروں
 سے جلے جسم سے خون نہ بہایا گیا ہو قدیم ذابہ اور انسانوں کا نفرت رکھنا
 ایک قسم کی خصوصیت ہے۔ چنانچہ حدیث میں اس قسم کے کھانا کی ممانعت
 ہے۔ کیونکہ ”خون زندگی ہوا کرتا ہے“ بعض مفسرون نے قیاس سے کام
 لیکر اوس رواج سے منسوب کیا ہے جو زندہ جانوروں کے گوشت سے
 پارچہ کاٹ لینے کی علم اجازت دیتا تھا۔ بروہس کا بیان ہے کہ یہ رواج حبشیوں
 سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اگرچہ اس بیان کا ایک وقت میں بطلان کیا گیا تھا
 تاہم بعد میں اسکی صحت تسلیم کر لی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ غیر ذبیحہ کی ممانعت
 اس پرانے خیال کی بنا پر قائم ہے کہ خون دراصل زندگی کا دوسرا نام ہے

چنانچہ ایسا ہی خیال متعدد مرتبہ مقدس رگوں میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً "میرے خون میں کیا فائدہ ہے جبکہ میں تپہ میں جان بولا ہوں؟" اس عجیب و غریب عقیدہ کا مخزن اوڈیسی کی گیارہویں کتاب ہے۔ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ زمین بیان کیا گیا ہے کہ اوڈیسی مناسب وقت پر اس وقت پا کر عام طور سے نزدیک کھائی دینے والی دنیا کے نزدیک پہنچ جاتا ہے۔ اور ایسے مردوں کی رو میں جو کسی زمانہ میں بہت قوی تھے۔ کمزور ہو کر اسکے قریب پہنچ جاتے ہیں اور انہیں خون کا نام نشان بھی نہیں پایا جاتا۔ چنانچہ اوڈیسی اس ایک ہرن کے سیاہ خون سے ایک خندق بھر دیتا ہے۔ اور تمام رو میں اس خون سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے جمع ہو جاتی ہیں۔ اس موقع پر اوڈیسی ہی میں خوف زدہ ہو کر ان اعلان کو اپنی تلوار کے ذریعے خندق سے دور کرتا ہے۔ اور انہیں سے صرف چند کوا جازت دیتا ہے کہ خون پیکر قوت حاصل کریں۔ غالباً یہاں ہمارے بیابانی باد چھانہ میں بھی استسہم کے خیالات پہلے ہو رہے تھے کہ خرگوش کا لہو نہ بننے کے باعث اس کی جان مردہ جسم میں موجود تھی پس اس کا جسم قابل نفرت اور تل پر ہنر بلکہ بالکل ممنوع تھا۔

میرا خیمہ اس قدر تنہا جگہ میں نصب تھا کہ ایک سنتری کی تعیناتی ضروری خیال کر کے عمل میں لائی گئی۔ فوجی حکام صرف معمولی اونٹنوں کی چوریوں کے خیال سے خوف زدہ نہیں ہو رہے تھے بلکہ انہیں نے اپنے تمام اشیاء قیام طرابلس میں اس خیال سے مرغوب پایا کہ سب سے زیادہ جاہل اور زیادہ مستعجب عربوں کے ہاتھوں کوئی احمقانہ غلطیاں سرزد نہ ہو جائیں۔ چنانچہ بچے زوارہ پہنچے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میرا عمدہ دوست کپتان جسٹس کی ایک دن تین طرح بوشش لئے ہوئے اپنے ساتھ میرے پاس آیا اور باصرار

درخواست کی کہ ہم ان ٹوپیوں کو ضرور پہنیں کیونکہ ہٹ قسم کی ہر ایک ٹوپی حسدیت سے اطالوی علامت سمجھی جاتی تھی۔ جرمن ڈاکٹر کو جو ہتھیار چوکنار ہا کرتا تھا۔ شوشہ سے نڈارہ تک سفر کی اثنائین دو مرتبہ مسلح عربوں کے ہاتھوں خطرہ پیش آیا تھا حقیقت یہ ہے کہ اطالوی افواج میں دہوپ کی سفید ہٹ کے رواج کے باعث اس ٹوپی کا استعمال ہر ایک یورپین کے لیے جسکے ساتھ ترک یا عرب موجود نہوں پر خطر لگے اس بدرتہ کی موجودگی میں بھی خطرہ کا کچھ زیادہ دفعیہ نہیں کر سکتی ہے۔ نظر براین حالات میں طربوش جو سلطانی فوج کی وردی کا ایک حصہ ہے فخر کے ساتھ استعمال کرنی شروع کر دی۔ اس ٹوپی کے سوراخ جو ہوا کی آمد و رفت کا ذریعہ ہوتے ہیں عمدہ موسم کی حالت میں سکر آرام کا باعث ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں دہوپ اور گرمی میں اس ٹوپی پر ایک خشک یا تر تولیہ جو بہ نسبت خشک کے زیادہ آرام دہ ثابت ہو کر تاہے اوڑھ لینا سر کی پوری حفاظت کر سکتا ہے۔

اطالیوں کی جانب سے بہت سے یہودہ بیانات عربوں پر نکتہ چینی اور ان کی عیب جوئی و نیز ترکوں اور عربوں کی باہمی دشمنی کے متعلق شائع ہو چکے ہیں ان دروغ بات مخرمون میں نامہ نگار اخبار نیویارک ہیرالڈ تمام اور نامہ نگاروں سے بڑھا چڑھا ہے۔ جسے اطالیوں کے خوش کہنے کا بڑا پختہ خط و دست گیر معلوم ہوتا ہے۔ اطالیوں کو غیر دانشمندانہ طریقہ سے نقصان اٹھانے کے بعد معلوم ہوا کہ ”عربی وفاداری“ کی اصلی قدر و قیمت اور اس کی صحیح مقدار کیا ہے۔ نیز یہ کہ عام دیسی باشندوں کے دلی جذبات کا اندازہ صونہ پاشا بیے و غاباز کی نکلھامی سے کرنا فصل عجبت ہے۔ موجودہ حالات میں عرب ترکوں سے اس قدر خوش اور راضی ہیں کہ ابی تک اس تلخ

کی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ وہ عرب جو بندو قیون کے خطوط و افعت میں
 ماسور ہیں روزانہ چالیش سال ٹیم پاتے ہیں اور سالہ میں بھالت کارگزاری
 ادھنیں یومیہ اسی سال ٹیم دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ادھنیں عمدہ غذا
 دیکھاتی ہے اور سب پر طرہ یہ ہے کہ سائیکلس اور کارٹوس بکثرت ادن کے
 قبضہ میں موجود ہیں۔ یہ لوگ جنگ نہ صرف جنگ کی خاطر پسند کرتے
 ہیں بلکہ بالی نسبت کے لئے بھی جو با اوقات اطالویوں سے لڑنے کے
 بعد ہاتھ لٹتا ہے۔ عرب لوٹ کے اس درجہ شایق ہیں کہ ترکی فوج کے عین
 درارہ خالی کر دینے پر یہ لوگ گھنٹوں ادن چیزوں کے اوٹھالیاں لگا انتظار
 کرتے رہے جو ان کے ترکی رہتا اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہوں۔ جیسا کہ ایسی التون
 میں کمپ کا فریچر وغیرہ رہ جایا کرتا ہے شہید ہونے کی حالت میں ادھنیں جنت
 کی راقون اور مسرتوں کا پورا اعتقاد ہوتا ہے۔ عربوں کی ضروریات زندگی
 جو عموماً محدود ہو کرتی ہیں ترکوں کے مانتوں جو جہ احسن پوری ہو ہی ہیں
 جنگ سے قبل عربوں کو سال بھر جو کی روٹی کھانی ہوتی ہے۔ لیکن موجودہ
 وقت میں ادھنیں فرینڈ یعنی سفید گیہوں کا آٹا دیا جاتا ہے جسے دیکھ کر عرب
 وجد میں آجاتے ہیں۔ جنگ سے پیشتر شاید ہی کسی عرب کو بڑی خوش
 قسمتی سے اپنا اونٹ تین انگلیہ کیے پر چلانے کا موقعہ ملتا ہو گا۔ لیکن آج کل
 ترکی گورنمنٹ سے ادھنیں فی شتر یومیہ آٹھ سے دس فرانک تک کرایہ
 دیا جا رہا ہے۔ عربوں کو درمانہ حال کی رائیفلون سے مسلح کرنے کی شاندار
 و مناسب وقت کارروائی کو عثمانی افسروں نے جرأت سے انجام دیکر
 فائدہ بخش نتائج حاصل کئے ہیں۔ ہر ایک شخص کو یقین کرنا چاہیے کہ جنگ
 کا آخری نتیجہ خواہ کچھ ہی سکے لیکن دنیا کی کوئی قوت مارٹنی اور مازر بندو قون

سوجودہ عرب مالکوں سے واپس نہیں لے سکتی ہے کیونکہ عرب ہر قسم کی بیکارو
 باکار مزدوق تہ دل سے پسند کرتے ہیں۔ خصوصاً زمانہ حال کی رائیفل کا میگنیزین
 اور اس کے پرزوں کی دریافت کا شوق عرب کو متوالا بنا دیتا ہے۔ چنانچہ وہ
 مغلوں کی شتر بان بھی جو نہ ختم ہونیوالے بیابان کے میلہ میل طے کیا کرتا ہے
 عموماً ایک پرانی مزدوق سے ضرور مسلح ہوا کرتا ہے۔ آتشبار اسلحہ کی ملکیت
 جو انہر دی اور شان بہت ظاہر ہوتی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ستونی تھیوڈور بنت
 اور مینے کس طرح سقوطرہ کے غیر معروف حصوں کا سفر کرنے کے بعد مدینہ منکر
 چٹہ قرائین بہت کم قیمت پر خرید کر کے سلطان کی نذر کی تھیں بعد اس کے
 کہہئے منگی بریڈ صابن سے اوہنیں خوب صاف کر لیا تھا۔ سلطان نے
 بڑی خوشی سے یہ تحفہ قبول کیا تھا۔ اور اس کی مستقل فوج کے تیس اشخاص
 نے یکے بعد دیگرے ان قرائینوں کا ملاحظہ کرنے کے بعد اظہار مسرت کیا
 تھا۔ ترکی خطوط مدافعت میں ایک عرب کے پاس ایک پیش قیمت تحفہ یعنی
 اطالوی پلٹن نمبر ۵۳ کا علم موجود تھا۔ جسکی فروخت سے یہ شخص بالکل انکار
 کرتا تھا۔ تاہم اس نشان کا بکس جو فی الحال بمقام عزیز یہ نشاطیے کے کمرہ
 میں موجود ہے۔ ایک ترکی سپاہی نے کسی ترکیب سے حاصل کر لیا۔ یہ
 اطالوی نشان عرب مذکور کی بیوی کو دیا گیا جو اپنے شوہر کے امتیاز کے
 باعث پھولی نہیں ساقی تھی۔ غالباً اس عرب کے خاندان میں یہ جھنڈا
 بطور خاص امتیاز کی علامت کے تسللاً بعد تسللاً درنا کو متا رہیگا۔

رسالہ جات کے نامہ نگار اور دوسرے اور اشخاص جنہوں نے ترکون اور عربوں
 کے درمیان سخت دشمنی کی حکایات گڑھ کر اپنی بیوقوفی کا انہار کیا ہے۔
 بظاہر اسلامی اتحاد کی مضبوطی سے نادارقت معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ اٹلی کا

بلاوجہ مقتول سلطان کے ایک صوبہ پر حملہ کر دینا ایک ایسا امر ہے جس سے
 ساری دنیا کے مسلمان متاثر ہو گئے ہیں۔ ایسے مقامات سے بھی جو عام حالات
 میں غافل نظر آتے ہیں ترکوں سے سچی ہمدردی ظاہر کجا رہی ہے۔ چنانچہ
 مثال کے طور پر یمن کو پہنچے جہاں گزشتہ ایام میں متواتر شدید معرکے واقع
 ہو چکے ہیں۔ صنعا کا محاصرہ باغی عربوں نے کیا تھا۔ اور جنگ اپنی پوری
 رفتار سے جاری تھی کہ اسی اثناء میں انہی نے اعلان جنگ کا غلطہ تمام دنیا
 میں بچا دیا۔ جسکا اثر یمن کے باغی سرداروں پر یہ ہوا کہ انہوں نے سلطان
 کی خدمت میں خطوط بھیج کر عرض کیا کہ اسلام کو عام خطرہ کی حالت میں دیکھ کر
 رسول عربی کے تمام پیرو مستعد ہو جائے اور تنازعات یمن فی الحال ملتوی کر دے
 جائیں۔ جنگا فیصلہ اٹالیہ سے اختتام جنگ کے بعد کیا جاسکتا ہے
 اور فی الحال یہ ہی بہتر ہے کہ سارے جہگڑے طریق نسیان پر رکھ کر جادین
 چنانچہ ان باغیوں نے ایک لاکھ عرب جنگ طرابلس کے لیے پیش کیے
 اور صنعا سے محاصرہ اٹھالیا وہ بہادر ترک جنہوں نے ایک مدت کثیر التمدد
 دشمن کے مقابلہ میں اس شہر کی حفاظت کی تھی تمام جنگی افسران کے ساتھ
 باہر نکلے انکی تعداد ایک ہزار سے بھی کم تھی اور یہ بیچارے فاقہ کشی سے لاغر
 ہو رہے تھے۔ یمن کے سردار انکی اس درخواست میں کہ اندرون تنازعات
 ایک مناسب وقت تک ملتوی کر دے جادین۔ قرون وسطی کی بہترین
 بہادری جہلکتی ہے۔ غریب ٹرکی جو بحری بیڑہ ہونے کی وجہ سے عبور
 ہو رہی ہے۔ ایسی حالت میں جیکہ اسکی بہادر فوجیں دشمن تک نہ
 پہنچنے سے خون کے گھونٹ پی رہی ہیں۔ اگر اپنی غضبناک سپاہ کو
 یمن سے نکال کر کسی ترکیب سے بحر احمر کی دوسری جانب آتھیں یا یمن جنگی پر

اوتار سکے تو صرف ایک ہفتہ میں یہ واحد اطالین نوآبادی پر نسبت الحاق
 طرابلس کے سلطنت عثمانیہ سے زیادہ بااثر طریقہ پر ملحق کیا جاسکتی ہے۔ اگر
 اطالوی - ترکوں اور عربوں کے درمیان نفاق پیدا کرنا چاہتے تھے تو انہیں
 کسی قدر کامیابی زمرہ یہ استقبال کرنے سے ممکن الحصول ہو سکتی تھی انہیں
 دریافت کرنا چاہیے تھا کہ عربوں کی بدترین خلقت اور نکال لایچ ہے۔ چنانچہ بچا
 اسکے کے زوارہ وغیرہ مقامات پر فضول گولہ باری میں پانی کی طرح روپیہ
 برباد کیا گیا ہے۔ یہ زیادہ بہتر ہوتا کہ چند ہزار لائبر عام رشوت پر صرف
 کئے جاتے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اطالیوں نے یہ طریقہ عمل کسی
 حد تک جاری کر رکھا ہے۔ چنانچہ طرابلس میں حوند پاشا اور اسکے
 حوالی موالی اطالیوں کی زرخیز غلام ہیں۔ اور ان لوگوں نے بے انتہا کوشش
 شہر طرابلس کے اطراف غرغریش اور منصور وغیرہ کے باشندگان دیہات
 کو درغلانے لگا اور اس سے بھی زیادہ بڑا یہ نقص موجود تھا کہ عنبریات
 سے سرحد تک تمام ساحل سمندر پر بعض مقامی عربوں کے ایمان میں رشوت
 کے ذریعے خلل اندازی کر دی تھی۔ زوارہ کے کسی سابق کمانڈر بینٹ احمد
 بن منصور کو اس وجہ سے رشوت دی گئی تھی کہ وہ اطالیوں کی فوج کو باسانی
 خشکی پر اوترنے کا اہتمام کر دے لیکن ترکوں کی خوش قسمتی سے اس
 حرامزادہ کے بے ایمانی قبل از وقت ظاہر ہو گئی۔ چنانچہ اب وہ غاریا
 کے جیل خانہ میں سخت سزا جب کا وہ پورا ستحق ہے۔ بگت رہا تھا اور گوانس کا
 جرم انظر من الشمس ہو رہا تھا تاہم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ نشا طے نے
 ایسے خطرناک دغا باز شخص کو ابھی تک چھانی پر کیوں نہیں لٹکایا ہے
 باوجود ان کوششوں کے جو اطالیوں نے عربوں کو دھتاً وقتاً

رشوت کے ذریعہ سے درغلانے کی عمل میں لائی ہیں اسکے ساتھ ہی یہ بڑی
 حماقت نظر آ رہی ہے کہ جب تک ابتدا صلیبی جنگ کی حیثیت سے ظاہر کی ہے
 حالانکہ طرابلس افریقہ میں وہ آخری جگہ ہے جہاں اسلام کے آزاد فریقین
 بلا مداخلت جمع ہوتی ہیں۔ نیز ان لوگوں کے مذہبی اصول شدید بلکہ مجنونانہ
 ہیں۔ تاہم احمق اطالیوں نے بظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلیم فراموش
 کر کے عوام میں کانسر مسلمانوں کے مقابلہ میں دوسری صلیبی جنگ کا جوش
 پیدا کرنا شروع کیا۔ اٹلی میں بعض با تصویر پوسٹ کارڈ شائع ہوئے
 ہیں جن پر ایک برساک سپاہی کی تصویر دکھائی گئی ہے۔ جو ایک مسجد
 پر صلیبی نشان نصب کر رہا ہے۔ چنانچہ میں نے ان جوش آدمی پوسٹ کارڈ
 لندن میں سے ایک کارڈ فنی بے کے پاس دیکھا تھا۔ اطالوی بحری بیڑے نے
 اپنی محبوظ الخواصی سے ساحل طرابلس پر عربوں کے غریبانہ مکانات
 کے تباہی پر مطمئن نہ ہوا کہ مسجد ونگی دیواروں اور چھتوں میں بھی گولہ باری سے
 سوراخ پیدا کر دے۔ جنرل کینیو کی خوفزدہ سپہ سال سپاہ نے خون
 کی پیاس میں بلا سوچے سمجھے عورتوں بچوں کو بھی علاوہ ہزاروں بے گناہ
 آدمیوں کو تلوار کے گھاٹ ادا دیا۔ جسکی شہادت مختلف ذرائع سے
 پایہ ثبوت کو پونچ چکی ہے۔ ایک جٹلی نامہ نگار ایک عرب کا حال
 بیان کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے بہائی کے اطالوی
 کے ہاتھوں مقتول ہونے کی خبر پاتے ہی بدوق اٹھا کر ادن لوگوں سے
 جاملو اپنی وطن اور مذہب کی حمایت میں سر بکھٹ ہو رہے تھے لیکن
 وہ شریف آدمی جو اخبار نیویارک ہیرالڈ کو بھجوتی سچی خبر میں سبھا کرتا
 ہے۔ بیان کرتا ہے کہ ترکوں اور عربوں کے درمیان سخت نفرت موجود ہے

بلکہ اخباری بیوقوفی کے سبب اونچے کنگورے پر چپکے جدت طراز یونین نشان ہوتا ہے کہ گو عرب لوگ لڑنا نہیں چاہتے ہیں۔ تاہم ترک او نہیں جنگ کے واسطے مجبور کر رہے ہیں مجھے یقین ہے کہ اگر اس شخص کو ذرا بھی واقفیت اور تفاوت سے ہوتی جو ترکی باقاعدہ سپاہ اور عربوں کی تعداد میں موجود ہے تو وہ ہرگز اس بیوقوفانہ خیال کا اظہار نہ کرتا۔

عرب اور خائن ملک سے جو دشمن کے جانب دار ہو گئے ہیں ایسی صعب ترین دشمنی رکھتے ہیں کہ خطرناک تادیب کے بہت سے افعال سرزد ہو چکے ہیں۔

یکم جنوری کے پردہ شب میں عربوں کی ایک جماعت غرضلش پہنچی اور بعض دیسی باشندہ نگو بہا متک معلوم ہو سکا ہے تکلیف اور انداز سانی میں انہوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ جن لوگوں کی ساتھ یہ برابر تاؤ دار کہا گیا تھا وہ دراصل اطالیوں کے جانب دار تھے ان تادیب کنندہ عربوں کو اطالیوں نے ڈاکو بیان کیا ہے اور اخبار گویہ ڈی اطالیہ بغیر ذرا سی شہادت کے بیان کرتا ہے کہ یہ سرزد ہوئی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ تنو باقاعدہ ترکوں کی موجودگی جو غرضلش کے آس پاس پہلی جنوری کو بیان کی جاتی ہے۔ بالکل بھوٹ ہے یہ بیان کرنا غیر ضروری ہے کہ اخبار نیویارک ہرلڈ نے مشتاقانہ طریقہ سے اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیکر ترکی باقاعدہ سپاہ کو بدنام کرنا شروع کیا۔ لیکن اسکی لغوی بیانون کا اندازہ اس واقع سے ہو سکتا ہے کہ وہ اس قتل اور ظلم کو بجائے غرضلش کے منصورین واقعہ ہوتا بیان کرتا ہے اور منصورین پچاس باقاعدہ سپاہ کی موجودگی بتلاتا ہے۔

حالانکہ میں اپنے علم کے مطابق کہہ سکتا ہوں کہ اس جگہ صرف چار آدمی موجود تھے۔ اطالوی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ کم از کم ایک عورت اور ایک بچہ اس رات کے حادثہ میں مار ڈالے گئے تھے گو کوئی شخص اس قسم کے ظالمانہ افعال کی حمایت نہیں کر سکتا ہے تاہم یہ کہا جاسکتا ہو کہ وہ عرب جنہوں نے بیدروانہ طریقہ سے ان لوگوں کو سزا دی تھی جو بڑی بے ایمانی سے دشمن کے شریکِ حال ہو گئے تھے زیادہ قابلِ معافی ہیں بہ نسبت اُس عیسائی سپاہ کے جو اکتوبر گذشتہ میں نخلستان والی خونریزی کی مرتکب ہو چکی ہے۔ اطالوی سخت بیوقوفی میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ طرابلسی عربوں نے کچھ بھی قابلِ لحاظ دوستی یا طاعت قبول کر لی ہے۔ اطالویوں کی بعض کوششیں اس حصولِ مطلب میں مضحکہ خیز ہیں چنانچہ میں مثال کے طور پر شہرہ سمیرکا ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس تاریخ میں ایک بڑی فوج جو دشمن کی ٹوہ میں روانہ ہوئی تھی منصوبہ پہنچنے اور سلسلہ تار منقطع کرنے کے بعد بڑی عقلمندی سے اپنی خندقوں میں واپس آ گئی۔ بعد ازاں اطالویوں نے بیان کیا کہ انہوں نے باشندگانِ منصور سے طاعت قبول کروالی تھی۔ لیکن اگر انہیں نواحِ طرابلس میں طاعت قبول کرنے والے باشندے دستیاب ہو گئے تھے تو انہیں کم از کم ان نئے دوستوں کو عربوں کے قدرتی انتقام سے محفوظ رکھنے میں اظہارِ جرات سے کام کرنا چاہیے تھا اور غرض میں اطالین گورنمنٹ کے باضابطہ طاعت قبول کردہ دیسی باشندے موجود تھے۔ تو اس حالت میں جنرل فرگونی کا انہیں بالکل غیر محفوظ چھوڑ دینا ایک ظالمانہ اور باجی بن کی حرکت تھی۔ اس حادثہ کے بعد

اطالویوں کا قتل و غارت پر شور مچانا جبکہ واسطے خود ادنکا اپنا جبریل بالما
 ذمہ دار ہے ایک فعل عبث ہے غوغائیش جو ایک نخلستانی گانوں ہے
 شہر طرابلس سے صرف چند کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے پس ناظرین
 خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ابھی تک اطالوی کس حد تک محصور ہو رہے ہیں
 حالانکہ جنگ جاری ہوئے تین ماہ گزر چکے ہیں در نہ کسی ایک اطالوی سپاہی
 کے خط سے جو گیارہویں پیدل رجمنٹ میں سارجنٹ ہے اور جس نے
 یہ خط اپنے ایک دوست کو تحریر کیا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ ادن کہلاتے
 پر جو سر بونگی اطاعت اور وفاداری کے متعلق گڑھے گئیں ہیں۔ کس قدر
 کم اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

شہر طرابلس اور ساحل سمندر کے قصبات پر قبضہ پانے کے بعد سے
 اطالویوں نے یہ عجیب غریب اصول اپنے ذہن نشین کر لیا ہے کہ اس
 ولایت کی آبادی عام طور پر اطالوی رعایا ہے۔ چنانچہ جو عرب اُن کے
 مقابلہ میں ہستیا را دھتا ہے۔ اسی باغی قرار دیکر گرفتاری کے بعد جلد ہی
 قتل کر دیا جاتا ہے۔ خواہ تحقیقات کے بعد یا بلا تحقیقات بعض
 اطالوی افسروں نے الزام بنیاد کو صرف ادن عربوں تک محدود کرنا
 چاہا ہے۔ جو اس تھوڑے سے حصہ زمین پر آباد ہیں جہاں حقیقت میں
 باثر طریقہ پر اطالوی افواج قابض ہیں۔ مثلاً شہر طرابلس کے تمام عرب
 خاندان جو اطالوی خندقوں کے ادس فاصلہ کے اندر سکونت رکھتے ہیں
 جہاں تک اطالوی گولیاں کام دے سکتے ہیں۔ اطالوی رعایا خیال کئے جاتے
 ہیں۔ لیکن یہ طریقہ عمل صرف بعض اطالوی افسروں تک محدود ہے در نہ
 لفظ باغی عام اور وسیع طریقہ سے استعمال کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ دور دراز

خزان کے باشندے بھی جرمیودہ اعلان الحاق کے وقت سے جنگ میں برابر
 شریک ہو رہے ہیں۔ لفظ باغی کی شرح میں داخل کئے جاتے ہیں اس
 الحاق طرابلس کے متعلق ایک ترکی امسرنے کیا خوب فقرہ کہا ہے کہ بادشاہ
 امونا کو ٹھیک ایسی طرح الحاق میں عمل میں لاسکتا ہے لیکن جیسا کہ مسٹر
 لیون دلفنے اخبار نشین مورخہ ۱۱۔ نومبر میں صاف طور سے ظاہر کر دیا
 ہے کہ لفظ باغی کی زیادہ سے زیادہ وسیع تشریح بھی ادون دیسیون
 کو شامل کرنے میں جو حملہ آور فوج کے بالکل تدریب رہتے ہوں۔
 جنگ کے قواعد اور رواج کے مطابق بالکل نا واجب ہے غالباً مسٹر ڈی
 ایم۔ مین کے سوال کا جو جواب دارالعلوم میں دیا گیا ہے وہ لفظ باغی کی
 غلط تشریح پر مبنی تھا اور اس قابل نہیں تھا کہ ہمارے یا کسی اور پر حملہ آورا
 فارن آفس سے دیا جاتا ادون مباحثوں کو ذہن نشین رکھتے ہوئے جو
 مختلف بین القوامی کانفرنسون میں اس مسئلہ پر ہرچکے ہیں۔ لفظ باغی
 کی تشریح دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ یعنی یہ مسئلہ کہ ایک مداخلت کنندہ
 ملک کی عام آبادی کی کیا حیثیت ہوا کرتی ہے مسئلہ کی جنگ میں جیسا کہ
 عام طور پر معلوم ہے جرمنی سے ادون فرانسیسی کاشتکاروں کو جو حملہ آور
 بن کے مقابلہ میں حب وطن کے باعث آمادہ پیکار ہو رہے تھے جنگ جو
 تسلیم کرنے سے انکار کیا اور ایسی حالت میں جبکہ وہ ایک وردی سپہ
 ہوئے دشمن سے جنگ کر رہے تھے کاشتکار حملہ آویں کے جنگی حقوق اور
 مراعات کو بالکل تسلیم نہیں کیا کیونکہ یہ یہاں کے بجائے وردی کے سہولی
 غریبہ کپڑوں میں ملبوس تھے۔ چنانچہ انہیں گرفتاری کے بعد قتل کر دیا
 جاتا تھا۔ لیکن کاشتکاروں کی یہی حالت تھی کہ جرمنی سنٹرل یون کو چاقو یا

بندوق سے قتل کیے بغیر جہن نہ لیتے تھے اور عام طور سے افسروں اور
 سپاہ کو بہت دق کیا کرتے تھے۔ مختصر اجماعی کے پاس بظاہر ایک معقول
 وجہ اس سخت برتاؤ کی جو اس نے ان بلا و روسی فوجوں کے ساتھ روا کر کہا
 تھا موجود تھی۔ اس پر بھی عام رائے اس شدید طرز عمل کے برخلاف بھڑک
 اٹھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دول یورپ کے نائب سلاطین کی ایک کانفرنس میں
 جو فوجی جنگ کے قوانین کے متعلق برس سلسلہ میں منعقد ہوئی تھی شریک
 ہوئے چنانچہ اس کانفرنس کے خاص مسائل میں وہ مسئلہ بھی موجود تھا
 جو آئندہ کی خونریزی پر عاید کیا جاسکتا ہے کانفرنس مذکور میں بلا اختلاف
 تسلیم کر لیا گیا تھا کہ ایک محصور آبادی کے تمام قابل جنگ باشندے
 باعنا بطہ جنگ جو تسلیم کیے جائیں لیکن سلطنتوں یعنی روس اور جرمنی نے اس
 بات کے تسلیم کرنے سے انکار کیا کہ اس سرزمین کے باشندے جس پر پورے طرح
 قبضہ کر لیا گیا ہو فوجی حقوق و مراعات حاصل کر لیں۔ ان دو بڑی فوجی
 طاقتوں کے وکلاء نے مندرجہ ذیل تحریک کی تائید چاہی رد ایسی آبادی
 سے تعلق رکھنے والے اشخاص جس کے ملک میں کسی فریق جنگ کی قوت
 قائم ہو چکی ہے۔ اس کے مقابلہ میں مصروف پیکار ہونے کے باعث
 جنگی قیدی نہ سمجھے جا کر انصاف کے حوالے کئے جاسکتے ہیں، انگلستان
 فرانس اور اٹلی کی سرکردگی میں تمام دوسری طاقتوں اور سبھوٹے چھوٹے
 ممالک نے اس تجویز کی سختی سے مخالفت کی اور یہ عجیب بات ہے کہ خود اٹلی
 کے نائب کونٹ انفرانے اس تحریک کے رد کی تجویز پیش کی تھی۔ اس
 موقع پر فرانسیسی نمایندہ نے مندرجہ ذیل تقریر کی تھی۔ وہ قبضہ کے باعث
 حق ملکیت پیدا نہیں ہوتا ہے جب تک صلح نامے کے ذریعے سے قابض کے

مقبوضہ ملک حوالہ نہ کیا جائے اوس وقت تک اگر عہدگی نہیں تو بحیال نصف
 اوہیں قانون کے تابع فرمان ہونے ہیں جو قبضہ سے قبل نصف پذیر ہوا
 کرتے ہیں اور یہ ظاہر طور سے ایک سخت اندیشہ ہوگی کہ اوہیں مذکورہ بالا
 قوانین سے خارج کر دیا جائے۔ یہاں ایسی حالت میں اگر وہ بغاوت اختیار
 کریں تو اودن سے بڑوٹھمیشہ مقابلہ کیا جائے اور اگر اسکے بعد مفتوح ہو جائیں
 تو ان سے باضابطہ جنگ جو کی حیثیت کے سوا اور کسی قسم کا ہرناؤ نہیں کیا جاسکتا
 ہے۔ لارڈ ڈرلی نے یہ حیثیت اپنی انگلستان مختصراً مدبرانہ وضع سے بیان
 کیا کہ "ملکہ منظمہ کی گورنمنٹ کسی ایسے عہد نامے میں شریک ہونے سے
 انکار کرتی ہے جس کے نتیجے سے دست دراز جنگوں میں آسانی پیدا ہو جائے
 اور محصور باشندوں کے مدافعتانہ حب الوطنی کے حملوں میں کمی آجائے۔"
 منظمہ حیرت ہے کہ گذشتہ موسم سرما میں ہمارے ذمہ دار وزیر سے اس
 قسم کا سوال کے جانے پر جس کا مسئلہ مذکور سے تعلق تھا۔ دارالعوام کو
 کیا یہ جھٹایا گیا ہے کہ اٹالوی تادیب کسی نہ کسی طرح مہذب قوانین جنگ کے
 برخلاف نہ تھی۔

مسٹر لیوین ولٹ دریا فت کرتے ہیں کہ کسی مقبوضہ سرزمین میں بغاوت کا
 ظاہر ہونا کو قوانین جنگ کی خلاف ورزی فرض کر لیا جائے تاہم ایسی
 سرزمین جو ملکی قوانین سے استیجاز رکھتی ہوں۔ آیا جائز کہی جاسکتی ہیں؟۔
 یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ تین دن بین خوف اور خونریزی کا بھوت
 اٹالویوں کے سر پر سوار اور بدنامی کا کبھی بھی نہ مٹنے والا وہیہ اپنی سیاہی اور
 وسعت برابر بڑھا رہا تھا۔ ایسے رستخیز کا زمانہ تھے۔ کہ مختصر تحقیقات کے
 لیے جیسی بمشکل ہی کوئی بہانہ پیش کیا جاتا تھا۔ چنانچہ بوہون، بچون، عورتوں

بحر مومن اور بیگنا ہو چکا قاتل اور ہلاکت ایک بالکل من مانی کارروائی تھی۔ اس قسم کی تادیب یا سرکوبی کی اجازت کسی زمانہ یا کسی منظور شدہ قانون پر رسم درواج جنگ میں نہیں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۷۱ء میں اطالوی کونٹ لئٹرا کا خیال تھا کہ صرف جرمانہ باضابطہ طور پر قوانین جنگ کی خلاف ورزی کی سزا قرار دیا جانا چاہیے۔ مذکورہ بالا طرز عمل کے متعلق نکتہ چینی کا یہ سروہ اطالوی جو اب کہ عرب رسم درواج جنگ کے پابند نہیں ہیں۔ دھلانکہ قتل عام کے وقت یہ رائے بالکل مفروضہ تھی لہذا اپنے طرز عمل میں ہم ہی آزاد ہیں۔ نقص سے پاک نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسپر خود اطالوی کونٹ لئٹرا کی رائے جو بصورت اعتراض بہترین معقولیت سے وارد ہو سکتی ہے یہ ہے کہ قوانین جنگ کی کسی ایک فریق سے غلام ورزی ظاہر ہونے پر فریق ثانی ان قوانین کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا ہے۔

میں دریافت کر نیکا خواہشمند ہوں کہ اس اطالوی بیان کی کیا وقت ہو سکتی ہے کہ تھلستان کے عربوں نے جنرل کنوا کے کسی اعلان یا کسی اور تدبیر کے باعث متاثر ہو کر سلطان سے وفاداری ترک اور اٹلی کی پرامن رعایا بچانا قبول کر لیا تھا۔ گو بعض بڑے آدمیوں نے چین حو نہ پاشا بھی شامل ہے اطالیوں سے رشوت لیکر طرابلس میں نئے دور سلطنت کو تسلیم کر لیا تاہم یہ ممکن نہ تھا۔ کہ ان حواضر ادنیٰ بے ایمانی اور ہزاروں عربوں پر بھی اثر کر جاتی جو کچھ کے درختوں کے زیر سایہ اپنی جو نیپڑوں میں مسکن گزین تھے۔ یہ غریب آدمی اعلان پڑھ نہیں سکتے ہیں۔ چنانچہ اس بات سے بالکل مطلع نہیں تھے کہ انہیں اطالوی رعایا تصور کیا جاتا تھا

علامہ ازین ایک عرب تھریا اپنی ہر ایک چیز دنیاوی انشاک میں سے
 ہاتھ سے دے بیٹھنا دیا وہ پسند کرتا ہے بہ نسبت اسکے کہ اسکی ہمدردی
 خواہ وہ کیسی ہی باکار یا بیگار کیون نہ ہو۔ اس کے قبضہ سے نکلنے کے قصہ مختصر
 عربوں نے اپنے ہتھیار چھپا دئے تھے۔ جنہیں موقعہ پا کر دشمن کے خلاف
 اسی طرح علم کیا جیسا کہ فرانسیسی کاشتکار کرچکے ہیں یا انگلینڈ میں اہل بیت
 اپنے ملک میں بحالت مدافعت عمل میں لائینگے واقعات گذشتہ کی پوری
 رفتار ہر ایک جنرل اسات جو ضبط اور خود پسندی سے پاک ہو وقوع
 پذیر ہوئے سے پیشتر ہی قیاس کر سکتا تھا۔ اطالوی اخبارات کے جلد محرک
 اوشنے والے نامہ نگار بھی اپنی سپاہ کی طرح اس باختہ ہو گئے چنانچہ
 میں بطور مثال اخبار اسٹامپا کے نامہ نگار کی تحریر کا ایک حصہ درج
 ذیل کرتا ہوں۔ ”میں دوبارہ شکستان میں میخ زنی پر زور دینا چاہتا ہوں
 تاکہ عربوں سے یہ مقام بالکل پاک کر دیا جاسکے اور کسی دیسی باشندے کو
 کسی عذر پر بھی خندقوں اور شہر کے درمیان باقی نہ چھوڑا جائے بلکہ جو شخص
 انجگہ پایا جائے خواہ وہ غیر مسلح ہی کیون نہ ہو دغا بازی کی موت مار ڈالا
 جائے، اسی قسم کا مصالحوہ ہمارے بہادر قلم فرسا اہل باب نے ہی افواج
 جنوبی افریقہ کے متعلق وقتاً فوقتاً اخبارات کو ارسال کیا تھا۔ جہین بوجروس
 ۲۵ میل فاصلہ پر ایک غیر آباد کھیت میں ”اعلان“ نصب کئے جانے
 کے بعد جس کے ذریعہ سے اصولی طو پر پور لوگ انگریزی رعایا فرض کر لئے
 گئے تھے۔ ان کے انگریزی فوج سے مصروف کارزار ہونے کے شعل
 کینہ تو زینلا مت کا اظہار کیا گیا تھا۔

بڑے دن سے دو ہفتہ پیشتر ایک اور زیادتی فوجی قانون کے لباس

بین اطالیوں کے ہاتھوں سرزد ہوئی جس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ ادن جملوں کی اٹنار میں جواہر جنگ سے اطالوی خطوط پر ۲۶ نومبر تک متواتر عربوں کے ہاتھوں واقع ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ حملہ آورین کی ایک بڑی تعداد دشمن کی صفیں چیرتی ہوئی نخلستان اور شہر میں پہنچ گئی۔ چنانچہ ایک یہودی نے جوان واقعات اور بعض ایسے حملہ آوروں کے ناموں سے واقف تھا جنہوں نے دوبارہ اپنے سابق مکانات میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ اطالویوں کو خبر پہنچا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ آدمی گرفتار کر لیے گئے اور انہیں مختصر تحقیقات کے بعد بغاوت اور جاسوسی کے الزام میں ایک میدان میں بھانسی پر چڑھایا گیا۔ جب غزنیہ میں بیتقاعدہ عربوں کو اس سانحہ کی خبر پہنچی تو وہ غصہ میں آئے سے یا ہر ہو گئے (ان چودہ آدمیوں کے منصفانہ قتل نے سینٹر ڈی فلس پر بھی گہرا اثر پیدا کیا جو سلی کے فرقہ اشتراکیت کی جانشین پارلیمنٹ کا ممبر ہے۔ اس شخص نے اپنے سیاسی اور اخلاقی ضمیر کی خوب منظر بندی کی تھی۔ تاکہ جنگ کے متعلق فرقہ اشتراکیت کا جوش ظاہر کر سکے واضح ہے کہ یہ کام کچھ زیادہ آسان نہ تھا۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ امید کے برخلاف بلاخون بہائے اور روپیہ صرف کر کے جنگ جاری نہیں رکھی جاسکتی ہے۔ تاہم اس کا عجیب اخلاقی اشتراکی سانگ اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور آخر کار اُس نے اخبار گورنریل ڈی میٹینو میں اقرار کیا کہ ہم طرابلس کے لیے اُس کا جوش و خروش بہت کچھ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ نہ صرف غزنیہ میں بلکہ ہر ایک ترکی

چوکی میں جسے میں دیکھ چکا ہوں سامان خوراک کی بڑی کثرت تھی اور مجھے
 اس علم سے خوشی ہوئی کہ نئی فوجی انتظامات کے زیر اثر فوج کو بہت اچھی
 غذا دی جاتی ہے۔ جس سے بہتر کسی یورپین فوج کو بھی غالباً بہ استثناء انگریزی
 فوج کے سپر نہیں ہوتی ہے گو ترکی فوج کی ظاہری حالت خوش نہا نہیں ہے
 کیونکہ اول کی وردی اور جوتے پیٹے ہوئے اور میلے دیکھے گئے تھے۔ اس
 لوگوں کو روزانہ تین مٹم کا کھانا مثلاً بھونا موگوشت عمدہ ترکاری اور نہایت
 مزیدار پلاؤ۔ دیا جاتا تھا۔ نشا طبعے اور دیگر افسر بھی وہ ہی کھا یا کرتے تھے
 جو عام سپاہ کو سپر ہوا کرتا تھا۔ افسر اور سپاہی سب کے کھانا کھانے کا طریقہ
 ایک ہی تھا۔ یعنی کئی کئی آدمی حلقہ باندھ کر بیٹھ جایا کرتے تھے اور ان کے
 بیچ میں ایک بڑی رکابی جس میں کھانا بھرا ہوا رہتا تھا رکھ دی جاتی تھی اور حاضرین
 اپنی انگلیوں سے اہر ہد رکابی میں سے کھا نا کھا لکر کھایا کرتے تھے۔ افسروں
 کے پاس سپاہی خدمتگار تعینات تھے۔ جو کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ
 دھونے کے لئے تو لیا اور صابن اور سلفی لایا کرتے تھے یہ حالات دیکھ کر میں نے
 عبادت گاہ کے بڑے عمدہ کو یاد کیا جس میں سپاہ کے ساتھ بڑی طرح
 بے پرواہی برتی جاتی تھی۔ فی الحال نئی وضع کی ترکی فوج کا اہتمام خوراک
 اس قدر عمدہ نگرانی کے زیر عمل موجود ہے کہ ایک جرمنی افسر بھی معترف ہے کہ
 ترکی فوج کو نہایت اچھی غذا دی جاتی ہے میرا ایک مسلمان دوست جو فرانسیسی
 فوج میں ملازم رہ چکا ہے مجھے بیان کرتا تھا کہ عثمانی فوج کا راشن بطرح
 اوس راشن سے نہایت ہی بہتر ہوتا ہے جو اس شخص کو فرانسیسی فوج
 میں ملا کرتا تھا۔ اطرابلس میں قہوہ کی نایابی پر تعجب ہوا۔
 ان دن چھوٹے چھوٹے قہوہ خانوں کے سوا جو عسکریات

اور زدا یہ مین موجود ہیں دوسری جگہ مشکل سے قبوہ پایا جاتا ہے ترک اور عرب
چائے پسند کرتے ہیں۔ جسکو اسقدر جوش دیتے ہیں کہ بالکل تلخ ہو جاتی
ہے۔ اس تلخی کو کم کرنے کے لئے آدھی پیالی شکر ڈالی جاتی ہے۔ چونکہ آجکل
شکر کی قیمت تقریباً چھ فرانک فی کیلو ہے اسوجہ سے ترکوں کی چائے نوشی
مہنگی ہو رہی ہے۔ جب کبھی مین ایک عمدہ چائے کی پیالی اپنے سنتری یا کچی
اور مستحق ترک یا عرب کو پلا دیتا تو یہ لوگ شکر گزاری کے ساتھ میری شکر
کی ٹکیوں کے متعلق اپنا تعجب ظاہر کرتے۔ چونکہ یہ اکیسواقرص جنین عرب
لوگ انگریزی شکر کہا کرتے ہیں چہ پیش پر خریدے جاسکتے ہیں۔ پس
یہ ظاہر ہے کہ پیشہ صطربس مین چائے یا قبوے کے ساتھ بہت کم
لاگت پر استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ علاوہ اذین سفر مین بہت آسانی
کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ ہمراہ جاسکتے ہیں عرب لوگ شکر
کو بڑے بڑے ٹوکروں مین لیجانے کے عادی ہیں۔ جبکی وجہ بہت
نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر تو لکڑی سے قوطنے کے باعث اس کا
کچھ حصہ زمین پر گر جاتا ہے دوسرے بحالت سفر ٹوکروں مین سے زمین
پر گر جاتا ہے۔

بظاہر روٹی اور کھجور بے قاعدہ فوج کی معین خوراک معلوم ہوتے ہیں۔
جسکے خاتمہ پر تھوڑی سی چار بھی پلائی جاتی تھی بشرطیکہ کمپ قیام کی حالت
مین ہو۔ کھجور کی گٹھلیاں اونٹوں کے لئے جمع کر لی جاتی تھیں۔ کیونکہ یہ کسی
قدر خطرناک غذا اونٹ کے معدے کے لئے مفید خیال کی جاتی ہے اور گویہ
عجیب جانور گٹھلیوں کے کھلائے جانے کے وقت بری طرح بلبلایا کرتا
ہے تاہم اوسکا مالک زبردستی منہ چیر کر حلق مین پہنچائے بغیر باز

ہنہین رہتا جیسا کہ لندن میں سفر پر کچھ عورتوں کو ہر شکل کھانا کھلایا جاتا ہے
 دوران عمل میں شتر بان اونٹ کے زرخے پر ہاتھ پھیر رہا ہے تاکہ
 مذکورہ بالا غیر مرغوب خوراک جلد جلد پیٹ میں پونج جائے۔ حکیم سقراط
 ایک بسیار غور کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ دیوتاؤں کے
 ذریعے سے اپنی گردن کی درازی کا بدین خیال بہت خواہشمند تھا۔ کہ غذا کو زیادہ
 فاصلہ طے کرنے کے باعث اسے زیادہ مسرت حاصل ہوگی۔ یہی حالت
 ارتقا کی اس عجیب مخلوق یعنی اونٹ پر منطق کی جاسکتی ہے جسے قادر مطلق
 نے لمبی گردن عطا کر کے فراہمی خوراک میں مخصوص آسانی پیدا کر دی ہے
 بظاہر ناممکن الاقتتام سفر کی اثنائیں تو ہر یا کسی اور درخت پر کبھی کبھی اونٹ
 کے چپکے سے منہ مارنے پر سوانیاں کیا کرتا ہے کہ اس قسم کی بے تکلفانہ
 مسرتیں اس غریب جانور کے بیڈول جسم کی ساخت کے باعث جس میں
 چستی یا خوبصورتی کی کوئی علامت ہویدا نہیں ہوتی ہے۔ اور بھی بڑھ سکتی
 ہیں۔ عربوں کے پاس خمیوں کی تعداد کم ہتی۔ پس اکثر عرب جہان جی چاہتا
 ہوتا بیٹھ جاتے تھے اور تمازت آفتاب و عنبر سے پناہ پانے کے
 لیے گھوڑوں کے چھتیر دیواروں کے سائے وغیرہ ان لوگوں کے لیے
 کافی تھے۔ اکثر عرب اپنے بیوی بچے ہی ساتھ لیتے آئے تھے جو ایک
 ایک یا کئی کئی خاندانوں کا مجمع بنائے ہوئے اور ہر اوہر چھوٹے چھوٹے
 غاروں میں ٹھہرے ہوئے تھے جنہر ٹاٹ یا جیسے کے ٹکڑے اپنی موجودگی
 کے باعث باد و باران سے کسی قدر امن کا ذریعہ ہو رہے تھے۔ پہاڑ
 کی مشرقی جانب جو چند غار قدرت نے بنا رکھے ہیں۔ اون کے کین زیادہ
 آرام دہ حالت میں رہائش رکھتے تھے۔ ایسے آدمی جنہیں پناہ کی کوئی

جگہ بھی مل نہیں سکتی تھی آسمان کے نیچے بڑے بڑے گروہ بنا کر بے میں مرد بچے
 عورتیں اور اونٹ شامل تھے۔ ساری رات اُگ تاپتے گزار دیتے تھے
 حالانکہ برودت شب شدت محسوس ہوا کرتی تھی۔ میں خوش قسمتی سے اپنے
 تمام زمانہ قیام طرابلس میں ایسی شدید بارش کے شہدہ سے محفوظ رہا جو ملک
 عزیز پر عیسے گیمپ کے لئے انتہائی تکلیف کا باعث ثابت ہوتی اور گو مجھے کبھی کسی
 مینہ برستے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا تاہم ایسی خوفناک بارش جو صرف ایک
 یا دو گھنٹوں میں پہاڑ کے دامون میں زمیں کاٹ کر نالے جباری کر دیتی
 ہے واقع نہیں ہوئی ورنہ میرا چھوٹا سا نازک خیمہ معہ تمام اشیاء
 کے شیب کوہ پر کبھی کا یہ گیا ہوتا۔

ہر ایک نامہ نگار کو روزانہ دو عمدہ قسم کے نان فوجی تنور خانہ سے دئے
 جاتے تھے۔ علاوہ ازیں ضرورت کے مطابق ہننے اپنے کھانیا کا علیحدہ اہتمام بھی
 کر رہا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ سپنگ رائٹ اور اسلحہ جو باہم شریک طعام تھے۔
 اپنا کھانا سلیم سے بکوا یا کرتے تھے مین اور بی۔ ہال احمد کے اسٹاف کے ساتھ کھانا
 کھایا کرتے تھے جنگ اور ایسے مقامات میں سفر کر کے جہاں انسانی گز بہت کم ہوا کرتا ہو
 آدمی کو تجربہ ہو جاتا ہے کہ اپنے ساتھ کیا ضروری سامان لانا اور کس غیر ضروری بار سے
 بچا رہنا چاہئے چنانچہ میں اپنی تجربہ سے مدد لیکر جمعی شوریہ گوشت اور کراس اینڈ
 بیکن کے تیار کردہ مربون وغیرہ کی ایک مقبول تعداد و مقدار اپنے
 ہمراہ لیتا آیا تھا علاوہ ازیں بی جیکے سپر د میسران نظام
 خانہ داری تھا۔ اشارون کے ذریعہ سے
 سستی فیتون پر گوشت۔ پرند۔ انڈے۔ آلو۔ گاجہ
 اور سرخ مرچ وغیرہ کھانا پکانے

کے لئے خرید لایا کرتا تھا مقصد یہ ہے کہ میں اور میرا رفیق سفر بحالت
 قیام پڑے آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ پچھلے ہوئے اندھے دم نچت مرغ
 روئی سیوہ عمدہ قہوہ یا چائے سب اشیاء خود نوشت میں ایک بیابان میں سیتھین
 جھان کوئی شخص معقولیت کے ساتھ اور زیادہ سامان خوراک کا طالب نہیں
 ہو سکتا ہے۔ میں اور بی حفظ صحت کے اور احتیاطوں کے علاوہ جنگا نچت پر
 طعام سادہ میں خیال رکھا جاتا تھا۔ طولانی سفر پیدل طے کیا کرتے تھے۔ ایک
 مرتبہ ہم دونوں نے چار دن میں ایک سو میل پیدل سفر طے کیا اور بحالت
 سواری میں کامل تیرہ گھنٹے گھوڑے کی پشت سے جدا نہیں ہوا تھا۔ الغرض طالبین
 سے روانگی کے وقت میں اور بی ہر دو وحشیوں جیسی عمدہ تندرستی سے
 مژیں ہو رہے تھے ہم نے اصول حفظ صحت کا اس درجہ خیال رکھا تھا کہ بغیر خوش
 دئے پانی نہیں پیا کرتے تھے۔ اور کھانے کے تمام برتن پرین گینٹ آف
 پڑھائش سے دھوئے جاتے تھے۔ جو کمپ میں تندرستی کے لئے بہت
 فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے حفظ صحت کے دوسرے عام قاعدے
 جسکی پابندی فائدہ سے خالی نہیں ہے درج ذیل کرتا ہوں۔ غلاہیں کی پیٹی
 جو ہیضہ سے محفوظ رکھنے میں مفید ثابت ہو چکی ہے۔ اگر تمام دن نہ ہو سکے تو
 سورج غروب ہونے کے بعد ضرور باندھ لینی چاہئے کسانا کمانے کے
 بعد بخور طبی بخور ضرور باقی رہنی چاہئے۔ رات کی سردی میں سہل سے بالکل پرہیز
 کرنا چاہئے جو کچھ نغز اکھائی جائے وہ ریت وغیرہ
 کی وجہ سے کرکری نہونی چاہئے ورزش کی وجہ
 سے جسم گرم ہو جانے کے بعد بستر پر لیٹ
 جانا چاہئے۔ یا ایک دین تو یہ سے ختم صاف کر نیکی بہ

دھلا ہوا تھیں یا دمکت ہون لینی چاہئے واضح رہے کہ ٹھنڈا پینہ ہمیشہ
 چنکر سو کر تا ہے علاوہ ازیں ہر ایک قسم کی شکر آب سے پرہیز کرنا
 چاہئے اور جوش دیئے ہوئے پانی کا جشرت استعمال رکھنا
 چاہئے۔ اور اگر برتن دھونے کے لئے کھولتا ہوا پانی میسر ہو
 تو تھوڑا سا پرین گیش کا تیز عسرتی پانی کے اندر ڈالکر استعمال
 کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رکھنے کے لائق ہے۔
 کہ پانی کے جراثیم ہلاک کرنے اور برتنوں کو اچھی طرح دھلوانے سے
 کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر کا بیان پیا لیان۔ چھری اور کانٹے
 ہسیفہ کے لاکھون جراثیم سے متاثر ہونے کے لئے کھلے ہوئے چھوڑ
 دیئے جائیں۔

ہماری تمام احتیاطوں کے باوجود بھی سرائیت مرض کا ایک راستہ
 کھلا ہوا تھا۔ جسے بند کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ کیونکہ کیڑوں کی نیش زنی
 جسم میں جراثیم پونچانے کا ایک لالعلج وقت تھی گو یہ سُرخ و لچھی سے
 بالکل خالی بلکہ مکروہ ہے۔ تاہم اسکا بیان اسوجہ سے ضروری خیال
 کیا گیا کہ صوبطرالمیں امیر اور غریب بڑا اور بچہ کوئی بھی اس تکلیف سے نہ
 بچ سکا۔ اور یہ تکلیف اس درجہ سخت تھی کہ اسکا اظہار میرے لئے قابل
 سعافی تصور کیا جائیگا۔ علاوہ کمیوں کے جو بہت دق کیا کرتی تھیں اون سے
 بھی زیادہ سخت دشمن مجھرتے جہنوں نے ہماری زندگی کو ناقابل برداشت
 بوجہ بنا دیا تھا۔ مجھروں کا پہلا حملہ مبرطریں میں محسوس ہوا جو وقت
 کہ میں زمین پر لیٹا ہوا تھا اور میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اسوقت سے
 دوسری میونس تک دن یا رات میں کسی وقت بھی ان سے

جین نہیں ملا اور ہم سب لوگ ان ایذا رسان کی کیڑوں کی موجودگی سے
 بالکل بے بس دکھائی دیتے تھے ہمارے تمام جسم سے کیر پیر تک
 نیشترنی کے باعث گدے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ جس سے اس
 قدر تکلیف ہوتی تھی کہ مین نے مختلف چپڑے مرتبہ پانچ گرین
 ورنل خواب آوری کے لئے استعمال کی تھی گوہین نوٹش اور کے
 استعمال کرنے سے کسی قدر چپکارہ میسر ہو جایا کرتا تھا۔ تاہم کیڑوں کی
 اس قدر کثرت تھی کہ اس علاج سے زیادہ تسکین نہیں ہوتی
 تھی۔ اور نہ گندہک ہی کامرہم کوئی معقول علاج کا کام دیتا تھا۔
 ترکی جسم میں پہنچ کر جسم کو اچھی طرح ملکر نہانے کے وقت تک
 سوائے زبانی شکایت اور برداشت کے کوئی دوسرا چارہ نہیں
 تھا علاوہ اس جہانی تکلیف کے جو نیشترنی سے پہونچتی تھی اور
 بعض اوقات ناقابل برداشت ہوا کرتی تھی یہ پریشان کن خیال
 بھی ستاتا رہتا تھا کہ یہ خوفناک ملاقاتی کہاں سے آتے ہیں اور
 اپنے ڈنک کے ذریعہ سے کیا چیز میری نسون اور بھون
 میں پہونچا جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص ہسپتال کی نعشیں اور
 مقام سے چند گز فاصلہ پر دیکھتا ہے۔ جہاں اس کے کپڑے
 رات کے وقت رکھے رہا کرتے ہوں تو ان چپڑوں سے
 اس سے غصہ اور تشویش اور خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں۔
 انگلستان کے سب سے بڑے جدت طراز زندہ ناول نویس نے
 متعدد مرتبہ بڑی فصاحت سے کیڑوں کی روز افزون کثرت
 اور خطرناک زندگی کا ذکر اور ان کے حملہ کا بیان کتاب موسومہ

دیوتاؤں کی غذا میں دلچسپ طریقت سے کیا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ دریا
 کرنا چاہے کہ کیڑوں کی تکلیف بہ حیثیت قومی سزا کے کیا چیز ہے تو اسی
 پہلے ابلےس جانا چاہئے

مقام شہ

پانچم

کوہ غاریاں

اطالویوں نے نہ صرف مغربی جانب پیش قدمی میں منہ کی کھائی بلکہ مشرق کی طرف بھی انکی دُرگت تباہ کن دڑاؤنی شکل میں ظاہر ہوئی پس یہ صاف ظاہر تھا کہ حملہ آورین کی قدر زیادہ عرصہ تک کوئی جارحانہ کارروائی اپنی جانب سے عمل میں نہ لائینگے۔ نیز یہ کہ حقیقی جنگ کے نقطہ خیال کے مطابق فی الحال کوئی نیا واقعہ اٹھنا قیام عزیز یہ میں شاید نہ کیا جائیگا چنانچہ میں نے سلسلہ غاریاں اور اسی نام کے ایک موضع کو دیکھتے کیلئے جس میں ایک بڑا شفاخانہ مخصوص رو بہ اصلاح مریضوں کے لئے موجود ہے موجودہ حالات کو معاون پاکر روانگی کا تہیہ کیا۔ ۲۰ دسمبر کو میں نے ایک درجن اونٹوں کا رسالہ جنہیں ہر ایک اونٹ پر ایک ترکہ کی مجروح یا بیمار فوجی سوار تھا۔ غاریاں روانہ ہوتا دیکھا۔ گوزخمی یا مریض پد خیش کے لئے سواری شتر خالی از کلفت و کوفت نہیں ہو سکتی تاہم مجبوراً اسی سے کام لیا جاتا ہے کیونکہ طرابلس کے راستے کسی اور سواری کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ سفر غاریاں کے لئے مسٹر مانٹنگ کو اطالوی بار برداری گاڑی کا ایسے زمانہ میں دیا جانا جبکہ اعلیٰ تر کی افسر جنکی جسمانی حالت مسٹر موصوف کے مقابلہ میں بہت زیادہ خراب ہو رہی تھی اور بیا بانوں میں اونٹ پر کھینچ دہ سفر

کر رہے تھے ترکوں کی ہمدردی کو جو وہ غیروں سے رکھتے ہیں ظاہر کرتا تھا۔

شام کے وقت میں بازار پہنچا تا کہ ایک جاندار اونٹ سفر کے لئے کرایہ کروں فتحی لےنے براہ مہربانی پیشتر ہی سے ایک گھوڑا دینے کا وعدہ کیا تھا موجودہ جنگ کے زمانہ میں گھوڑے یا اونٹوں کا ملنا عزیز میں بہت مشکل ہو رہا تھا کیونکہ گھوڑوں کی وہ محدود تعداد جو نشاط بے شہر ابلس کے اپنے ساتھ لایا تھا یا عربوں سے خرید لی گئی تھیں فوجی خدمات کی کثرت کے مقابلہ میں بہت کم تھیں علاوہ ازیں تمام عمدہ قسم کے گھوڑے رسالوں اور چوکیوں میں درکار تھے پس عزیز یہ میں جو جانور موجود تھے وہ حراطت میں پائے جاتے تھے آجکل اونٹوں کے مالکوں کو معقول آمدنی ہو رہی تھی کیونکہ فوج کو ہر ایک قابل دستیاب اونٹ درکار ہو رہا تھا گورنمنٹ بہت گراں کرایوں پر اونٹ حاصل کر رہی تھی اور اخیر سال پر تو یہ حالت ہو گئی تھی کہ فوجی ضروریات کے لئے چھ سے آٹھ فرانک تک بومیہ کرائے کو جو کے لئے دیا جاتا تھا حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی چیز عربوں میں اس جنگ کو ہر دلعزیز بنائیکے لئے درکار تھی تو وہ عجیب مالی فائدہ تھا جو تمام تجارت کو موجودہ حالت میں پہنچ رہا ہے شتر بان اور اونٹوں کے مالک اپنی خوش قسمتی سے پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں چنانچہ طرابلس کے اندرون ملک میں ہر جگہ بیابانی راستوں پر بھوٹے بڑے کاروان مال و اسباب سے لدھے ہوئے مختلف چوکیوں کو جاتے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں عمدہ گھوڑے بڑے شوق سے بہت گراں قیمت پر خریدے جاتے ہیں جنگی دستیابی بہ شکل عمل میں آتی ہے کپتان ٹیلیمر

ایک تندرست گھوڑا چھٹس پونڈ قیمت پر خریدا تھا یہ ہی ایک مینے سب سے
 اچھا گھوڑا اپنے تمام زمانہ قیام طرابلس میں دیکھا تھا غالیان میں ایک ترکی
 افسر نے جو عرصہ تک جنوبی ٹولس میں آوارہ گرد رہا اور آخر کار سرحد کو
 کی طرح عبور کر گیا تھا مجھے بیان کیا کہ اس نے ایک گھوڑا چالیس پونڈ
 قیمت پر خریدا جو مثل کپتان ہٹلیم کے گھوڑے کے مضبوط اور توانا نہیں تھا
 طرابلس میں آجکل تجارت خوب چمک رہی ہے بڑے بڑے دیہات
 اور قصبات میں خریداروں سے بازار بہرے ہوئے ہیں گوشت ترکاری
 میوہ شکر چار کوہلو وغیرہ وغیرہ بکثرت فروخت کئے جاتے ہیں چنانچہ
 اہلکلی تاجروں منفعیت کثیر کے باعث بہت خوش ہو رہے ہیں اکثر مقامات
 میں عورتیں اور بچے ایندھن کا ڈھیر لگائے ہوئے بیٹھے پائے جاتے ہیں
 اور ایک چھوٹا سا مٹھ ایک پیسہ میں فروخت کیا جاتا ہے یہ ایندھن
 مزیدار غلاط پکانے کے کام میں آتا ہے یا عرب جنگ جوئی کے جورات
 کو سروی سے بچنے کے لئے آگ تاپتے ہیں اونٹوں کی اس قدر کثرت ہے
 کہ تقریباً ہر ایک جگہ ہونسلے اور زرد رنگ کے اونٹ دیکھائی دیتے ہیں
 جگہ جگہ ساتھ ہلکے سفید رنگ کے بچے بھی پائے جاتے ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ جنگ ہر طرح طرابلس کے اندرونی ملک کی بڑی آبادی کے
 حصہ کو دولت مند بنا رہی ہے برخلاف اسکے اطالیوں کی کثیر اخراجات اطالوی
 ٹیکس و ہندوں کے لئے ناقابل برواشت بوجہ ثابت ہو رہے ہیں اگر فرقہ انتر
 کہ کا کوئی مجسمہ فلاس کی سب سے بری حالت دیکھنا چاہے تو تے پلو یا
 اور کا لیبریا کے دیہات اور قصبات میں سفر کرنا چاہئے

مجھے بڑی جستجو کے بعد آخر کار ایک اونٹ مل گیا جو فوجی ضروریات سے

کی طرح بیچ رہا تھا اس کے مالک نے بچاؤ فرمائے کرایہ برائے
 غاریاں زور راہ تک کی ایسی کا طلب کیا حالانکہ سفر واپسی میں بیٹے صرف
 پندرہ فرانک کرایہ پر ایک اونٹ حاصل کر لیا تھا موقعہ پرست شتربان
 رعایت کے پاس نہیں پہنچتے ہیں۔ میرے صاف انکار کرنے کے بعد
 شتربان نے کئے آدمیوں کی موجودگی میں دوسرے دن علی الصبح چالیس
 فرانک کرایہ پر میرا اسباب بھجوانا منظور کیا چنانچہ دوسرے دن صبح ناشتہ
 کے بعد میرا سامان باندھا گیا اور میں اپنے خیمہ میں دیر تک اونٹ کا انتظار
 کرتا رہا حتیٰ کے دس بج گئے اور ہمارا بار بردار اونٹ یا اس کا مالک کہیں
 بھی نہیں دیکھائی دیا میں خیال کرتا ہوں کہ شتربان نے کچھ زیادہ نفع کا کام پا کر
 بے ایمانی اور بے شرمی سے اپنا وعدہ توڑ دیا ہو گا اور مجھ کو بالکل دھوکہ میں رکھا
 چنانچہ اس طرح دن کے تین گھنٹہ یونہی ضائع ہو گئے میں دل سے چاہتا تھا
 کہ اس آدمی نما جانور کو جس نے میرے ساتھ ایسا برا برتاؤ کیا تھا پولیس کے کمانڈرنٹ
 کے سامنے پیش کر کے اسے سزا دلوانا لیکن کسی شخص کو عربوں میں رہ کر غصہ ناک
 ہونے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ غصہ کے باعث
 جسم اور قلب کمزور ہو جائیں اور طولانی و تکلیف دہ سفر کے اشتہار میں آوارہ
 گرد جراثیم کو جسم میں داخل ہونے کا موقعہ مل جائے سب سے بڑا سبب
 ہوتا رہتا ہے کہ بعض مغرور نامہ نگار کس طرح عربوں کی تربیت اور انہیں ان کی
 حیثیت کے مطابق رہنے پر گفت و شنید کیا کرتے ہیں حالانکہ زیادہ تجربہ کار
 مسابح خوب جانتے ہیں کہ ان لوگوں سے بڑاؤ میں سر و مستقل مزاجی اور تکلیف
 یا خوشی سے متاثر ہونے کی عادت کا اظہار سب سے زیادہ بہتر ذریعہ ان
 لوگوں سے بڑاؤ قائم رکھنے کا ہوتا ہے خواہ کیسی ہی فیاضی سے سلوک نہ کیا جا

پھر بھی کوئی عام قاعدہ مقررہ وقت میں کسی کام کے انجام دہی کے متعلق طے
 کرنا بالکل فضول ہے اور کسی قرارداد کی خواہ کوئی صورت ہی کیوں نہ ہو سب سے
 بہتر ترکیب یہ ہو سکتی ہے کہ معاملہ باہمی رضامندی سے طے کیا جائے اور وسط
 درجہ کے عرب کے لئے وعدہ کی پابندی کوئی چیز نہیں ہو کرتی ہے گو مجھے
 ذاتی طور پر دنیا کی بہت سی اقوام سے سابقہ رہا ہے تاہم میں ایک انداز سے
 کہہ سکتا ہوں کہ صرف عرب ہی ایسی قوم ہے جیسے میں معمولاً ناپسند کرنے کے علاوہ
 اون پر اعتبار بھی نہیں کرتا ہوں بہ استثنائے ان کی ناممکن التہید بہادری اور فوق
 برداشت کے بہت کم خوبیاں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں یہ لوگ چند
 مستثنیات کے سوا عموماً ناخوش زور درخشاں گداز اور ظالم ہوا کرتے ہیں
 اور طرہ یہ ہے کہ بچپن سے بوڑھے تک حرص و ہوا میں گرفتار رہتے ہیں
 بری لایکس اپنی مشہور تقریر میں بیان کرتا ہے کہ عورت کی محبت انسان کے لمبے
 ساری محسوسات پر غالب رہتی ہے لیکن میں کہوں گا کہ عربوں میں بجائے اسکے
 روپیہ کی محبت جاگزیں ہے عالم عرب کے محسوسات نفوس اور بخشش
 وغیرہ فغروں سے ظاہر ہوتی ہیں اور بعض اوقات ذرا سے نفع کی خاطر وہ
 درندوں جیسی وحشت بلکہ قتل پر بھی آمادہ ہو جایا کرتا ہے چنانچہ موجودہ جنگ
 کی ابتدا میں ایک ترک کی باقاعدہ جوان صرف تین فرانک کی رقم اپنی جیب میں
 ڈالے ہوئے کسی چوکی سے روانہ ہو گیا تھا بعد ازاں معلوم ہوا کہ یہ رقم لوٹ
 لی گئی تھی اور اس چارہ لوگلا اور پیٹ ایک عربی چاقو کے ذریعہ سے کاٹ ڈالا
 گیا تھا اس سنگین جائے قیام سے روانہ ہونے پر جہاں میں ۲۲ دسمبر کو
 شب باش رہا تھا وہ غاروں میں رہنے والا خاندان جس نے مجھے پانی دیا
 تھا بخشش کے لئے چلائے گا چنانچہ میں نے ایک بوڑھے آدمی کو اس کے

بیٹے داماد اور بچوں کو جن پر یہ خاندان مشتمل تھا آپس میں تقسیم کر نیکے لئے تین پہاڑ دیدے لیکن اُس بوڑھے بد بخت نے بجائے تقسیم کر نیکے ساری رستم اپنی کر دہ چتھڑوں میں چھپالی اور تقسیم سے صاف انکار کر گیا چہرہ آپس میں گالی گلوچ کی خوفناک شور و پکار پیدا ہوئی اور دوڑ تک میرے کانوں میں آتی رہی اور لایح کی وجہ سے اُس بوڑھے آدمی کے چہرہ پر وہ تمام مکروہ علامات نمودار ہو گئیں جو انسان کی اس مذموم خواہش سے منسوب کیجاتی ہیں، اگرچہ بقرط کا یہ خیال صحیح ہے کہ چہرہ روح کا آئینہ ہوا کرتا ہے تو اس صورت میں خدا کے صفات کس قدر کم اور دوزخ کے صفات کس قدر زیادہ ایک عام عرب کے چہرہ سے ظاہر ہوتے ہیں جو اپنے جانوروں سے ایسا ہی سخت برتاؤ کرتا ہے جیسا کہ اپنے ہم جنس انسان سے برخلاف اسکے نزدیک لوگ بچوں اور جانوروں سے ہمیشہ جہربانی کا برتاؤ کیا کرتے ہیں اور عربوں کی تو یہ حالت ہے کہ جانوروں کی تکلیف سے بے پروا ہیں انکی سنگ دلی کی اور کسی سے مثال نہیں دیجاسکتی اور اُسکی محبت جو گھوڑے کے لئے مشہور ہے ایک داستان سے زیادہ وضاحت نہیں رکھتی اگر اسکا گھوڑا یا اونٹ یا گدھا ایک منزل سے دوسری منزل تک سفر کر سکتا ہے تو وہ اپنے آپکو شاد و نادر ہی راستہ میں اپنے جانور کو پانی پلانے کی تکلیف دے سکتا ہے خواہ پانی آسانی ہی سے کیوں نہ دستیاب ہو سکے اور اگر چارے جانور کو عرب کی بیدردی یا بے پرواہی کے باعث کوئی شدید زخم پیدا ہو گیا ہو تو اس حالت میں بھی بیدرد مالک اُسکی تکلیف کا کچھ خیال نہیں کرتا ہے بلکہ زخموں کو بوں ہی بے علاج چھوڑ دیتا، بشرطیکہ جانور ایک منزل سے دوسری منزل تک سفر طے کر سکے شوشہ

سے روانہ ہوتے وقت سینے اپنے کرایہ کردہ گھوڑے کے پہلو میں
ایک بڑا زخم دیکھا جو اسوجہ سے پیدا ہو گیا تھا کہ اُسکے عرب سوار نے
بید روی سے اسے مار کر رکاب کے ذریعے زخم پیدا کر دیا تھا جس کے
باعث گھوڑے کی پسلیاں نظر آنے لگی تھیں چنانچہ سینے اپنے عرب
ملازم کو بلا کر یہ زخم دیکھا یا لیکن وہ بہت حیران ہوا کہ مجھے اس معاملہ سے
کیا تعلق تھا اور بہت دیر تک اُسکی سچ میں نہیں آیا کہ میں کیوں ایسے بے
وردہ اند برتاؤ کی مخالفت کر رہا تھا آخر کار میرے فشار سے آگاہ ہونے پر
وہ بڑے زور سے ہنسا اور دریافت کرنے لگا کہ میں کیوں اس زخم کے
باعث پریشان ہو رہا تھا حالانکہ یہ زخم ایسا نہیں تھا جو گھوڑے کے تیز
چلنے میں حارج ہوتا بلکہ برخلاف اس کے وہ میری ضرورت یعنی مرل مقصود
تک اسباب پہنچانا یعنی طور پر پوری کر سکتا تھا کسی عرب سے بیرحمی
کے متعلق گفتگو کرنا بالکل فضول ہے کیونکہ وہ بیرحمی کو اس وقت تک کوئی
بُرائی نہیں خیال کرتا ہے جب تک کہ مالی نقصان کا باعث نہ ہو عزیز یہ
میں میرے خیمہ کے قریب ہی ایک اونٹ پڑا ہوا تھا جس کا کوہان بے
پردہ اہی سے اسباب وہ نیکی وجہ سے زخمی اور ہڈی ٹوٹ گئی تھی جس کے
باعث اس عزیز جانور کو غالباً بہت تکلیف ہو رہی تھی چنانچہ میں نے اُسکے
مالک کو شفا خانہ پہنچا کر کوئی مرہم یا عرق اُسکے لئے لیتا آئے لیکن مالک
مذکور کو ہسپتال کے نو کرنے پر نہ لگا سا جواب سنا دیا کہ دو ایماں آدمی
کے واسطے ہیں نہ کہ اونٹوں کے واسطے یہ جواب سن کر میں نے سولیشن
آف برن گینٹ آف پوٹاس اپنے پاس سے دیا کہ اور ہدایت کی
کہ زخم کو اس سے خوب دھوئے بعد ازاں بننے تیلیوں کی ایک انگریزی

پوٹلی زخم پر باندہ دی اس موقع پر عرب مالک نے جو کچھ توجہ اپنے جانور کے زخم کی جانب طلبہ کی تھی اسکی وجہ جیسا کہ اُس نے مجھے خود بیان کیا یہ تھی کہ جب تک زخم اچھا نہ ہو جائے اس کا اونٹ روزانہ چھ فرانک کرایہ نہ پاسکیگا لالچ جس سے مغربی محوسات بالکل نادانستہ اور متغیر ہوا کرتے ہیں کم پیش مشرقی چال و چلن کا ایک خبر ہے۔ جہانک میرا حافظ کام دیتا ہے عہد عتیق میں جانوروں سے عمدہ سلوک کی کوئی ہدایت موجود نہیں ہے۔ باستثناء اس عجیب مانعت کے کہ ایسے بیلوں کا منہ جو غلہ روزانہ کرتے ہیں نہ باندھا جائے اور یہ واحد مانعت بھی حواری پولیس کی نظروں میں صرف مثال کے طور پر بیان کی گئی ہے اور اُس سے منشاء یہ ہے کہ عوام الناس کو اپنے پادریوں کی امداد پر آمادہ کیا جائے چنانچہ حواری موصوف ایک ایسے سوال کی صورت سے بین جسے وہ خود حل نہ کر سکتے ہوں دریافت کرتے ہیں کہ کیا خدا کو بیلوں کا کوئی خیال ہے۔

عرب شتر بان کی عہد شکنی نے مجھے دوبارہ تلاش اونٹ پر مجبور کیا لیکن اس مرتبہ خوش قسمتی سے جلد ہی کامیابی نصیب ہوئی کیونکہ مجھے وہ اونٹ مل گیا جو سنگ رائٹ کا اسباب غاریان سے لایا تھا چنانچہ آخر کار دوپہر تک روانگی کا اہتمام پورا ہو گیا۔ اگرچہ فتحی بے کی موجودہ مشکلات کا خیال کرتے ہوئے میں نے اُس سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ میرے لئے گھوڑے کے اہتمام کی کوئی تکلیف نہ اٹھائی جائے اس مانعت کے باوجود افسر مذکور نے بی کے لئے ایک گھوڑا مسجد یا چنانچہ بی کو بھی چورے ہمراہ غاریاں روانہ ہونے کے لئے تیار تھا سواری مل گئی۔

ہمارے ساتھ ایک غیر بھی تھا جسکی سواری بہ نسبت مذکورہ بالا گھوڑے کے

زیادہ آرام دہ اور عمدہ چال تھی۔ سپنگز ایٹ بٹ نے براہ مہربانی بتلیم و او سسر میری اور خود اپنی بیٹے چاروں نامہ نگاروں کی جو ترکی فوج کے ساتھ موجود تھے کچائی تصویر کشی ہم چاروں بیٹھے رہے اور بی نے بٹن دبانے کی خدمت انجام دی بیٹے تینوں ساتھیوں کو الوداع کہی اور اپنا طو لانی سفر واپس کوہ میں شروع کیا جہاں ہمیں دوسرے دن غاریاں پہونچنے سے پیشتر رات گذری تھی عزیز یہ سہ رخصت کیا ہوئے گویا اسکے زندہ دل ترکوں مہربان انگریزوں بھادر لیکن لالچی عربوں اور کینہ ور جرائم ان سب کو الوداع کہنی پڑی روانہ ہونیکے بعد جب ہم تھوڑی دیر کے لئے راستہ میں ایک مقام پر ٹھہرے تو بیٹے دور بین سے عزیز یہ کے کنسپ کو دکھایا جہاں ایک دوسرے عرب کا جنازہ آہستہ آہستہ جبل زاویہ کے قبرستان کو جو ایک چوٹی پر واقع ہے جا رہا تھا چوٹی سی فندق جو کھجور کے درختوں میں واقع ہے اور جہاں غاریاں جاتے ہوئے رخ کسل گئے لئے سفر توڑا جاتا ہے عزیز یہ سے بیس میل سے کم فاصلہ پر واقع ہے جس میں سے سترہ میل کا راستہ طرابلس کے عام حالات کا لحاظ کرتے ہوئے اچھی طرح قابل گزر کہا جاسکتا ہے لیکن آخری تین میل جو بیمارٹ کے بالکل زیریں حصہ میں واقع ہیں کنکروں غاروں اور بڑی بڑی چٹانوں میں سے گزرتے ہیں چنانچہ ہمارے لئے یہ فاصلہ بوجہ تاریکی کے اور بھی زیادہ دشوار گزار ہو گیا تھا اگر ہم عزیز یہ سے جلد روانہ ہو جاتے تو بہ مشکل پیش نہ آتی سقوطہ کے غیر مشہور حصوں میں سفر کرنے کے علاوہ مجھے ایسا کوئی سفر یاد نہیں ہے جس میں مذکورہ بالا دشوار گزار راستہ سے زیادہ تکلیف دہ سفر کرنا پڑا ہو کیونکہ یہاں ساری بالکل ناممکن تھی گھوڑے کی لگام ہاتھ میں لیکر چلنا پڑتا تھا لیکن اسپر بھی گھوڑا

بار بار ٹھوکریں کھاتا رہا غاروں اور چٹانوں میں سے ستاروں کی کچھ کچھ روشنی
 نمودار تھی جسکی مدد سے ہم اسوقت پیدل چل رہے تھے لیکن حقیقت یہ ہے
 کہ ہمارے رفتار پر نسبت بیٹائی کے زیادہ ترقیاس پر مبنی تھی اور صرف
 ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہاتھ اور پاؤں صحیح و سلامت لئے ہوئے اس راستہ
 سے بچ سکے وہ ترکی سپاہی جو بطور بد رتہ ہڈ کو اڑے ہمارے ساتھ
 آیا تھا دل جمعی سے راستہ طے کرتا رہا گو وہ بھی شل ہمارے ایک ہونڈی
 روشنی دیکھ کر خوش ہوا جو ایک اونچی کچور کے درخت کے قریب سے پیدا
 ہوتی ہوئی نہیں دیکھائی دی چنانچہ ہمیں محسوس ہونے لگا کہ ہمارا تکلیف وہ
 سفر ختم ہو گیا تو تھوڑی دیر بعد ہم ایک چھوٹے سے غلیظ صحن میں داخل ہو گئے
 جہاں چاروں طرف اونچی مستحکم دیواریں دیکھائی دیں یہی تھیں یہاں پہونچنے
 اپنے آپ کو ایک ایسے مقام میں پایا جو ہمارے لئے درحقیقت ایک
 سرستہ راز تھا دو سنگین کمرے پہلو بہ پہلو موجود تھے جن میں ایک بڑا کمرہ
 ہماری رات بسر کرنے کے لئے دیا گیا یہ کمرہ تقریباً چوبیس فٹ مربع اور ارفٹ
 اونچا تھا اور پتھر میں تراش کر بنایا گیا تھا اس کمرہ میں تین جانب کارآمد کشکا
 بنایا گیا تھا جن میں سے کئی بونی تین کسانوں پر چھت قائم تھی چھت کے درمیان
 میں ایک ابراہو نقشہ دو دروازے ایک مربع کا بنایا گیا تھا علاوہ اس
 نقشہ کے تمام کمرہ میں اور کسی قسم کی خوشنوائی یا سنگتراشی کی صنعت کا اور
 کوئی نمونہ نہیں تھا دروازہ چھ فٹ بلند رکھا گیا تھا دو سر کمرہ جس میں ایک
 عرب خاندان رہتا تھا بہت چھوٹا تھا اور ہر قسم کے سنگتراشی کے
 دستکاری سے پاک ۔

یہ پراسرار کمرے کیا تھے اور کن لوگوں نے انہیں چٹانوں میں بذریعہ شگ

تراشی بنایا تھا ان سوالوں کی نسبت میری خواہش ہے کہ آثار قدیمہ کا کوئی
 ماہر اپنی رائے ظاہر کرے مجھ جیسے غیر کلمہ مولیٰ آدمی کو صراحتاً
 ہو کہ سینکڑین کمرہ کسی ایسی قوم کی دستکاری ہے جو بیابانی محستانوں کے
 موجودہ مالکوں سے بہت پہلے گذر چکی ہے گو یہ صحیح ہے کہ گذشتہ صدیوں
 میں عرب ہسپانیہ میں الحمیر اور قیروں میں مسجد سیدی حنفیہ تعمیر کر چکے ہیں۔
 تاہم مجھے اس کا علم نہیں ہے کہ عرب اپنے ہجرت کے زمانہ میں سنگ
 تراشی سے پہاڑوں میں عمارت بنانے کا شوق بھی رکھتے تھے یا نہیں گذشتہ
 چند صدیوں میں عربی تعمیر کی سابقہ نشان و شوکت ختم ہو چکی ہے چنانچہ وہ انگریز
 جنہوں نے مدینہ میں محمدی کا پتھر لکھ لیا اور بہت مقبرہ دیکھا ہے خیال
 کر سکتے ہیں کہ عربوں کا فن تعمیرات اصولاً اور عملاً کس قدر انحطاط پذیر ہو گیا
 ہے علاوہ انہیں ایک ایسی قوم جو آج کل اس قدر شہرت ہو رہی ہے کہ وہ اپنے
 رہائش کے لئے مٹی اور پتھر کے نامعلوم جھونپڑیوں سے زیادہ جو عام عربی رہائش
 میں نظر آتے ہیں اور کچھ تعمیر نہیں کر سکتی ہے وہ کس طرح ایک عرصہ دہائی تک
 بڑی محنت کا کام جو سنگ تراشی کے مکانات کی تعمیر کے لئے ضروری
 ہے برداشت کر سکتی ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ان کے اوزار بھی
 معمولی بلکہ ناکارہ ہوں ہیں قیاس کرتا ہوں کہ وہ عجیب کمرہ جہیں میں سو تھا
 کسی ایسی قوم کے ہاتھوں تعمیر کیا گیا ہے جس کا نام شمالی افریقہ کے صفحہ ہستی
 سے آج سے سیکڑوں سال پیشتر مٹا دیا گیا ہو چنانچہ ایسے قوم کی موجودگی
 مختلف کتبوں سے پائی جاتی ہے جنہیں عرب لوگ عام طور پر بیوت کہتے ہیں
 غاریان سے زودائے تک جڑا ہے اس میں ایک بڑا درجن کے
 نام سے مشہور ہے تمام اندروں طرابلس میں یہ نام جو عام طور پر صحرانہ کہلا جاتا

بساوفات سن نے میں آتا ہے شلا جبل مسجد کے اطراف یہ لفظ دیہات اور چاہات وغیرہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے صنم کے معنی ہمت اور اس لفظ کا منشا عموماً ایسی مقامات سے ہوتا ہے جکے قرب پتھر کے ڈھیر یا غرو طی مینار یا مقابر پائے جاتے ہیں جنکی مثالوں سے انگلینڈ، ماسا، آئرلینڈ، بٹنی ہی خالی نہیں ہے اسٹون ہنج اور گریٹ رول رائٹ کی سنگین یادگاریں اور وہ عجیب گڑھیاں جو علاقہ کوئن کونٹی میں پائی جاتی ہیں ان کی مثالیں بھی طرابلس کے میدانوں اور پہاڑوں کے دامنوں میں بہ صحت تمام پائی جاتی ہیں یہ نامعلوم قوم جس نے تواریخ کی وہوندلی روشنی میں ایسی محنت ان مختلف ملکوں میں انجام دی ہے کہاں سے وارد ہوئی تھی میں اس سوال کو حل کر نیکی قابلیت نہیں رکھتا ہوں اور خوش کو بیگا کر اسکا تعقب زیادہ قابل شکاریوں کے حوالہ کئے دیتا ہوں البتہ اظہار خیال کی حیرت کر اسقدر ضرور عرض کروں گا کہ میرے خیال میں یہ خوبصورت کمرے کی زمانہ میں مندر یا مقبرہ سے تعلق رکھتے تھے اور وروانہ کے پٹاؤ کے گھرے دندانے کسی بہاری دروازہ کی روک کے لئے بنائے گئے تھے اور دوسرا کمرہ جو اس کے مقابلہ میں ادنیٰ درجہ کا تھا اوسیں غالباً کوئی پوجاری یا محافظ رہتا ہو گا۔

ہیڈرین جو ایک بڑا سیاح تھا الباسا سے مصر جاتے ہوئے طرابلسی سیرینوں میں سے ضرور گزرا ہو گا یہ شخص جو رومیوں کا بادشاہ بھی تھا زبردست دانشمند اور روشن خیال سیاح تھا اگر سقراط کے خیال کے بموجب مشہور مردوں سے زندوں کی بے تکلفانہ گفتگو بڑی دلچسپی کا باعث ہو کرتی ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ عظیم الشان ہنڈر بن سے گفتگو کرنا جو پاکس رومانہ کتاب کے قابل شکر یہ عجائبات کے بموجب انگلستان سے ایران تک سفر

کے محافظوں یا چنگی خانوں کے بے روک ٹوک پیونج سکتا تھا کافی مسرت کا باعث ہو گا کیونکہ اس شخص کا سفر زمانہ حال کے جہاں گشت اشخاص کی طرح باریک بینی سے معرہ نہیں ہوا کرتا تھا بلکہ کمائن پل حمام مندر مینار سرکیں اور دیگر شاہی یاد گاریں اس فیاض بادشاہ کی قیام کی جاتی تھیں جس کا نام سکول پر دنیا کا محافظ کندہ ہوا کرتا تھا۔

مجھے رومیوں کے گذشتہ قرضہ کے نشانات طرابلس میں دیکھائی دیا کرتے تھے چنانچہ عزیز یہ میں میرے خیمہ کے قریب ایک عرب نے ایک نیارپس سکہ ریت کے ڈھیر میں سے پایا تھا گو اس سکہ پر حروف نمایاں نہیں تھے تاہم شہنشاہ مذکور کے خط و خال کچھ کچھ دیکھائی دیتے تھے اسی مقام میں بازار سے فوجی استحکامات کی طرف جاتے ہوئے میں نے ایک کوئین کے قریب ایک سوسجود رومی مینار کا ڈھیر دیکھا تھا جس میں سے ایک سپاہی تانے کا ایک سکہ نکال لایا تھا اس سکہ پر ایک جانب گردن اور چہرہ کی تصویر بنی ہوئی تھی اور دوسری جانب ایک گھوڑے کی شکل تھی یہ دونوں تصاویر خوب صاف نمایاں تھیں گو اس سکہ میں کوئی خوبی نہیں تھی اور نہ مجھے ابھی طرح اس کے دیکھنے کا موقع ملا لیکن بظاہر اس کا تعلق قسطنطنیہ کے زمانہ سے معلوم ہوتا تھا میں نے سکہ خریدنا چاہا لیکن سپاہی نے بیچنے سے انکار کیا ہینڈ کوٹر سے تقریباً ۵ میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پر بلبلہ کا بڑا ڈھیر لگا ہوا ہے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ رومی قلعہ کی دیوار کا ایک حصہ ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ یہاں صحیح ہے یا غلط البتہ یہ اغلب ہے کہ کسی زمانہ میں ان ہوا دار بلندیوں پر فوجیں مقیم ہونگی کیونکہ زیادہ جنوب اور مغرب میں خدا مس وغیرہ محلہ گلگنا کے موجود ہیں اور خدا مس

رومیوں کے زمانہ میں ایک بڑا تجارتی مرکز تھا جہاں سے سات مختلف ملکوں
پیدا ہونی تھیں کس قدر تعجب آمیز اختلاف گذشتہ رومیوں کی سیما اور ان کی
حیرت ناک زبردست گورنمنٹ کی کامیابی اور آج کل انہیں کے ورثہ
کی کمزور کارروائیوں اور عدم قابلیت کے درمیان پایا جاتا ہے۔

ہم سات بجے صبح عالم خواب سے بیدار ہو کر اپنے سنگین حجرہ سے باہر
نکلے اور ناشتہ سے قبل ہی ادھر ادھر گھوم کر اطراف و جوانب کا منظر
دیکھا جس سے طبیعت کو بہت فرحت ہوئی ہمارے چاروں طرف بلکہ
سر پہ بھی پہاڑوں کی بلند چوٹیاں موجود تھیں جن پر زیتون کے درخت اگے
ہوئے تھے اور نیچے کی جانب وادی الجیر واقع تھی جو کثرتِ باران کے
باعث گذشتہ ایام میں پھوٹ نکلی تھی اور وہ اس وقت ایک چھوٹی سی ندی
معلوم ہوتی تھی لیکن طغیانی کی تمام علامتیں چاروں طرف نظر آتی تھیں میں بیان
نہیں کر سکتا کہ اس بہتے ہوئے پانی کو دیکھ کر کتنی خوشی حاصل ہوتی تھی بعد
اس کے کہ سینے کو مین کا غلیظ پانی قیام اور سفر کی حالت میں پیا تھا۔

مذکورہ بالا صاف پانی کو جوش دینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ہنسے جو چائے
اس پانی سے طیار کی تھی وہ عربیہ اور زوارہ کی چائے سے بہت زیادہ فرما
رہتی وہ بچارہ گھوڑا اور خچر جکی گذشتہ رات بہت کم غور پر داحت کی گئی
تھی اس ندی میں پانی کے بڑے بڑے گھونٹ پیکر تازہ دم ہو گئے اسکے
بعد چڑھائی شروع ہوئی جو سخت ترین کھردری تھی جس کے دو طرف پتھروں
کے ڈھیر اس قدر سخت لگے ہوئے تھے کہ آپس میں بالکل جوڑے ہوئے تھے
بعض مقامات میں پتھر کی قدتی سیڑھیاں ایسی آرام وہ اور باقاعدہ بنی
ہوئیں تھیں کہ آدمی کی دستکاری کا شبہ ہوتا تھا سرخ مٹی کے بڑے بڑے

پائے جاتے تھے ہمے بہت دور نشیب میں غاریاں کے سلسلے اور
 ساحل سمندر کے درمیانی میدان پہیلے ہوئے تھے اس مقام سے جبل
 زاوایہ ایک چھوٹی سی پہاڑی معلوم ہوتا تھا اور غریزہ اس کے نشیب میں
 ایک سفید لکیر سی معلوم ہوتی تھی حتیٰ کہ اس وقت صاف ہوا میں شہر طرابلس
 تقریباً دکھائی دے سکتا تھا یہاں ہم نے ایک توپ چلنے کی مدد آواز بھی کی
 جب ہم نے ریت اور چٹانوں کے ٹیلوں پر جو ہمارے نشیب میں واقع
 تھے اور ان گہرے نالوں اور پہاڑیوں کے پہاڑوں پر خیر کنکہ اور چٹانیں
 پہیلی ہوئیں یقین نظر ڈالی تو مجھے معلوم ہوا کہ عثمانی افواج کا یہ میدان خط
 مدافعت قدرتی طور پر کقدر محفوظ ہے اگر کبھی توپیں ان دشوار گہرے پہاڑوں
 کے نیچے پہنچا دی جاویں تب بھی توپ خانہ اور سالہ ذرا بھی کارآمد نہیں
 ہو سکتا ہے خصوصاً وہ اطالوی پلٹینیں جو اپنے آپ کو خندقوں میں چھپاتی
 ہیں اور اپنی حقیر قلیل التعداد دشمن کے مقابلہ میں حرکت کر نیکی جرات
 نہیں رکھتیں ہیں بغیر اسکے کہ ایک زبردست میدانی توپ خانہ انکی مدد
 نہ کرے اس قسم کی فوج نہیں ہیں جو غاریاں جیسے فوجی مقام پر زیادہ اثر پیدا
 کر سکیں چنانچہ ایک عربی ترکی فوج جو اس پہاڑی سلسلہ میں کافی خوراک کے
 ساتھ اور عمدہ پانی کے قریب میں تقسیم ہو وہ ساہا سال تک بزدل طالویوں
 کو خیال میں نہیں لائیگی وہ ترکی ردیف فوج جسنے دلسٹو کی جانب
 پیش قدمی کی تھی اپنی جیبوں میں دشمن پر پہنکنے کے لئے پتھر لیتی گئی تھی۔
 پس میں خیال کرتا ہوں کہ یہاں بھی اگر چند چٹانوں کو اچھی طرح بندھا جائے
 تو اطالویوں کو دور رکھنے کی کافی تدبیر نہایت ہوگی لیکن مجھے اس امر میں
 بہت شبہ ہے کہ اطالوی فوج کو کبھی یہ بات نصیب ہو کہ وہ عثمانیہ فوج

کو اندر زون ملک میں موجودہ مقامات سے زیادہ پیچھے ہٹا سکے چنانچہ ہر طرف
میں تازہ ترین مضحکہ خیز ناکامیابی اسکی شاہد ہے اور اگر کل ہی ساری عثمانی
باقاعدہ سپاہ قتل کر بھی دیکھائے تب بھی عرب لوگ غیر محدود زمانہ تک
جنگ جاری رکھیں گے۔

ایک گھنٹہ سفر کر نیکے بعد ہم ایک ایسے مقام پہنچے جہاں چاروں طرف زراعت
ہو رہی تھی نیا غلہ اپنے خوشوں میں سے نکل رہا تھا اور نہ تیوں کے درخت
سینکڑوں کی تعداد میں ہمارے راستہ کے دونوں جانب اُسکے ہوئے تھے
غاریاں سے چند ہی میل کے فاصلہ پر ہمیں توپ خانہ کی تین گاڑیاں ملیں جن
دیکھنے سے مجھے بہت تعجب ہوا کیونکہ یہ وزنی اور بڑی گاڑیاں بظاہر اس دشوار
گزار راستہ پر کھینچ کر نہیں لائی جاسکتی ہیں بعض کو ہی تو یہیں خچروں کے ذریعہ
سے جنگ طروق سے چند دن پیشتر غاریاں سے عزیز یہ پہنچائیں گئیں ہیں
لیکن یہ کام بالکل ہی محنت تھا بہ نسبت اسکے کہ توپ خانہ کی گاڑیوں کو تقریباً
ناممکن انگیز راستہ پر کھینچ کر بلندی پر چڑھایا جائے

دوڑے کی چوٹی سے غاریاں تک زمین کی زرخیزی کا دل خوش کن منظر پیش
نظر رہا۔ سبز درخت اور گہاس نے اُس آنکھ کے لئے جو یہاں کی گیرنگی
دیکھنے کی عادی ہو گئی ہو بہت کچھ خوشنمائی پیش کی۔ علاوہ ازیں جنگلی بھول
نے ہوا کو معطر کر رکھا تھا۔ تیریاں اور پرندے نہ تیوں کے تختوں میں ادھر
اُدھر اڑتے ہوئے دیکھائی دیئے۔ میں نے جنگ خانگی لوا اور فاختہ کے علاوہ
اکھئی قسم کے پرندے بھی دیکھے۔ یہاں کیڑے اور تیریاں صرف چند ہی
قسم کے دیکھے میں آئے۔ تیر یوں میں افغان تیری بکثرت موجود تھی۔ مگر
میرے پاس انکی گرفتاری کا کوئی سامان موجود نہ تھا تاہم میں نے چند قسم کے

کیڑے اور تیریاں پکڑ لئے امید کہ اُسکے ذریعہ سے اپنے شوقین حشرات الارض دوستوں کو خوش کروں گا۔ ہر ایک واقف شخص بلا خوف تردید شبہ کر سکتا ہے کہ علم نباتات اور حشرات الارض کے متعلق اس فراموش شدہ ولایت میں کافی تحقیقات نہیں کی گئی ہے۔ یہ امر متنبہ ہے کہ آیا طرابلس اور مصر کی نباتاتی اور حیوانی زندگی میں بین فرق پایا جاتا ہے حالانکہ ٹیونس الجزائر اور مراکو کی حیوانی زندگی نمایاں طور پر امتیاز رکھتی ہے۔

مجھے غاریان میں اس قدر پُشغل و معروفیت زندگی کا منظر دیکھائی دینے کی امید نہ تھی جیسا کہ مجھے اس گاؤں میں داخل ہونے پر دیکھائی دیا۔ قبل مشاہدہ سینے قیاس کیا تھا کہ غاریان کو مثل ایک دوسری خوبصورت عزیز یہ کے جو تندرستی کے لئے زیادہ مفید ہو زیتون کے درختوں میں اودنے درحہ کے مکانات کی شکل میں پاؤں لگا لیکن اپنی آمد پر ایک بڑے مقام کو دیکھا جس میں قیاس چاہتا ہے کہ کم از کم دو ہزار آبادی موجود ہوگی۔ سفید کوہ میں پہونچ کر مجھے خوشی ہوئی کہ ہماری آمد شب کی تاریکی سے بے لطف ہونے والی تھی ورنہ راستے کے دونوں جانب چند گز کے فاصلہ پر غریق فاروں کی موجودگی جھلکے کناروں پر کوئی روک استادہ نہ تھی فی الحقیقت قالی از خطرہ نہ ثابت ہو سکتی تھی خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ابھی مسافر کے لئے خطرہ سے آگاہ کرنے کے لئے کوئی شخص تعینات نہیں تھا۔ کونک سے چند گز اور آگے بڑھ کر دلایت طرابلس کی جدید ترین تعمیر شدہ عمارت دیکھی جو ضلع کا ابتدائی اسکول تھی۔ اس کی سفید دیواریں بالکل صاف اور تمام چوبی کام روغن دار تھا۔ یہ دریافت کرنا میرے لئے تعجباً مہتر سرت کا باعث ہوا کہ اس مظل ولایت کے حکام ابتدائی مدارس پر وہیہ

صرف کرنے میں ذرا بھی تنگدلی سے کام نہیں لیتے ہیں زلویہ میں استقریڑ سے
 پیمانہ بردر سے تمیز کیا گیا ہے کہ فاصلہ سے دیکھنے پر کوٹنگ کا گمان ہوتا ہے
 عزیز یہ میں وہ خوبصورت و ہوادار عمارت جو فی الحال شفا خانے کے کام میں
 لائی جاتی ہے بحالت امن مدرسہ کا کام دیتی تھی خود سلطان جلد سعید خاں بھی
 باوجود اپنی ساری غلطیوں کے قومی تعلیم سے جتنی دلچسپی رکھتے تھے اور کم از
 کم دو سو مدرسے سلطان موصوف نے اپنے مختلف حصص سلطنت میں
 لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے قائم کئے تھے اس بد نصیب سلطان کے
 متعلق بطور حبلہ مستعرضہ عرض کرنا ہوں کہ یہ امر بہت مشتبہ ہے کہ آیا وہ ابھی تک
 زندہ ہیں؟ اور گویا ایک مکان سلطان معزول کی جائے سکونت کے لقب
 سے ابھی تک سلونیکا میں مشہور ہے لیکن کیا کوئی شخص بیان کر سکتا ہے کہ
 اس نے اس کے لیکن کو پنجم خود کبھی دیکھا ہے۔ جبل کی آبادی زیادہ تر محیص
 کے خوبصورت فرقہ سے تعلق رکھتی ہے جو تباکو اور خراب سے بالکل پرہیز
 کرتا اور سلطان کی خلافت تسلیم کرنے سے منکر ہے بلکہ غاریان اور جبل
 کے دوسرے مواضع کی مساجد میں ترکوں کو اسوجہ سے داخل نہیں
 کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن نماز کے بعد سلطان کے لئے وعاد نہیں کی جاتی۔
 غاریان کا اسکول آج کل طبی اسٹاف کے قبضہ میں چنانچہ اس میں عمدہ
 سامان سے فرین ایک وسیع ہسپتال نقیمہ اور بہ اصلاح مریضوں کے لئے
 قائم ہے۔ جو عزیز یہ سے لائی جاتے ہیں جو مریض اونٹ پر بیٹھ کر
 سفر کر کے آخر کا غاریان پہنچتا ہے وہ یہاں کے اہرام و آسائش اور کارگو
 کی توجہ سے تکلیف سفر کا کافی معاوضہ حاصل کر لیتا ہے اس عمارت سے
 دو ٹو گز فاصلہ پر وسیع کوٹنگ جو ہماری عارضی قیام گاہ تھا سر شام دھونڈلی

روشنی میں قرون متوسط کا ایک قلعہ معلوم ہوتا تھا کونک مذکور جو ایک
 بڑی عمارت ہے اپنی قدرتی خوبصورت ساخت کے باعث باقاعدگی
 نقشہ اور جگہ کی عدم کفایت ان عیوب کا کافی معاوضہ کیے ہوئے
 قائم ہے غالباً یہ بیان کرنا بے محل نہوگا کہ اسکا سلسلہ تواریخ گوما کے
 زمانہ سے تعلق رکھتا ہے جو قزاقوں کا بڑا سردار اور ترک کی الحاق
 طرابلس سے پہلے طرابلس کے وسیع اضلاع پر حکمران تھا یہ فوجی مقام
 پہاڑی کے کنارہ پر تعمیر کیا ہوا ہے اور مغربی چبوترہ سے اسکی عمارت
 اسفہ نیچے دکھائی دیتے ہیں گویا وہ وادی میں گرا جاتا ہے اس چبوترہ
 سے اُن پہاڑوں کا کوہستانی سلسلہ جو قزاقین تک پہنچے ہوئے ہیں۔
 خوب شاندار نظر آتا ہے ہماری آمد پر کمانڈنٹ طاہر بے نے جو ایک
 عرب امیر ہیں نہایت مہربانی سے ہمارا استقبال کیا اور دو عمدہ کمرے
 ہمارے قیام کے لیے دیے جیسے ہی کہ میں ان کمروں میں داخل ہوا
 مجھے پردہ دار کھڑکیاں دیکھائی دیں جن سے خیال پیدا ہوا کہ میں ڈرے
 دن کی شام ایک خرم میں گذر رہا ہوں۔ اُس شخص کا بڑا ہوجو بد سی کا
 خیال کرتا ہے تاہم یہ ضرور عرض کر دوں گا کہ وہ خوبصورت شریف
 میمیان جوان تادیک کمروں میں کبھی رہائش دیتی ہوں گی۔ کبھی کی غائب
 ہو گئیں تھیں۔ ہماری آمد کا بظاہر انتظار ہو رہا تھا کیونکہ تختے اور پتھر وغیرہ
 حال ہی میں دھوئے جانے کے باعث ابھی تک گیلے ہوئے تھے۔
 جن کمروں میں ہم ٹہیرے اُن سے طوق باورچی خانہ غسل خانہ اور نوکروں
 کے رہنے کی جگہ تھی۔ بہر حال وہ صنف پاکیزہ کے اراکین جو کسی قریب
 یا بعد زمانہ میں ان چار دیواریوں کی زینت کا باعث ہو رہی تھیں

سب سے اچھے اور آرام دہ کمرون میں جو تمام کانوں میں پائے جاتے
 ہیں سکونت رکھتی ہوں گی۔ جیسا کہ فی الحقیقت ان کی حالت کے نمونوں
 تھا امور خانہ داری کے انتظام کے متعلق بطور جملہ معترضہ یہ کہنا مناسب
 معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ ترک باوجود پیری لوفی کے ممنون احسان
 ہونے کے بدین وجہ کہ اس شخص نے ترکوں کی زبردست حمایت
 کی ہے تاہم یہ لوگ اُن تصاویر سے نفرت ظاہر کرنے سے باز نہیں
 ہتے ہیں جو حرم کی زندگی کے متعلق اس شخص نے شائع کی ہیں اور جن کو ترک
 غلط اور یہودہ بتلاتے ہیں کوئی شخص اس بات کے یقین کرنے سے
 انکار نہیں کر سکتا ہے کہ اجنبی آدمیوں کی گہری ہونی حکایت جو غیر اقوام
 کی شکایات سنوان ظاہر کرتی ہیں بالعموم سے پاک اور بدشکل نہ بنائی
 جاتی ہوں اس قسم کے معاملات کا تعلق زیادہ تر خود عورتوں کی ذات سے
 وابستہ ہے اور اگر آج بیسویں صدی میں ابھی تک ترک عورتوں کو میل جول
 کے وہ مراعات حاصل نہیں ہوئے ہیں جو ان کی بیسائی بہنوں کو
 بڑی حد تک حاصل ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ بہ حیثیت مجموعی وہ
 مسلمانوں کے طریقہ میل جول سے خوش اور مطمئن ہیں اور اگر ترکی عورتیں
 اس جانب کو کوئی تبدیلی چاہیں کہ زیادہ آزادی اور معمولی میل جول اپنے
 دوستوں کے بھائیوں بیٹوں اور باپوں سے پیدا کر سکیں تو یہ بات
 یقیناً ہو کر رہے گی اور درحقیقت کہیں قدر پیدا بھی ہو چکی ہے اس نے اور
 زبردست اثر کے باعث جو ترکی قومی زندگی میں جو ان ترکی تحریک نے پیدا
 کر دیا ہے مسئلہ زیر بحث کا ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ مجھے ترکی
 افسرین و اکثر دن اور حکام مال اور خصوصیت سے ان اصحاب میں جنکی

تعلیمی حالت بہت اچھی ہے اور ذہنی حیثیت درجہ کہتے ہیں یہ بہتر ہے
 تعجب ہو کہ اُن کی بڑی تعداد تجردانہ زندگی بسر کرتی تھی۔ گو حاجت
 زندگی اور کفایت شعاری کے وجوہات کسی حد تک اس کثرت تجرد کا
 باعث ہوں تاہم ایک افسر جس سے مجھے اس مضمون پر طولانی گفتگو کا
 موقعہ پیش آیا تھا کہ تمام عمر ایسی عورت سے بندھے رہنا
 جس کے چال چلن اور طبیعت سے کوئی عملی واقفیت حاصل نہ ہو ایک
 ایسا امر ہے کہ جس کے خلاف دل بدن کثرت آرائشی پذیر ہے علاوہ
 ازین اُس نے یہ بھی کہا کہ دیکھو میرے دوستوں کی کتنی بڑی تعداد
 صرف اسی وجہ سے آسٹریلیا فرانسسین اور اطالویوں میں چلے
 گئے بیویاں تلاش کرتے تھے نئی ترکی کے مردوں کے ان خیالات
 کی اشاعت نے ساتھ ساتھ عورتیں بھی جلد اورستہ کی سے تبدیل شدہ
 خیالات کے لیے تیار ہوتی جا رہی تھیں۔ آج کل نقاب کا استعمال جسے
 یشاق کہتے ہیں ترکی اعلیٰ گھرانوں میں رواج سے زیادہ وقعت نہیں
 رکھتا ہے چنانچہ یشمین کپڑے کا وہ ٹکڑا جو ترکی شریف مستورات کے
 چہروں کو پوشیدہ کرنے کی عرس سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس قدر باریک
 اور چھوٹا ہوتا ہے کہ مشکل اس مطلب کو پورا کر سکتا ہے یہ عجیب بات
 ہے کہ اگر یشاق کا رواج بالکل متروک کر دیا جائے جیسا کہ مسلمانی دنیا
 کے ایک حصہ میں ہو چکا ہے تو قرآن شریف کے احکام کی حرفاً کوئی
 خلاف ورزی نہو گی گو یہ صحیح ہے کہ احکام قرآنی مستورات کو ایک
 حجاب آمیز رکھ رکھاؤ کا رویہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں اُس وقت
 جبکہ وہ مردوں کے مجامع میں جائیں لیکن ضروری لباس کے متعلق

جو ممانعت اس مغرض سے ملتی کہتی ہے وہ صرف اسبقہ رکھ کر عورتیں
 اپنے بالوں کو نہ کہ چہرہ کو مجامع میں ڈھانکے رکھیں۔ یہ زبردست ہدایت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عرصہ پیشتر سے نفاذ پذیر ہے اور ان
 دقیق خطوط کا مسئلہ زیر بحث رہ چکی ہے جو حواریوں نے کار تھمیں لوگوں
 کے نام لکھے تھے از انجملہ ایک حواری نے لکھا ہے کہ کوئی عورت مردوں
 کے مجمع میں ننگے سر نہ جائے کیونکہ اسے بری روحوں کی نگاہ بد سے
 بچنے کے لیے فرشتوں کے احکام کی تعمیل کرنی چاہیے جب کوئی شخص
 ایک انگریزی عورت سے اس کی مظلوم بہن کے حرم میں بندہ ہونے کی
 افسوسناک کیفیت سنے تو اسے یہ یاد رکھنا چاہیے جو خالی از لطفی نہیں ہے
 کہ انگلستان کے قوانین ملکیت ازواج کے پاس ہونے سے صدیوں پیشتر
 یہ ضروری حق جس کی رو سے عورتیں اپنی جائداد اور مال پر قابض ہو سکتیں
 ہیں ترکی میں موجود ہے درخت اور اس کے پھل کی تمثیل پیش کر کے بحث
 کرتے سے باسانی بہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ان پاکیزہ و سنجیدہ مہرمان اور
 ہمدرد خانیوں کی مابین اصرار کی چہ پوری اور بے وقوف دانشمندیوں
 یا غریبوں کی مظلوم اور فراموش شدہ بیبیان نہیں ہو سکتیں ہیں جیسی کہ
 مغربی رسالوں اور نادولوں میں عام طور پر حرم کی زندگی کی تصویر کشی
 جاتی ہے۔

کچھ دیر تک دلچسپ کے بعد کھانے سے ہم فارغ ہوئے ہی تھے کہ
 پانچ افسر بغرض ملاقات وارد ہوئے جن میں سے ایک ارخان بے نامی
 نے تھوڑی سی انگریزی بول کر لی کو بہت خوش کیا۔ ان افسروں میں
 ایک جوان ڈاکٹر بھی شامل تھا جو حال ہی میں پیرس سے خاص

طور پر امراض چشم کی تعلیم حاصل کر کے طرابلس پہنچا تھا۔ کمانڈنٹ دوبارہ
 ہم سے ملنے آیا اور ہماری ضروریات اور آسائش کے متعلق دریافت حال
 کرنے کے بعد واپس ہو کر ترقی کے لیے دو کبل بھیجے گئے واضح ہے کہ
 اس عرب افسر کا ہمارے ساتھ عمدہ برتاؤ اس کی خلقی سے زمین و آسمان
 کا اختلاف رکھنا تھا جو ہمیں غریلات میں ایک دوسرے عرب افسر
 علی فہمی ہے کے ہاتھوں نصیب ہوئی تھی اور جس کا ذکر کسی دوسرے
 باب میں کیا جائیگا۔

بی کے بعض دلی جذبات اور مناسب وقت اظہار خیالات کے بعد
 کہ اس وقت بڑے دن کی خوشی میں انگلستان میں لوگ کیا کیا کام کر رہے
 ہوں گے ہم سو گئے۔ دوسرے دن صبح ہی عالم خواب سے بیدار ہوئے
 کے بعد ان مختلف دلچسپیوں میں گھومنے لگے جو غاریان کی مخصوص
 عجائبات کھلائی جاسکتی ہیں۔ ایک کشادہ صحن میں پیسیوں رودر رخ
 اونٹ اور ان کے قریب مختلف قسم کے سامان کے جسے عزیز یہ پہنچانا
 مقصود تھا انبار لگے دیکھے اس اسباب میں پچاس بڑے بڑے بوئے
 دینے آئے سے بہرے ہوئے اور منوں کی مقدار میں گولہ باروت دیکھے
 یہ سب سیر کی خواہش اور ضرورت سے باہر تھا کہ اس پہاڑی قلعہ پر
 کار توں کہاں سے اور کس طرح دستیاب ہوئے تھے؟ فی الحقیقت عثمان
 فوج کے لیے موجودہ مستحق داد و ستائش مدافعت میں بمقابلہ اپنے قزاق
 دشمن کے کس قدر تفاوت قطع نظر دیگر حالات صرف ایک رسد رسانی
 کے مسئلہ میں پایا جاتا ہے۔ توپوں اور رائفلوں کے متشکیر سامان حرب
 اطالوی فوج کسلی سے صرف چوبیس گھنٹے میں حاصل کر سکتی ہے

برخلاف اس کے عثمانی فوج بار برداری و رسد رسانی کے لیے مجبوراً صرف اونٹوں پر اکتفا کرتی ہے جن کی سست رفتاری صرف ایک چوکی سے دوسری چوکی تک بڑی تکلیف دہ اور پریشان کن ثابت ہوتی ہو چہ جائیکہ طولانی سفروں کی قطع منازل ترکوں کی خوش قسمتی جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں صرف اسی بات پر منحصر تھی کہ گو حتیٰ پاشا نے حماقت کو کام میں لاکر طرابلس سے ۵۰ فیصدی فوج باہر روانہ کر دی تھی تاہم کوئی باروت کی معقول تعداد کو دامن اور طرابلس کے قلعوں میں موجود تھی جو خاطر خواہ کام میں لائی گئی۔ لیکن ایک ذلیل اعلان جنگ کی شرائط اور نلوئے شہر کی جلدی نے ترکوں کو سولے چند میدانی توپوں اور نسبتاً قلیل تعداد گولوں سے کہہ زیادہ سامان جنگ اپنے ساتھ بچانے کی اجازت نہیں دی کیونکہ بیابان میں میدانی توپوں کے کھینچنے کے لیے کم از کم اونیس گھوڑے درکار ہوتے ہیں علاوہ ازیں اگر ترک یہ توپیں اپنے ساتھ لیجاتے تو انہیں توپخانے کا ساز و سامان بڑی مقدار میں اپنے ساتھ رکھنے کیلئے سیکڑوں شجر درکار ہوتے جن کی فراہمی جلدی کی وجہ سے ناممکن تھی چنانچہ شہر طرابلس میں اٹالویوں نے ترک کی میدانی توپ پر فائز نہ قابض ہونے کی جو تصاویر شائع کی ہیں وہ دراصل انہیں ترک توپوں سے تعلق رکھتی ہوں جنہیں ترک کروینا ترکوں نے ضروری خیال کیا تھا موجودہ شاندار حملہ آوری کے ساتھ ساتھ اٹالوی نامہ نگاروں نے ابتداء ہی سے کارنامہ تلوار کی عدم موجودگی میں شیخی اور تنگ ظرفی سے مذکورہ بالا سستی فتوحات کو خوب شاندار بنا کر ظاہر کیا ہے غاربان میں بڑے دن کی صبح کو سویرج کی نیمری اور ہوا کی گرمی

سے مامون پہنے کے لیے ایک چھوٹی سی عمارت کے سایہ میں وہ پانچ
 تزاروین نمبر کی رجمٹ کے اطالوی قیدی بیٹھے پائے گئے جن کا
 میدان جنگ کا بخر بہ مختصر اور تلخ تھا یہ اطالین پہا ہی بظاہر اس
 کمک کا ایک حصہ تھے جو اکتوبر کی ہزیمتوں کے بعد طرابلس بھی گئی
 تھی اور جس نے اپنے دو سو اطالین پہا ہی طرابلس کے مشرق میں بخشی
 اُنہارے کی غلطی کا بڑی طرح نتیجہ پایا تھا۔ کیونکہ عربوں کی ایک جماعت
 نے اپنے اُن وارد ہمانوں کا اس قدر سختی سے شاندار استقبال کیا کہ
 بجز اُن معدودے چند نفوس کے جو بمشکل اپنی کشتیوں تک پہنچ سکے
 یا ان پانچ قیدیوں کے سب کے سب ملک الموت کی مہمانی کے اسباب
 میں شمار ہو گئے ان پانچ اطالین قیدیوں کی جان بخشی کے اسباب
 سے نہ خود قیدی باخبر تھے اور نہ اُن کے عرب قید کرنے والے
 ایسی حالت میں کہ قتل عام نخلستان کی وجہ سے عربوں کو غصہ نے مجنون
 کر دیا تھا اور عرب اپنے کسی ایک دشمن کا زندہ چھوڑنا بھی گوارا نہیں کرتے
 تھے ان قیدیوں کے زندہ باقی رہنے کی بابت بجز اس کے کیا کہا جائے
 کہ موت کا وقت مقررہ خود محافظ زندگی ہے چاہتا ہے کہ کسی ترکی افسر
 یا سپاہی نے ان ہاتھوں کی شفاعت کی ہو جیسا کہ ہوتا رہتا ہے
 یا بدبخت اطالین سپاہیوں نے عربوں کے ہند حملوں سے مرعوب
 ہو کر چلانا اور کلمہ لا اِلهَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ پڑھنا شروع کر دیا
 ہو کہ ہم بھی مسلمان اور قابل رعایت ہیں اور سادہ لوح عربوں کے با سانی
 اس دھوکے میں آجائے سے ان جلد باز نو مسلموں کی جان بخشی عمل میں
 آئی ہو اس موقعہ پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہو کہ ترکی افسروں نے

حتیٰ الیوم عربوں کو اپنے قیدیوں کے قتل کرنے سے باز رکھا ہے حتیٰ کہ
 نشاط بے نے ایک معقول رقم فی اطالوی ہر ایک زندہ گرفتار کر لاسنے
 والے کے لیے بطور انعام مقرر کر رکھی ہے اس سے زیادہ عربوں کے
 لیے ترغیب و تحریص کا اور کو نشاط رقیہ موثر ثابت ہو سکتا تھا جو شریف ترکوں
 نے اپنے دشمنوں کی خاطر مرعی رکھا ہے۔ اور جو اپنی آپ ہی نظیر ہے
 موجودہ حالت پر نظر کر کے ان پانچ قیدیوں کو تبدیل لباس طریقوں
 وغیرہ پہنا کر ساٹھ ترکی باقاعدہ جوانوں کی حفاظت اور شاہت میں
 خاریاں بھیج دیا گیا تھا اور اسی طرح سو سے زیادہ اطالوی اسپران جنگ
 بحفاظت تمام میفران بھیجے جا چکے تھے اس سے صرف یہ ہی غرض نہیں
 تھی کہ اندرون ملک کے طولانی راستہ پر زندہ ثبوت کے ساتھ
 اطالیوں کے حسب منشا کام کرنے کی ناقابلیت کی تشہیر کی جائے
 بلکہ بڑی وجہ یہ تھی کہ میفران کے محنتی ہوشیار اور مہذب باشندوں میں
 ان قیدیوں کی حفاظت قابل اعتبار ثابت ہوگی۔ پانچ اطالین سیولینونکی
 ایک پارٹی جو قبل اعلان جنگ بغرض تحقیقات بعض امور تجارتی میفران
 گئی تھی وہیں روک دی گئی کیونکہ ساحل سمندر یا دور دراز واقع شدہ
 دونوں سرحدوں پر بھیجنا ان کی حفاظت کے خلاف تھا۔

ان پانچ اسپران جنگ میں فرقہ اشتراکیہ کا جو شہلا ممبر اور جنگ
 کی عام پالیسی کا مخالف ایک نئی کمیشنڈ افسر بھی تھا جس کا بیان تھا کہ موقعہ
 پرست یا اس کے ملکی ساہوکار اس خلاف انسانیت جنگ کا باعث ہیں
 وہ اور اس کے ہمیشین دوست یکاں زندگی سے گہراتے ہوئے معلوم
 ہوتے تھے مگر متفقہ طور پر بیان کرتے تھے کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ ہوتا ہے

اور انھیں ایسا ہی اچھا کھانا ملتا ہے جیسا کہ ترکی باقاعدہ فوج کو اس جگہ یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ غذا کی تعریف معمولی نہیں ہے کیونکہ ترکی باقاعدہ اھواج کو کھانا نفیس و لذیذ قسم کا ملتا ہے۔ جب میں اُن سے دریافت کیا کہ ان کے بعد حصول اجازت کمانڈنٹ اُن کے دوستوں کو اونکی خیر و عافیت سے مطلع کروں تو انھوں نے بیان کیا کہ یہ امر پہلے ہی طے ہو گیا ہے، زمر کون نے اُن کے دوستوں کے نام نہیں ہوئے تارون کے آخر اجازت اپنی جیب سے ادائیگی میں۔ وزیر و عدویٰ کیا ہے کہ سرحدی موضع کی جانب سے بڑے دن کے جو مخالف اُن کے نام موصول ہوں گے وہ اُن کے پاس پہنچائے جائیں گے بعد ازاں نشاط بے نے قیدیوں کو اجازت دیدی تھی کہ وہ اپنے دوستوں سے خط و کتابت جاری رکھنے کے مجاز ہیں چونکہ اندرون ملک کا انتظام ابھی تک سیول گورنمنٹ کے سپرد تھا اس لیے یہ ضرور تھا کہ بیرون طرابلس بھیجے جانے والے خطوط پر طرابلسی نمک چسپان کیے جائیں فی الحال تمام خط و کتابت براہ دیہات باقاعدہ طور پر بغیر ولایتوں سے جاری ہے۔

بڑے بڑے غاروں کی موجودگی جن کو میں اپنی آمد کے موقعہ پر بہ نگاہ سرسری دیکھا تھا سو بج کی روشنی میں پوری طرح ظاہر ہوئے اور میں آخر کار ایک ایسی زمین پر پہنچ گیا جو غاروں سے بھری ہوئی تھی اور انھیں غاروں کی جو ہر طرف دکھائی دیتے تھے مناسبت سے غاریاں نام رکھا گیا ہے اُن میں سے بعض غار چالیس فٹ تک عمیق تھیں اور اس قدر طویل جن کی چٹانیں بہت ڈھالو ہوتی ہیں۔ اور جن کے اندر اوس غلیظ اور سبز رنگ کے پانی سے بہرے ہوئے حوض بنے ہوئے ہیں جو غالباً

اُن غاروں کے عجیب ساکون کے کپڑے دھوئے اور پینے کے کام میں
 آتا ہو گا جن کے متعلق بعض غاروں میں کوئی ایسا نشانہ نہ ہو بلکہ منظر نہایت آنا
 کہ اُن کے ساکن جس کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر بیرونی دنیا سے تعلق
 معاشرتی سہولت پیدا کرنے پر قادر ہو جائے اور نہ کہ بنی ناگہن سے کہ منہ
 یا اور کوئی چیز لگا کر بوجہ کناروں کی زمین کے لزور ہو سکتے یا پھر جا سکے
 اس لیے قیاس چاہتا ہے کہ کم و بیش بڑی ترسیل "خوشنیت" راستے ان
 غاروں میں ضرور ہوں گے غاریان میں ان غاروں کے مائیں برابر بناؤ
 کرنے اور کدہ ناتراش ہونے میں خاص طور پر زیادہ بہ نام ہیں۔ ان سے
 خواہ کیسی ہی نیک نیتی کے ساتھ بے تکلفی ظاہر کی جائے مگر یہ اُسے بری نظر
 سے دیکھتے ہیں بعض اوقات ترک کی سپاہی ان وحشیوں سے مذاقا کہتے
 تھے کہ تم اپنی بد شکل عورتوں کو زیر زمین براہ رشک قید رکھتے ہوئیں کی صحت
 کا مجھے کیتھہر اس طرح بخیر ہو کہ اتفاقاً ایک غار کے کنارہ پر کنبہ ہو کر جون ہی
 میں نے نیچے کو نظر ڈالی ایک بد شکل جوان عورت نے جو بالکل مردانہ وضع
 میں تھی مجھ سے گایان سناتے ہوئے بھاگ جانے کو کہا لیکن قبل اسکے کہ
 میں اسکے حکم کی تعمیل کرتا اسی اثنائے میں مردانہ وضع کی پہلی سے زیادہ کر کے منتظر
 عورتوں کو بلا لیا گیا اور وہ بھی چلاتے ہوئے میری طرف عجیب وضع سے دیکھتے
 اور منہ بنائے لگیں اور ان کی بلند آواز نے مجھے یاد دلایا کہ آج سے قبل ز
 ہزار سال کس طرح "الواتورینج" نے "غار نشینوں کی کیفیت ان الفاظ
 میں بیان کی ہے کہ وہ لوگ چہا پکلی اور سانپ کھاتے ہیں اور عام
 انسانوں کی مانند بات چیت نہیں کرتے بلکہ چکا ورون کی طرح چلاتے ہیں"
 الغرض ان عجیب المخلوقات وحشیوں کی منظرہ سے بچکر میں ایک رومیوں کے

زمانہ کے بنائے ہوئے ستون کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنے اُس زمانہ کا خیال کرنے لگا جب ہیر وڈوٹس کی کتاب پڑھا کرتا تھا اور اسکے تمام دلچسپ مقامات کو حفظ کیا کرتا تھا مجھے یہ بھی خیال آیا کہ مقابلہ موازنہ کرنے پر حضرت عیسیٰ سے چار سو سال پیشتر حصص اندرون ملک افریقہ کے متعلق معلومات بہم پہنچانا سہل الحصول تھا بہ نسبت آج بیسویں صدی کے۔

کستدر طول طویل زمانہ گذرا کہ ہیر وڈوٹس کو ان زمین پر گھسیٹنے والے دھون کے بکروں کا حال معلوم تھا جن کی زمین اس قدر بڑی ہوتی ہیں کہ گڑولنوں میں رکھ کر چلایا جاتا تھا۔ اور اُس نے اُن آدمیوں کا ذکر بھی سنا تھا جن کے جسم پر بال ہوتے ہیں۔ نیز افریقہ کے اُن بڑے بندروں سے واقف تھا جن کی قوت اور خوشخواری خاص طور پر مشہور ہے اور جن کو دوبارہ ڈیوچلیو نے اُس کے ایک عرصہ بعد دریافت کیا ہے۔ اور کیسی کیسی عجیب غریب حکایتیں طرابلس کے ان ہی حصوں کے متعلق اُسے معلوم تھیں جن میں سے ایک اُن پانچ جوان آدمیوں کی ہے جو بنی غازی یا اُس کے قرب وجوار کے باشندے تھے اور نئی معلومات حاصل کرنے کے شوق سے بھرے ہوئے یہ دیکھنے کی غرض سے کہ آیا وہ اُس مسافر سے جو ان اجنبی حصوں میں زیادہ سے زیادہ اہلک دور گیا ہوا اور آگے کہاں تک جاسکتے ہیں۔ شمالی افریقہ کے ان اندرونی حصوں میں سے ہو کر گزر رہے تھے جہاں درندوں کی بڑی کثرت تھی ان جوانوں کا انتخاب بوجہ کثرت اُمیدواران بذریعہ قرعہ اندازی عمل میں آیا تھا اور قبل روانگی ان جوانوں نے ازراہ پیش بندی پانی کا ایک ذخیرہ ہمراہ لے لیا تھا۔ اور ہر بناخصوصیت ممتاز ایک طویل سفر کی مغرب کی طرف سے ابتدا کی گئی۔ یہ بیچا سے دوران سفر میں چند دفعہ خون

کے قریب پہونچے اور ان کے پھل جمع کرنا چاہتے تھے کہ بہت سے بہتے تھے
 آویہوں نے انھیں شل قیدیوں کے گرفتار کر کے دلدل پر سے گذر کر ایک
 ایسے شہر میں لے لیے جہاں کے تمام باشندے سیہ فام اور بہتے فامت
 تھے۔ ان قیدیوں کے ساتھ بظاہر لونوں کی طرف سے عمدہ برتاؤ کیا گیا
 اور آخر کار بحفاظت بنی غازی کے راستہ پر پہونچا دیا گیا جنہوں نے بن غازی
 پہونچکر علاوہ اور باتوں کے یہ بیان کیا کہ ان کے بوسے میں بان سب کے
 سب جاوے گئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ اس قصہ کی سر زمین خاریان سے
 مراد فی تعلق رکھتی ہے کیونکہ یہاں دلدل کے باشندے اور وہ جنگل موجو
 ہے جس کا دریائے کالگو گھریالوں سے معمور رہتا ہے اور جو سائر نیوں کے
 دریافت کرنے کے بعد یورپ کی نظروں سے اسوقت تک پوشیدہ رہا
 جب تک اسٹینلی کو کینہ توڑ جنگلیوں کے زہر آلود تیروں کا مقابلہ نہ کرنا
 پڑا جس جگہ میں بیٹھا ہوا تھا اس کے داہنی جانب ایک سوراخ کے منہ پر اسکی
 ننگی ہونی مٹی کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا عندالاستفسار ایک ترک سپاہی نے
 کہا کہ یہ کارروائی ایک چوٹی کی ہے جس پر بظاہر مٹی کے بڑے ڈھیر اور چوٹی
 کی نئی سی بساط کے فی الحقیقت اعتبار کرنا ناممکن تھا۔ اس موقع پر ایک دفعہ
 اور خیالات نے ہیر وڈوٹس کی دلچسپ کہانیوں کی طرف توجہ کی از بخلاف ایک
 کہانی میں وہ بیان کرتا ہے کہ چوٹی کس طرح زمین کہو در سنہری مٹی کے ڈھیر
 لگا دیتی ہے اور جو شخص روپیہ کی خاطر خطرہ میں پڑنے کے لیے تیار ہو جاتا ہو
 تین ایسے اونٹ جس میں ایک بچے والی اونٹنی بھی مشاغل ہوتی ہے
 اور جبکا بچہ مان کے چلے واپس ہونے میں کوشش کرنے کی مرضی سے
 مکان پر چھوڑ دیا جاتا ہے ہمراہ لیکر سنہری مٹی کی تلاش میں جاتا ہے

اور کامیابی کی صوت میں سنہری مٹی کو جلد جلد جمع کر کے اونٹوں پر بار کر دیتی
اس وقت تک کوشش کرتا ہے جب تک کہ جینیوٹھیان سورخ سے نکلنے شروع
نہو جاویں ورنہ فوراً ہی بچہ والی ساڈنی پر سوار ہو کر اسے گہر کی جانب دوڑاتا
شروع کرتا ہے اور جب کہیں ان تیز رفتار میڈیٹھن نے طلا آئینہ مٹی کے کسی
حریم کو کچھ چلایا ہے تو اس کی بہ قسمتی کا کچھ ٹھکانا نہیں رہا ہے اس موقع پر یہ
ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ میرڈوٹس کا مطلب درحقیقت اس جینیوٹھی
سے نہیں ہے جس کا مٹی کا ڈمیر لگایا ہوا ہیں نے دیکھا تھا اس کا مطلب
ان جانوروں سے جو رات کے وقت شکار تلاش میں پھر کرتے ہیں۔ اور
جن کا نام اینٹ میر یعنی جینیوٹھی کا کچھ اور قد چھوٹے سور کے برابر ہوتا
ہے یہ جانور بہت کم دکھائی دیتا اور گہر جانے پر بڑی بہادری ظاہر کرتا
ہے جو صاحب جنوبی افریقہ میں بسلسلہ ملازمت رہ چکے ہیں وہ بخوبی جانتے
ہیں کہ اون کے گھوڑے اور وہ خود ان جانوروں کے سورخوں کی وجہ سے
بڑے خطرہ میں رہا کرتے تھے

بازار سے مختلف چیزیں خریدنے کے بعد ایسی چھل قف کے طور پر جو انگلستان
سے روانگی کے بعد پہلی ہی مرتبہ طرابلس میں کی گئی تھی زمینوں کے تختوں میں
گئے اور جا قیام کی واپستی ہمیں معلوم ہوا کہ ہماری اس کوہستانی جنت میں
ہمیشہ نمودار ہو گیا ہے جس پر پلٹا آب ہوا کی عمدگی کے یقین آنا مشکل تھا
لیکن ہمیشہ کے کیس ہمارے سامنے موجود تھے ایک روز شیخ عزیز کے
طبی اسٹاف نے باوجود کارآمدگی ازراہ نادانی ایک ایسے بڑے
ہسپتال میں جو ہضہ سے پاک تھا چار ہیضے کے مریضوں کو بھجوا دیا تھا
جن میں سے ایک مرجحاً تھا۔ طرابلس میں باوجود ہر قسم کی نگرانی کے

و بارہیضہ کے پہلنے کی روک تھام نامکن ہے کیونکہ عسرب ہر وقت حتیٰ کہ علانہ
 مرض کے ظاہر ہو جانیکے بعد بھی مصروف نقل و حرکت رہتے ہیں یہ امر یقینی ہے
 کہ شہر طرابلس سے وارد ہونے والے شتر بالون اور آوارہ گرد عربوں کے ذریعہ
 سے زریز میں اور عبیض میں ہیضہ کی ابتدا ہوئی شتر بالون کا قاعدہ ہے کہ منزل
 مقصود پر پہنچنے کے بعد ایسی حالت میں بھی کہ موت کا ہاتھ اپنے صاف دکھائی
 دینا موصوبات یا موصاعات کے غلط صحتوں یا کھلی ہوا میں اپنے رفقا کے شریک
 حال ہو جاتے ہیں اس وجہ سے بھی معمولی حالت میں دبا ہیضہ کو پہلنے کے لئے
 میدان صاف ملتا ہے تاہم غریزہ کے طبی اسٹاف کا یہ فعل کہ اسنے چار دیوین
 کو جن کے متعلق ہیضہ میں مبتلا ہونے کے بارہ میں کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا تھا
 ایسے راستہ پر سفر کرنے کے لئے مسجد نیا جو دشوار گزار اور طویل تھا اور جبکہ انتہا
 ایک ایسی جگہ تھی جواب تک اس مرض سے بالکل پاک تھی تقریباً ناقابل عذر ہر
 اور جو ہیضہ کے یکایک ایک اچھی صحت گاہ میں نمودار ہو جانے کے باعث طبی
 اسٹاف غاریان کی بڑی پریشانی کا باعث ہوا علاوہ اور آدمیوں کے ارخان
 بے ہی میرے پاس آئے اور غاریان کو چھوڑ دینے کا پد زور الفاظ میں مجھے شورہ
 دیا لیکن میں نے ان سے کہا کہ میں جو شس کیا ہوا پانی پیتا ہوں اور کھجور میں یا ایسی
 خوراک نہیں کھاتا جو کھلی ہوئی رہتی ہو اس صورت میں اپنی نوات کے متعلق مجھے وہاں
 ہیضہ کی کچھ خوف نہیں ہے تاہم چند اور یہی وجوہات تھے جن کی وجہ سے جلد روانہ ہونا
 ضروری تھا ابتدا میرا خیال غاریان سے سیدھا زویہ جانے کا تھا اس صورت میں شلک کے
 ایک ضلع کے دو کمرے کرنے کے بجائے ایک پر سفر کرنا ہوتا اور ایک نئی سرزمین
 سے یہی واقفیت حاصل ہو جاتی تھیں غاریان سے دو منزل پر وہ خاص دلچسپ
 مقام بھی واقع تھا جکا نام سن ہے اور جو غالباً گول یا کسی اور قسم کے پتھر سے بنا یا گیا

ہے لیکن چند در چند قباحتوں کی وجہ سے ارادہ ابتدائی عمل میں نہ آسکا کیونکہ اول تو تمام
 اونٹ سرکاری خدمات کیلئے کرایہ پر حاصل کر لئے گئے تھے اور ذاتی استعمال کیلئے اونٹ
 کا ملنا ناممکن تھا دوم گھوڑے اور بچہ بھی کرایہ پر نہیں مل سکتے تھے کیونکہ کمزور اور بیمار جانوروں کا
 علاج کر کے میدان جنگ میں جانے کے قابل بنا دینے کے کوشاں مویشی کے ڈاکٹروں کا ہیڈ
 کوارٹر اس کوستانی گالون میں تھا اور انکی نگرانی میں تقریباً تمام اور گھوڑے موجود تھے
 علاوہ اسکے مجھے اگر کوئی گھوڑا مل ہی جاتا تو ساری آبادی میں ایک زمین ہی موجود نہیں تھا
 اور اگر صرف اسباب کیلئے کوئی اونٹ ملتا تو اور میں سپیدل سفر کرنا بھی کر لیتا تو عام راستوں
 سے جدا گانہ راستہ چرکی حفاظت نہایت خطرہ میں تھی سفر کرنا ہوتا اور سپاہی بدتر کے
 طور پر بھی ملنے ناممکن تھے چنانچہ ان وقتوں کو محسوس کر کے میں نے طاہر بے کو اطلاع
 دی کہ میں اسکی نصیحت کی مطابقت عام راستہ سے عزیہ ہوتا ہوا واپس جاؤنگا میری اطلاع
 وہی شریف کمانڈنٹ کیلئے خوشی کا باعث ہوئی کیونکہ طاہر بے معاشاف میرے
 نئے راستہ پر سفر کرنا بھی خواہش سے متردد نظر آ رہے تھے اور میرا سفر کی سیان کردہ
 وقتوں کی عدم موجودگی کی صورت میں بھی انکے تردد کا باعث ہونا ایک بڑی کج خلقی
 ہوتی کیونکہ یہ لوگ ازراہ شرافت ذمہ دار یوں اور امتحان کی نازک حالت میں بھی
 میری ذاتی خوشی اور آرام کا خیال رکھتے تھے پہر کس طرح ممکن تھا کہ میں کوئی ایسا کام کر
 پر آمادہ ہو جاتا جو میرے مہربان مینہ بالوں کی پریشانی اور تکلیف کا باعث ہوتا میں نے
 شروع ہی سے یہ اصول مقرر کر رکھا تھا کہ حتی الوسع اس جنگ میں ترکی اسٹاف کو کوئی
 تکلیف نہ دون جب کوئی شخص ان بہادر سپاہیوں کی سخت وقتوں کو دیکھے اور ان کی ہمت
 کی مہربانی اور جہان نوازی کا تجربہ حاصل کرے تو اسے فی الحقیقت محسوس ہو گا کہ
 انے واجبی ضروریات کا بھی اظہار کرنا ظلم ہے مجھے ایک ہفتہ پیشتر ایک نامہ نگار
 کو سواری کے لئے گھوڑا دیا گیا تھا اور دوسرے نامہ نگار کو ایک گول ڈیڑھ میں ان

نامہ نگاروں پر ان چیزوں کے متعلق اعتراض نہیں کرونگا کیونکہ وہ جس طرح میرے
 ہی خواہ ہیں اسی طرح ترکی کے گریہ ضرور کہوں گا کہ ہم لوگوں کو اپنی خوش قسمتی سے
 ایسے شریف اسٹاف سے واسطہ پڑا ہے جنہوں نے خندہ پیشانی سے یہ چیزیں نذر کیں
 ورنہ دنیا میں کوئی دوسری فوج نامہ نگاروں کو ان چیزوں کے مفت دینے کا خوب
 میں ہی خیال نہ کرے گی نامہ نگار واجبی طور پر فوج سے جو طلب کر سکتے ہیں وہ خوراک کے
 بشرطیکہ وہ باضابطہ مقرر کئے گئے ہوں یہاں نامہ نگاران کو حرکات و سکنات کی
 اس قدر آزادی حاصل تھی کہ وہ گویا خود مختار حکمران تھے مگر اسوجہ سے کہ ترکی فوجوں کا
 تسلط ایک بہت بڑے میدان پر تھا اور ذرا لچ اچال وال فال محدود اس لئے نامہ نگاروں
 کو غلط فہمیاں کی حالت دیکھنے میں کامیابی نہیں ہوئی ورنہ ترکوں کی فیاضی اور
 کشادہ دلی تو اس سے ظاہر ہے کہ برٹش رعایا کا ایک ایسا شریف آدمی ہی میدان
 کارزار میں موجود تھا جو مشرق قریب کا متوطن تھا اور بلا ایسے کاغذات کے جسے اخبار
 کا نامہ نگار ہونا ثابت کیا جاسکے وہ اپنے آپ کی وجہ کتاب کی تصنیف کی نسبت ظاہر
 کرتا تھا یہ شخص قابلیت اور وسیع معلومات رکھنے کے علاوہ مشرق مغرب اور ہندوستان
 کا بھی سفر کر چکا تھا اگر جنگ کے متعلق کوئی تجربہ نہیں رکھتا تھا حتیٰ کہ فوجی معاملات کی معمولی
 باتوں سے بھی واقفیت نہیں تھی باوجود اسکے کہ اسکی نسبت معلوم ہو چکا تھا کہ اُس نے
 اُس پارٹی کی پالیسی پر سخت نکتہ چینی کی ہے جسکا فتحی بے حمان نتائج ہیں اسے
 ترکی اسٹاف کے امر اعلیٰ نے اعلیٰ اور ہر قسم کا اخلاق برتا بلکہ اسے ترکی مدافعت لائنوں
 کے دیکھنے کی اجازت بھی دی گئی تھی نسبت میں پورے طور پر یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان
 معلومات کو بری طرح استعمال نہیں کریگا ساتھ ہی اس کے میں سے مبارکباد دیتا ہوں
 کہ اس نے اپنی خوش قسمتی سے عزیزہ کے جیسے امروت اور مہربان افسروں کو باقاعدہ
 مہذب دنیا میں کسی جگہ ہی ایک معمولی نامہ نگار کو جو باضابطہ وثائق کی بنا پر فوج میں

تغیبات ہو مرضی کے مطابق میدان جنگ میں گھومنے اور آنے جانے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے گی میں اس بات کے ظاہر کرنے پر مجبور ہوں کہ زمانہ حال کی جنگوں کا تجربہ رکھنے والے شخص کو نظر میں اجنبیوں سے ترکی اسٹاف کا یا موت پر تامل و مناسب اخلاق کی حد لگے بڑا گیا تھا اور اس درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ بیہودہ اور لغو خلق کہا جاسکے۔

میں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر ایک اونٹ کرایہ پر کر لیا ایک چھوٹا سا کاروان شام کی وقت بسر کر دئی ایک ایسے زندہ دل سار جنت کے عزیز یہ جانو لا اٹھا جو ایسا ستین شخص تھا کہ نہ کشیدہ اور نہ بین کم پایا گیا اور جسے افسر اور ڈاکٹر افسدی کے نام سے مخاطب کرتے تھے یہ شخص فرانسیسی زبان کے جید لفظ جانتا تھا اور جب کسی مجھے ملتا حتی کہ ادبی رات کو بھی گڈ مارنگ کہتا یہ سار جنت عربوں سے بحسن اخلاق پیش آتا تھا اور عرب بھی بظاہر اس کا خیال کرتے تھے و نیز اس کے احکام کی جلد تعمیل ہونے کا ہر بے کو الوداع کہی اور دو کمرے میں ہی شخصت ہو گا طالین قیدیوں نے بھی کچھ بات چیت کی لی نے چلتے وقت زیادہ تر ناظم جلد بڑا اون مبارک اپنی زبان سے ادا کیا ہم شمال کی جانب روانہ ہو گئے اطلالین اسیران جنگ ہمارے پیچھے چھوٹ گئے نظروں سے دیکھتے ہوئے ایسے تھے ان بچاروں کو سال گذشتہ کے بڑے دن تک یہ خیال گذرا ہو گا کہ سال اُسندہ میں عید کا دن غاریان کے غار نشین لوگوں میں بحالت اسیری گزرے گا۔

یہ یوں کی خوشبو سے لدی ہوئی ہوا آہستہ آہستہ چل ہی تھی اس مرتبہ ہمارا سفر اتار رہا تھا ایک موقعہ بظاہر ختم ہو رہا تھا الا صحر کا لپہ نیچے پہلا ہوا دیکھا اور اس مرتبہ ہی توپ کی دھیمی گرج سنائی دی راستہ میں دھڑ دھڑتین اور عورتوں نے ملاقات کرتی ہوئی دیکھائی دیں ان عورتوں نے ایک دوسرے کو پرندوں جیسی آواز سے پیار کیا قبل ازیں ان عورتوں کا طریقہ اظہار محبت نہیں دیکھا تھا اسلئے میں نے خیال کیا کہ سب ہمارے رشتہ دار ہو گئی کیونکہ عام قاعدہ کے مطابق ایک عورت دوسری کے پاس بدوین سلام و دعا کے گذرتی دیکھی گئی تھی اور جب وہ راستہ میں ہمارے قریب پہنچتی تھیں تو ایسے چہروں کو بخوبی فریج کے اندر چھپا لیا کرتی تھیں ہوسر ج غروب ہونے سے پیشتر ہم فندق پہنچ گئے ہمارے یہ دیکھ کر

یا ایسی موتی کہ اُس خوبصورت حجرہ میں وہ عرب خاندان جنکی مجموعی تعداد مہجوں کے دس آدمیوں
 کی تھی مقیم تھے اگر ہم انہیں وہاں سے نکال بھی دیتے تو ان کے قیام کی نفرت دلائی والی نشانی
 پاتے اسلئے ہم نے صبر اور بڑے دل کی نیک نیتی کے ساتھ خاموشی اختیار کرتے ہوئے دوسرے
 کمرہ میں قیام کیا تاثریف سارا جنٹ نے جو کچھ ممکن ہو سکا ہمارے لئے راحت کا انتظام کیا ایک عرب
 کو نکالنے کے بعد جو کمرہ میں میری پائنتین اُن کر لیت گیا تھا میں نے سارا جنٹ اور اسکے اٹھ ساتھیوں
 میں سے چار پر زور دیا کہ وہ ہمارے ہی کمرہ میں سوئیں ہمارے کمرہ میں آگ جلائے کیوجہ سے وہاں
 اس کثرت سے پہل گیا کہ ہم اندر سے ہوتے جاتے تھے کیونکہ وہاں نکلنے کو واسطے سوائے دروازہ کو
 اور کوئی راستہ نہیں تھا ہم سب نزدیک بیٹھ کر کہا کیا کہا یا اور چار پی سوئے کے واسطے لیٹے ہی
 تھے کہ ہم پر کپڑے حملہ آور ہوئے اور ہمارے تمام ستروں اور کپڑوں کے اندر پیل گئے اور کاٹھا
 شروع کیا سب لوگ جم کر ہنسنے لگے حتیٰ کہ بی بی بچاؤ نے کراہنا شروع کیا میں اپنے بستر کی چادر
 اتار کر اسے دی ۱۹۱۱ء کے بڑے دن کی رات کا جب کہی میں خیال کرتا ہوں تو میرے جسم میں سو
 ہونے لگی تھی یہ ایک گہنہ اس تکلیف میں گذار کر بی اور سارا جنٹ اپنے بستر وئے اٹھ بیٹھے اور باہر
 جلا کر طلوع آفتاب تک میں جم کر ہنسنے اور رگڑتے رہے انکے قریب ہی ایک چھوٹی سی دیوار کے
 نیچے ایک عرب خاندان ابطو سے شہنشاہ تھا کہ درمیان میں ماں باپ اور چار و نظف چھوٹے چھوٹے
 بچے اور ان کو بڑے بچے محاصرہ کئے ہوئے پڑے تھے غریب بی جو موسم اور وقت کے رواجی محوسات
 کا خورجہ گہرا ہونچے کیلئے چین مورا تھا اور گذشتہ رات کی تکلیف فراموش نہیں کر سکتا تھا اور جیسا کہ
 اُسے کہا وہ بڑے دن کی رات میں کچھ لطف نہیں اٹھا سکا حقیقت میں یہ بہت برا ہوا کہ اسے ایک
 بڑے تہوار کی رات کو شبِ خوابی کے کمرے سے کپڑوں نے بے عزتی کے ساتھ نکال دیا میں نے
 اُس سے بیان کیا کہ بقول ہمارے لوگوں ایک ہوٹل کی ساری کہیاں تھیں جو کہ جہاں تو وہ سافر کو
 بستر سے بھیچا دیتے گرا سکتے ہیں میں نے اس کی جہانی اور ولی تکلیف کو کم کرنے کی خاطر
 کمرے کو کپڑوں کے لطیف بیان کئے اور سرد و فرولاس کے اس فیاضہ قول کو بھی نقل

کیا کہ کیا اپنی ذات سے مکروہ نہیں ہیں بلکہ ان کا طریقہ زندگی مکروہ ہے لیکن میری ہر ایک
 کوشش جو طرافت اور دل لگی پر مبنی تھی بی کیلئے کار آمد ثابت نہیں ہوئی کیونکہ بڑے دن
 کے موقع پر کہاں تو انگلستان کی چیلنج ایل غیب شب حکمتی ہوئی شراب قسم قسم کے لذیذ کھانوں
 صاف تہرے کپڑے اور نرم گرم بستر وغیرہ وغیرہ اور کہاں ہماری موجودہ ذلیل اور درد
 ناک حالت ان دونوں کا بھی اختلاف خود دردناک تھا بہر صورت سنہ گرم گرم قہوہ کا ایک
 ایک آب خورہ پیا اور کچھ ناشہ کیا جسکی وجہ سے دلگی اور مذاق کے مقابلہ میں ڈراما صاحب
 فرشتہ رحمت جیسے کارکن فحش بے کہ بھیجے ہوئے کھوڑے نکلے تو ہمارے حواس بجا ہو گئے غاریا
 کے مہربان افسر نے بغیر ہماری اطلاع کے ہیڈ کوارٹر کو بذریعہ تار اطلاع بھیج دی تھی کہ ہم بیدل
 روانہ ہو گئے ہیں اسکا یہ نتیجہ تھا کہ راتوں رات ہمارے کمرے بھیجے گئے جو صبح ہی سولاری کھیلے
 تیار ملے تکی بدولت ہم اپنے پرانے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئے جہاں ہمیں ہیضہ کے بھوٹ نکلنے
 کی خوفناک خبر ملی جسکی ابتدا ایک دن پیشتر ہوئی تھی اور جو میں گھنٹہ میں چودہ آدمی مبتلا ہوئے
 تھے جس مکروہ میں ہم سوئے تھے اسکے باہر چار نمین ہیضہ کے مریضوں کی موجودگی تھیں تحقیقات
 سے ثابت ہوا کہ مریض عرب ایک رات قبل ایک جنوبی گاؤں میں شب باش رہے تھے اور
 کسی موٹر کنوین کا پانی سب نے پیا تھا گو یہ تحقیق ہو گیا کہ یہ مرض عزیزہ کے پانی خرابی کی
 وجہ سے پیدا نہیں ہوا تھا تاہم اس مرض کا فوری اثر کمپ کیواسطے خطرناک تھا اسلئے فوراً
 احر کے ڈاکٹروں نے بڑی مستعدی سے اپنا کام شروع کیا تمام بازار کی جگہ علی الاٹون اور تاجروں کی
 صاف کر کے از سر نو بازار کو فاصلہ قائم کیا گیا اور دونوں کنون میں پیرین کینٹ آف پلاس ڈالا
 گیا اسپر بھی پانی خوش دیکر نافذ کر کے کام میں لایا جاتا تھا غلیظ اوٹون اور تر بالون سے فوجی
 کپے صحن کو بھی صاف کیا گیا تب کہیں جا کر فرشتہ اجل کا ہاتھ جلد ہی رک گیا اور میرے باقی
 ماندہ زمانہ قیام طرابلس میں عزیزہ یا غاریان کے کمپیون کے اندر اور کوئی کیس ہیضہ کا نہیں
 ہوا یہ مرض حیدر جلد شروع ہوا تھا اسبقت جلد ختم کر دیا گیا اور ہمارے دلونسے ایک بہت بڑا

اندیشہ اٹھایا جن لوگوں نے اس مرض کے مریضوں کو دیکھا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ مشرقی حالات میں یہ لفظ کیا معنی رکھتا ہے اور کس طرح استغراق اور بے انتہا درد ہوتا رہتا ہے ہونٹ نیلے ہو جاتے ہیں اور پہرہ ہونٹ کے قبل تکلیف کو کم کر نیوالی بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور سب زیادہ یہ کہ ان لاشوں کی تدفین میں جو دونوں صبی بے پرواہی عمل میں آتی ہے۔

بڑے دن کے ایام میں یہ ایک دوسرا سسنی خیز واقعہ پیش آیا جب اطلالیوں نے شہر اطالیہ میں پر قبضہ کیا ہے سلطانی فوج کے ملازم عربوں کی ایک تعداد کو اپنا جواب وارنا لیا ہے مجھے ہمیشہ سے اس نالائقانہ اور بایا نہ حرکت سے نفرت رہی ہے کہ کوئی قوم دشمن کے غلام لوگوں کی جماعت کو اپنی اغراض کا آلہ بنائے مجھے خوب معلوم ہے کہ سمیری جنوبی افریقہ میں پانچ شلنگ اون شہر اور عام قومی جاسوسوں کو دیکر اس مکر و عمل سے پرہیز نہیں کیا تھا جنہوں نے ضرورت کی حالت میں اپنے ملک اور انبار ملک سے مخالفت اختیار کر لی تھی فی حقیقت یہ مشکل ہو کر ان حرازدوں کی زیر نظام الٹی ہوئی فوج کی تیاری کی کوئی معقول وجہ بتائی جاسکے

میں اطالوی جاسوسوں کی ایک جماعت کو عین زارہ کے قریب ایک ترکی پٹرول نے محسوس کر گھیر لیا معلوم ہوا جانیپر ان لوگوں نے اپنے آپ کو حوالہ کر دینے کے مقابلہ میں لڑنا پسند کیا آخر کار ایک اطالوی النسل جاسوس مارا گیا اور دو عرب جاسوس زندہ گرفتار کر کے عورت لائے گئے جنکی نسبت معلوم ہوا کہ اطالین فوج میں ملازم ہیں اور تاحال عثمانی خزانہ سے بھی تنخواہ پاتے رہے ہیں ادویہ جاسوس وقت گرفتاری اس ذرا سی تبدیلی کیساتھ ترکی نیلی وردی پہنے ہوئے تھے کہ بجائے ترکی نشانوں کے کالرون پر اطالوی نمبر لگائے ہوئے تھے۔ رشتا طے کر کے مکرہ میں کورٹ مارشل منعقد ہوا اور پیچھے پر ہاتھ بندھے ہوئے دونوں ملزم پیش کئے گئے جرم کے متعلق کوئی شبہ تھا نہ صفائی لہذا باضابطہ پراسی کی سزا تجویز کی گئی اتنا حقیقت میں کماؤد رنجیف کے یہ دریافت کر نہیں کہ انہوں نے سلطانی اطاعت کی علف کی کیوں خلاف ورزی کی تھی ان دونوں میں سے زیادہ عمر کے شخص نے کہا کہ بال

بچوں کے فائدہ کی خاطر لیکن جیسا کہ ظاہر ہوا اس عذر میں معقولیت نہیں تھی کیونکہ اسے
اطلاوی خزانے سے جو تنخواہ ملتی تھی وہ اس سے زیادہ نہیں تھی جو ترک ادا کرتے رہے تھے
دوسرے کم عمر مجرم نے صرف یہی کہا کہ میں مجرم ہوں اور میرے پاس کوئی عذر بھی نہیں
ہے میں اپنے آپ کو کورٹ کے رحم پر چھوڑتا ہوں اور باقی ماندہ کیلئے خدا سے رحم کی
درخواست کرتا ہوں دونوں مجرم تحقیقات کے وقت ثابت قدم رہے اور انے کسی قسم کی
اغزش ظاہر نہیں ہوئی کم عمر آدمی نے ابتدائے کارروائی میں سگریٹ مانگا حتیٰ کہ سناٹے
موت کے مناسے جانے کے بعد بھی باطمینان سگریٹ پیتا ہرارت گزارنے کیلئے دو
مجرم ترکی لائون کو بھیجے گئے اور دوسرے دن سات بجے صبح کے دونوں مجرموں کو
علیحدہ علیحدہ بغرض تشہیر سنت نبی آدم اور بنی غشیر میں کچور کے دھتورے لگا کر پہانسی دیدی
گئی تاکہ ان تمام لوگوں کو جو موجودہ ضرورت اور خطرہ کی حالت میں اپنے مذہب
سلطان اور ساتھیوں کو دغا دینے کے لئے لالچ دے جائیں عبرت حاصل کرنے میں مدد
وہ سب بڑا دغا باز حسونہ پاشا جو نہ ترک اور مذہباً مسلمان معاشرہ ناگورنٹ
عثمانیہ کا نمک خوار ہے اپنے ایسے بیٹے کو جو ترکی افرتھا نمک حرام بنانسی کوشش
میں ناکامیاب رہا اسکا بیٹا اپنے ناراض ہو کر جنگل کو نکل گیا اور اپنے رفیقوں کے
شریک حال ہو کر شل سلطان کے ایک سچے سپاہی کے او سو وقت تک دشمنوں سے
لڑتا رہا جب تک کہ اس لڑچوان کی زندگی کو بیوقت موت کے ہاتھ نہ جوبجا کی وجہ
سے دور دراز پہاڑ میں واقع ہوئی تھی قطع نہیں کیا جبکا نام سچے بہادروں اور ملکی
جہان نثاروں کو تا ابد افسوس رہے گا۔

بکشم

ہسٹر کو واپسی

غزیرہ پہونچنے پر یمن معلوم ہوا کہ ٹیلیہم اور اوسلر فندق بنی غشیرہ چلے گئے تھے اور سپنگ رائٹ نے شدید پچش سے حال ہی میں افاقہ پانا شروع کیا تھا مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس ملنسار اختیار نویس کے وفادار ملازم سلیم نے اپنے آفاقی تیمارداری میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا تھا موسیٰ بے نے سپنگ رائٹ کو عارضی قیام کے لیے ایک کشادہ اور آرام دہ صیمہ عنایت کیا تھا جو مرض کی حالت میں خصوصیت سے آرام و آسائش کا باعث ثابت ہوا۔ گو مریض کو افاقہ ہونا شروع ہو گیا تھا تاہم میں نے زیادہ اصرار کیا کہ وہ دوسرے ہی دن میرے ساتھ غزیرہ سے روانہ ہو جائے۔ سپنگ رائٹ نے پہلے ہی سے روانگی ٹیونس کا ارادہ کر لیا تھا تاہم وہاں پہونچکر پوری شفا حاصل کرنے کے بعد کپڑے و خوراک ہیا کر کے دوبارہ ترکی فوج سے آئے چنانچہ میرے مشورہ نے جلد روانہ ہو جانے پر اُسے بالکل ہی مستعد کر دیا میرے دوست نے پچش جیسے جلد صاحب فرش کر دینے والے مرض کو قابل تعریف مستقل مزاجی سے برداشت کیا تھا لیکن ابھی یہ نہایت ضروری تھا کہ وہ جلد کیمپ کی جراثیم سے مؤثر شدہ سرزمین سے علحہ

ہو کر یہاں کی صاف اور کھلی ہوئی ہوا میں زندگی بسر کرے۔ علاوہ ازیں اس کی
 مسافری میرے لیے لطف صحبت کو پُرسرت بنائی والی تھی۔

شیخ بیرونی کی عنایت جو سپنگ رائٹ کا دوست تھا بدینہ جہت قابل
 شکر گزاری ہے کہ اُسے فرانس کی حقیر رقم پر ایک اونٹ بھائے لیے کرایہ پر
 دلوادیا۔ حالانکہ آج کل اونٹوں کا کرایہ بہت گران ہو رہا ہے۔ ایک اور اونٹ
 سپنگ رائٹ کی سواری یا یون کہئے کہ اُس کے بیٹے کے لیے کرایہ کیا گیا۔
 دوسرے دن پریشان کن ناخبر ولایت و محل سے یکوشش چھٹکارا حاصل
 کرنے کے بعد دو بجے کے قریب ہماری روانگی کا وقت آ گیا چنانچہ میں فتحی بے
 سے مختصر الوداع کہنے جس جدا ہونا خالی از افسوس نہ تھا کونک گیا۔ لیکن
 یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ یہ شاندار افسر جس کی متعدد شاندار خدمات
 اپنے ملک کا وہابی شکر یہ حاصل کر رہی ہیں بخارین بستلار ہو کر صاحب فراش
 ہو رہا تھا تاہم میں نے اپنے دل کو ہلالِ احمر کے تین ڈاکٹروں کی اس سڑے سے
 تسکین دی کہ فی الحال بخارین خطرہ کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔ اگرچہ سیکہ
 اطالوی اخبار نویسوں کی دروغ بیانیان متعدد مرتبہ فتحی بے کو قتل کر چکی ہیں
 تاہم مجھے یقین ہے کہ میرا دوست جلد صحت یاب ہو جائیگا۔ مجھے شبہ ہے کہ فتحی بے
 کے بخارین شدت کا باعث وہ غلہ سے لد ہا ہوا کاروان ہوا تھا جسے سرحد پر
 فرانسیسی افسر نے تھلون مزاحی سے روک دیا تھا۔ اس کاروان کو جو ولایت
 طرابلس کے لیے غلہ لارہا تھا دو ہفتہ سے زیادہ مدت تک سرحد پر پڑا رہنا پڑا اور
 جیسا کہ بعد میں ظاہر ہوا ہے فتحی بے کو جو تسکین دلائی تھی وہ صحیح ثابت ہوئی
 یعنی کاروان کو طرابلس میں داخل ہو جائے کے چند ہی دن بعد اجازت ملنی
 فتحی بے نے اپنی مسلسل جان کلامیوں اور متواتر جسمانی تکالیف کی موجودگی



کرنیل فوجی اک سائق قصل عثمانی متعبہ ٹیلوس

میں بھی ہمارے آرام کا خیال رکھتا تھا علاوہ اسکے کہ میرے لیے بلا میری درخواست
 نوارو تک سواری کے لیے گھوڑا دیا تھا اُس نے یہ کم بھی دیا کہ طاہر بے کے
 وزیر سے ہمارا تعارف مانشیہ گزٹوٹ سے کرایا جائے جو ہمارے کاروان میں
 شریک ہو نہ والا تھا۔ اس، یعنی ہمسفر کی صحبت میرے لیے سفر کی ابتداء
 سے انتہا تک سچی خوشی کا باعث ثابت ہوئی مانشیہ گزٹوٹ کی گزٹوٹ پولینڈ
 کا ایک ممتاز اویس ہے جو اسلام کے متعلق اپنی ایک تصنیف کے لیے مشہور
 ہے۔ کتنے کم اشخاص اس امر سے واقف ہیں کہ ولنا اور پولینڈ کے دوسرے
 قصبوں اور گائون میں ایک لاکھ مسلمان آباد ہیں؟ یہ بیان خالی از ہمتی
 نہ ہو گا کہ مانشیہ گزٹوٹ کا اسلامی نام سیف الدین ہے۔ یہ صاحب یورپ
 میں اسلام کی اس مغربی چوکی کی عجیب آبادی کے بڑی گرجوشی سے مداح
 و معاون تھے ولنا اور اسکے ملحقات میں اشاعت اسلام کی دلچسپ مختصر
 تاریخ یہ ہے کہ ستر سالہ عین اسلام کے ابتدائی رہنما کریمیا سے پولینڈ میں
 پہونچے۔ ان کے بعد اور مسلمان تارک الوطون نے قرب و جوار کے سڑاروں
 سے مدت تک تیغ زنی کر کے کریمیا ہی سے مغرب کی جانب پیش قدمی کی۔
 قوم پول نے ان نوواردوں کا خوشی سے استقبال کیا جنہوں نے اس حسن
 سلوک کے عوض اپنے اس نئے ملک میں فوجی ملازمت خوشی سے منظور
 کر لی۔ فریقین میں کسی ایک کو بھی اس سوئے میں کوئی شکایت پیدا نہیں
 ہوئی مسلمانوں نے عمدہ شہریوں کی طرح سکونت اختیار کر کے اس نئے
 وطن کی خدمت و فاداری سے انجام دی۔ قوم پول نے مسلمانوں کے سربراہ
 خاندانوں کو اپنے ملک کے موروثی امرا کی فہرست میں شامل کیا اور ان کے
 قیام کو زیادہ مستقل بنانے کی خاطر مزدور اور ملکہ ویکر مساجد تعمیر کرا دیں۔

جن میں سے پچاس مسیحی قدیم پولیسٹڈ کے مختلف حصوں میں ابھی تک موجود ہیں۔ عیسائیوں نے بھی مسلمانوں کی فوجی ملازمت اختیار کی، چنانچہ بہت سے پولیسائی عثمانی فوجوں میں ملازم رکھے گئے۔ جنگ کرمیا کے زمانہ میں سلطان کے پاس دو سالے اور دو کاسک کپتانیان ایسی موجود تھیں جن میں صرف عیسائی بھرتی کئے جاتے تھے۔ یہ کمپنیں جو زیادہ تر روسی پولیسٹڈ کے باشندوں پر مشتمل تھیں اور جن کے مخصوص علم پر صلیب اور ہلال دونوں اپنی نمائندگی سے ایک خاص امتیاز پیدا کرتے تھے۔ روسی گورنمنٹ کی نظر میں کھٹکے لگیں۔ چنانچہ ۱۸۷۷ء میں جنگ سے ٹھوٹے اسی عرصہ پیشتر سلطان عبدالحمید خان نے اپنے اس حصہ فوج کو روسی گورنمنٹ کے دباؤ سے تخفیف کر دیا، ولنا اور اس کے قرب وجوار میں عیسائی اور مسلمان آج کل بھی باہمی حسن سلوک کا ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی بیویاں اور بیٹیاں سوسائٹی میں آزادی سے ملتی جلتی رہتی ہیں۔ مسلمان بچوں کو اکثر اوقات پال اوپھیر کے عیسائی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ قوم پول کے جب دو شخص آپس میں ملتے ہیں تو ان کا ہر وہ سلام اسلام کے پُرانے اصول اسلام علیکم شروع ہوتا ہے جس کے جواب میں ”حضرت عیسیٰ کی رحمت ہمیشہ ساتھ ہے“ کہا جاتا ہے۔ اور اگر ایک مسلمان اپنے عیسائی دوست کو سلام کرتا ہے تو وہ ہمیشہ مذہب عیسائیت کے اصول کے مطابق سلام کی ابتدا کرتا ہے۔ ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے سلام کے جواب میں ”ہمارے پیغمبر کی رحمت ہمیشہ ساتھ ہے“ کہتا ہے، یعنی بھائے حضرت عیسیٰ کی رحمت کے ”ہمارے پیغمبر کی رحمت“ جو ابا کہا جاتا ہے۔ اسلام کا کوئی سچا پیرو حضرت عیسیٰ کی رفیع الدرجاتی میں شبہ نہیں کر سکتا ہے۔ کیا پیغمبر اسلام نے حضرت عیسیٰ

کو روح اللہ کہو مخفی طلب نہیں کیا؟ اور اس تعریف کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ کو اپنے اوپر زیادہ ترجیح نہیں دی؟ حضرت عیسیٰ کو مسلمان لوگ دروغ و غیبت سے بے خیال کرتے ہیں۔ لیکن ایسے تعلیم یافتہ عیسائیوں کی تعداد کس قدر کم ہے جو اسلام کے متعلق ادنیٰ معلومات حاصل کے بغیر عروہوں اور کثرت از واج کے مسائل پر بہرہ ور ہو کہ اس شروع کرتے ہوں اور کافی معلومات حاصل کر سکنے کے لیے اپنے آپ کو تکلیف دینا پسند کرتے ہوں۔ متعصبانہ عقائد کے سلسلہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے زیادہ بے بنیاد کوئی دوسرا متفقہ نہیں ہے، سکتا ہے کہ ترکوں پر مروجہ نکتہ چینی کے مطابق مذہبی تعصب کا الزام لگایا جائے۔ اس الزام کو متعصبانہ مذہب قرار دینا واعبات اور تواریخ کا سر بھی بدلانا ہے۔ احکام قرآنی مذہبی معاملات میں وہ کامل آزادی گوارا کرنے میں ہر رومن کی تصویق اور پرائیویٹ دونوں فرقوں سے اصول اور عمل میں بہت زیادہ لگے بڑھے ہوئی ہے۔ سلطنت عثمانیہ میں یہودیوں کو وہ شہر تک نصیب کبھی برداشت کرنا نہیں پڑا جو یوروپ کے تقریباً تمام عیسائی ممالک میں ایسے روا کر رہا گیا ہے آرمینیا کے قتل عام جن پر تمام روشین خیال ترک سلطان عبدالحمید خان کے مردہ زمانہ کی سب سے بری یادگار کی حیثیت سے افسوس ظاہر کرتے ہیں مذہبی خیالات سے مل میں نہیں لائے گئے تھے کیونکہ یومانی اور شامی اور دوسرے عیسائی جو آرمینیوں کے محلوں میں رہتے تھے اس خوفناک زمانہ میں بالکل محفوظ رہے۔ اگر کوئی شخص قرآن کی معتدل فہمی کا ان عیسائی فرقوں کے عام رجحان سے مقابلہ کرے جو پیغمبر عربی کے ہم عصر تھے بلکہ مابعد زمانہ سے بھی اگر مقابلہ کیا جائے تو اس کو ٹھیک صاحب کی معتدل فہمی اور دوسروں کے لیے کشادہ دلی دیکھ کر تعجب ہو گا۔ گو عیسائیوں

کے بڑے تیوہار کے موقع پر جب حضرت مریم اور حواریوں کی مورتوں کا پیرا
 کی گلیوں میں جلوس نکالا جاتا ہے ترکی فوجوں کا انھیں سلامی دینا قرآن
 کی خلاف ورزی ہے جو کسی قسم کی تصویر یا مورت کی تعظیم کرنے سے بدینوہ
 مانع کرتا ہے کہ ایسا کرنا باعث تقویت بت پرستی ہے تاہم یہ خوش
 خلقانہ فعل ایسی کشادہ دلی پر مبنی ہے جس کی مثال عیسائی دنیا میں کم پائی
 جاتی ہے۔ بہمن اپنے روشن خیال ملک انگلستان میں ایک دفعہ یہ ضروری
 معلوم ہوا تھا کہ ایک اسی قسم کے جلوس کی جسے ایک عیسائی چرچ نے انگلستان
 میں نکالنا چاہا تھا مخالفت کیجئے۔ قبل اسکے کہ ہم اور ون پر تعصب کا
 الزام لگا کر نفرت کریں۔ بہمن چاہیے کہ ہم اپنی کوتاہ بین آنکھوں سے تعصب کے
 شہتیر نکال ڈالیں۔

مانشیہ گارٹوٹ کے نطف صحبت میں سفر کی تکلیف بہت کم ہو گئی تھی
 یہ شخص جوش اور فخر سے شوپین باڈی رف اسکی میڈم۔ کیوری۔ و دیگر
 پول مشاہیر کے متعلق گفتگو کرتا رہا یہ شخص نہایت ذی علم اور روشن خیال
 موسیقی میں پورا ماہر تھا اور اپنے تمام کمالات کو سالہا سال سے ترکی
 کی نئی تحریک کے لیے وقف کر کے اسکے متعلق مختلف خدمات انجام دیتا
 رہا تھا۔ ہمارا سفر واپسی ایسی سرزمین سے شروع ہوا تھا جو نناک اور ہالی سے
 جا بجا کم و بیش بھری ہوئی تھی۔ پہنے سپنگ رائٹ کو آرام دہ طریقہ پر
 گٹھری بنا اونٹ پر لا کر پیشتر ہی روانہ کر دیا تھا۔ لیکن میں پیچھے اسوجہ سے
 ٹھہرا ہا کہ اپنے گھوڑوں کے لیے چار دن کا دانہ خرید لوں ہماری اگلی پارٹی
 سے بیابان میں راہ گم کر کے آوارہ گردی شروع کر دی تھی۔ لیکن ہم اس

امر سے مطلع ہوئے بغیر بہترین میں پہونچ کر اسی جگہ مقیم ہوئے جہاں پہلے
 ٹھہرے ہوئے تھے۔ دو گھنٹہ کے بے چین کر دینے والے انتظار کے بعد
 ہمارا مرض رسیق سفر بھی ہم سے آگلا چنانچہ مینے اُس کے لیے کوشش
 بیٹر کا تازہ دودھ مہیا کیا۔ واضح ہے کہ ملک طرا بلس میں مینے اپنے
 سائے زمانہ قیام میں پہلی مرتبہ اس وقت تازہ دودھ دیکھا تھا جو
 سپنگ رائٹ کی موجودہ حالت میں اس کے لیے موزون خوراک تھی
 مینے یہ دیکھ کر کہ ایک عرب گاڑ ٹوٹ کے بستر پر لیٹنے کی تیاری کر رہا ہے
 کسی قدر تیزی سے اسے باہر نکل جانے کے لیے ڈانٹ کر کہا۔ لیکن یہ معلوم
 ہونے کے بعد بہت لطف آیا کہ یہ عرب دراصل خود گاڑ ٹوٹ تھا جو ایک
 سفید لبادہ اور کان ٹوپ سردی سے محفوظ رہنے کی خاطر پہنے ہوئے تھا
 ہمارے کاروان کے اور میروں میں علاوہ دو ڈیوٹشی باشندوں کے فزان
 کا ایک اسکول ماسٹر بھی تھا جو قسطنطنیہ، جارہا تھا۔ اس اسکول ماسٹر کے
 پاس ماؤزر اُفل تھی اور کارٹوسوں کی ایک پیٹی اپنے سینے سے لٹکائے ہوئے
 تھا اور گویہ اکثر چوٹے چوٹے پزند و پیر فیر کرتا رہا لیکن اسکا کوئی نشانہ کالگ
 نہایت نہوا تا ہم اس شخص کی مام حالت فوجی قابلیت اور مزاج کی سختی
 ظاہر کرتی تھی۔ شام کے چار بجے ہم لوگ زاویہ پہونچ گئے جہاں کے عرب
 قائم مقام نے ہمارا بڑی عزت سے استقبال کیا اور مجھے اپنے پاس کچہری
 میں بٹھایا جہاں اس وقت اہل معاملہ کا ایک گروہ موجود تھا۔ یہاں
 بیٹھے بیٹھے مجھے اوس موقعہ کا خیال آیا جبکہ آخری مرتبہ بحیثیت ایک
 مجسٹریٹ کے میں سد ماہی کشن کا اجلاس کر رہا تھا۔ چنانچہ میرے اختیار

اُس اختلاف سے سُکرا دیا جو کسفور کے کوئی ہال کی آرائش و خاموشی اور
 موجودہ حالت کے شور و غوغا میں صریح طور سے نمایاں تھا۔ یہ خدا ہی کو علم ہے
 کہ یہ قائم مقام مقامات کا فیصلہ کس طرح کیا کرتا تھا اپنے تو صرف یہی دیکھا
 کہ وہ فوراً اپنا فیصلہ سُنا دیتا ہے جس سے بظاہر ہر ایک شخص حتیٰ کہ وہ قیدی
 بھی جسے سزا دی گئی ہو مطمئن نظر آتا ہے یہاں عدالت میں ایک لائے قد کا
 داروغہ جیل جس کے ہاتھ میں ایک بڑی کھنٹی تھی موجود رہتا تھا جس شخص فیصلہ سنائے
 جانے کے بعد بلا توقف قیدی کو باہر پہنچا دیتا تھا۔ جب ایک گھنٹہ اس
 عدالتی شور و غل کو سُنتے ہوئے گزر چکا تو بین عدالت سے اجازت حاصل
 کر کے بازار کے چوک میں تازہ ہوا کھانے کے لیے گیا۔ یہاں پہونچ کر مجھے
 محمد بے خوش منہتی سے ملے جو سُت بنی آدم کے افسر رسالہ بن ہم دونوں
 ترکی قبوہ پینے کے لیے ایک چھوٹے سے قبوہ خانے میں گئے جہاں
 شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی ایک بُری تصویر دیوار پر آویزاں تھی۔ محمد بے اسوقت
 بہت خوش تھے۔ صاحب موصوف نے براہ مہربانی ایک خط اپنے بھائی کا
 جو بنی غازی میں انور بے کی ماتحتی میں کوئی خدمت افسری انجام دیتا رہا تھا
 دکھلایا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ برادر مذکور نے اطالیہ میں پر حملہ کر کے
 علاوہ بہت سے آدمیوں کو نہ تیج کرنے کے ایک سو سپاہیوں کو گرفتار
 بھی کر لیا تھا نیز یہ کہ اس مختصر لیکن شاندار کارروائی کے صلے میں۔
 سلطان نے اس افسر کو مجبر کے عہدہ پر ترقی دی تھی۔ محمد بے اسیوقت
 بنی آدم روانہ ہو جانے والے تھے جہاں اپنے دوست عارف بے کو دکھائی
 غرض سے تازہ خرمون کا ایک خوشہ اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے
 کیونکہ عارف بے نے ابھی تک خرمے کا کوئی خوشہ نہیں دیکھا تھا

اول الذکر نے مجھ سے اٹھائیس دسمبر کو اُن دو آدمیوں کے بھانسی دے
 جانے کی کیفیت بیان کی جسکی نمک حرامی کا ذکر میں گذشتہ باب میں کر چکا ہوں
 اور کہا کہ ان میں سے ایک کی بھانسی کے وقت میں خود بھی موجود تھا۔
 ہمارے سکون اقامت میں تین تین جرمن افسروں کی دفعۃً آمد سے حال
 پیدا ہو گیا یہ تینوں افسر پوری فوجی وردیاں پہنے ہوئے تھے اور جیسا کہ تعارف
 کے بعد ظاہر ہوا اُن سے ملاقات کرنا خالی از مسرت نہ تھا۔ دوران گفتگو میں معلوم
 ہوا کہ ایک صاحب جسکا نام لفٹنٹ پیرنگ تھا انگلستان کے خاندان پیرنگ
 کے رشتہ دار تھے دوسرے جرمنی پرل و ہال وگ اوتیسرے صاحب
 اُن کے بھائی تھے ان تینوں شخصوں نے صاف دلی سے اقرار کیا کہ وہ حقیقت
 نامہ نگار نہیں تھے تاہم انہوں نے میرے اس سوال کا کوئی معقول جواب
 نہیں دیا کہ اُن کے محکمہ جنگ نے کسوجہ سے اپنے تین افسروں کو کجالت ملازمت
 نامہ نگارانہ حیثیت سے طرابلس میں داخل ہونے کی اجازت دیدی تھی۔
 مجھے ظاہری علامات سے معلوم ہوا کہ یہ اصحاب ہمارے جرک دوستوں کی
 منظر میں کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے جنہیں غالباً مشتبہ ہو گیا تھا کہ یہ
 جرمنی موقع کے متعلق جاسوسی کی خدمت انجام دیتے اور مافعت کے عام
 حالات کی اطلاع لینے وطن لیجانے کی غرض سے دارو ہوئے تھے عجیبی
 کو بالائے طاق رکھ دینے کے بعد بھی میں اس خیال سے باز نہیں رہ سکتا
 کہ ان اصحاب کا میدان کو بھجایا جانا جرمن گورنمنٹ کی منظوری بغیر عمل میں
 نہیں آیا تھا جو ہر ایک ممکن ذریعہ سے ترکون کے دلوں سے وہ خطرناک اثر
 دفع کرنا چاہتی تھی جو موجودہ حالت میں انگلو جرمنی سے مدونہ لے اور جرمنی
 کے اطالین باشندگان سلطنت عثمانیہ کی حفاظت اپنے ذمہ لینے کے باعث

پیدا ہوا تھا جب ہم پہلی مرتبہ رات کے وقت مغرب کی جانب سے زاویہ
 میں داخل ہوئے تھے تو اس وقت سست رفتار اونٹوں پر تکلیف دہ
 سفر کے باعث بہت تھکے ہوئے تھے لیکن جب ہم یہاں سے اپنے سفر
 واپسی پر روانہ ہوئے تو اس وقت صبح کا وقت تھا نیم سحری چل رہی تھی۔
 کچھور کے شاندار درخت آپس میں گلے مل رہے تھے ہم چند عربوں کو ان درختوں
 سے لٹمی لکاتے دیکھ کر گئے اور اس شراب یعنی وزعت خرماء کے قدرتی
 شیرہ کو خرید کر پیا۔ یہ شیرہ بحالت تازگی بہت اچھا شربت ہوتا ہے۔
 لیکن اس پر جلد ہی جھگ اُجھاتے ہیں اور اس حالت میں ایک انگریز کو
 نسبت اپنی ابتدائی حالت کے زیادہ مرغوب ہوتا ہے بعض اوقات
 یہ شیرہ راتوں رات جھگ لے آتا ہے جس کی وجہ سے مجھے خوف ہے
 کہ طرابلس کے عرب جو اس عرق کے بہت شائق ہیں مبادا اس کا
 استعمال قرآن مجید کو منشا کے خلاف کرتے ہوں
 گو کبھی طرح لفظی اجازت کا استخراج کر لیں۔ گو ترکوں کے اعلیٰ گھرانوں میں
 شراب کی مانعت علی اثر میں موجود نہیں ہے تاہم ادنیٰ اور متوسط طبقات
 کے مسلمانوں کی بڑی تعداد میخوار سی سے بالکل پرہیز کرتی ہے۔ خلیج سودا
 میں قیام کر کے بین الاقوامی بحری بیڑہ۔ ملاک۔ کا بلاک ہو س جس
 تباہ کر چکا تھا تو اس وقت مجھے ایک زخمی ترک کے پاس سے گزر نیکا
 اتفاق ہوا جس کی ران میں گولی لگی تھی اور جو پانی کے لیے چلا رہا تھا
 یعنی بلا کسی خیال کے تھوڑی شراب ایک پیالی میں بھر کر اسے دیدی۔
 اس بیچاے نے اضطراب اور شوق کی حالت میں پیالی جلد میرے ہاتھ سے
 چھین لی لیکن جب اُس نے دیکھا کہ بجائے پانی کے شراب ہے تو پیالی

واپس کر دی چنانچہ میں کچھ دیر تلاش کرنے کے بعد اس کے لیے پانی لے آیا جس کو وہ بڑی رحمت سے بڑے بڑے گھونٹ بنا کر پی گیا۔ سمندر کے موجوں کی آواز ہمارے کان میں غزلیات پہنچنے تک برابر آتی رہی جس سے طبیعت کو فرحت ہوتی تھی اور دل چاہتا تھا کہ منزل مقصود کا راستہ چھوڑ کر سمندر کی جانب چلا جاؤں اور وہاں پانی میں جی کھو کر تیروں۔ لیکن میری خواہش عملی طور پر بجائے میرے گارڈ ٹوٹنے پوری کر دی یعنی وہ اپنا راستہ چھوڑ کر سمندر کی جانب بھاگ نکلا۔ چنانچہ اُسے تیرنیکا موقعہ مل گیا۔ طرابلس میں خرگوش بہت کم ہیں لیکن مجھے آج کے سفر میں ایک خرگوش میرے قریب سے نکل کر بھاگتا ہوا دکھائی دیا۔ خوشنودار پھولوں سے بکثرت لدے ہوئے دشت اس منزل میں بڑی تعداد میں دکھائی دیتے تھے۔ ہم نے انھیں پھولوں میں خوشنودار پھول بھی دیکھے جو ریگستان میں جا بجا موجود ہیں۔ پتے اور کوئیلین جو حال میں پھوٹنی شروع ہوئی تھیں۔ نہایت خوشنما معلوم ہوتے تھے۔

ہر ایک شخص کو طرابلس میں سفر کرے جلد ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس ملک میں اجنبی شخصوں کا گذر بالکل نہیں ہوتا ہے۔ ترکوں کے برخلاف جو تعجب ظاہر نہیں کرتے ہماری آمد ان قصبوں یا کافوں میں جو راہ سفر میں واقع تھے لازمی طور سے عربوں کے استیجاب کا باعث ہوتی تھی جب کبھی ہمارا گذر کسی عربی آبادی کے نزدیک ہوا تو کئی کئی عرب ایک ہی جگہ کھڑے ہوئے ہم سے یا ہمارے متعلق گفتگو کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات یہ بھی لکھا کہ عرب لوگ چپ چاپ کھڑے ہمارے چہرہ کو ٹھٹکی لگائے دیکھ رہے ہیں۔ اگر قیام کی طوالت سے تکلف اور اجنبیت میں کمی واقع ہو جائے

تو پھر یہ لوگ ہم سے ہمارے بوٹوں ریو الورون وغیرہ کی قیمتوں کے متعلق
بات چیت شروع کر دیتے تھے۔ اگر وہ یہ درحقیقت بدی کی جڑ ہے تو عام
عرب کا اخلاقی معیار بہت اٹلی ہونا چاہیے۔ جھوٹی چھوٹی رقموں کا خیال ان
کو سی باشندوں کے ہر وقت دامن گیر رہتا ہے۔ شتر بان اپنی مالی مشکلات
ظاہر کر نیکاکوئی موقع بھی بدین خیال اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا ہے کہ
واجبی مفدا سے زیادہ رقم مانگنے میں یہ نکالیت اس کی مدد کا باعث نہایت
ہوں گی۔ علاوہ ازیں شتم سفر پر بخشش ضرور طلب کی جاتی ہے۔ عربوں کی
بڑگوئی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ یہ لوگ آگ تاپتے ہوئے بات چیت
میں ساری رات گزار دیتے ہیں لیکن ان کی ساری گفتگو کا نتیجہ روپیہ اور صرف
روپیہ ہوتا ہے۔ فرانک۔ پیاسٹر۔ مجیدی۔ صولدی۔ اور بخش۔ یہ وہ
مکروہ الفاظ ہیں جو ہر وقت ان کے ورد زبان رہتے ہیں۔ شتر بان گھٹنوں
آپس میں اس حقیر مالی تفوق پر تیزی سے بحث کرتے ہیں جو ایک شخص کو دوسرے
پر مسافر سے زیادہ کرایہ وصول کرنے کے باعث پیدا ہوا ہو ایسی حالت میں
یہی بہت ممکن ہے کہ متنازع بحث کا مسئلہ صرف فرضی منافع کی امید
پر قائم ہوا ہو اس قسم کے جھگڑے ہمیشہ جاری رہتے تھے۔ چنانچہ ایک
ایسا ہی جھگڑا ہمارے شتر بان اور دیوٹیوٹیسی عربوں میں اس قدر بڑھ گیا
کہ یہ لوگ اپنی تقریباً بیکار بند و قین چلائے ہوئے برآمدہ ہو گئے تھے گاڑوٹ
یہ حالت دیکھ کر دخل دینا مناسب سمجھا چنانچہ اس نے تیمون آدیون
سے جو حصہ میں بھرے ہوئے تھے بحیثیت خود مسلمان ہونے کے دریافت
کیا کہ کیا انھیں شرم نہیں آتی تھی کہ میری عیسائی کی موجودگی
میں جو ان کے ملک کا بچا بھی خواہ تھا بغیر کسی معقول وجہ کے اغوا اسلامی

ہر وقت ہاتھ نہال رہے تھے جس پر ان کا دل سے یہی لگتا تھا جو وہ سنی رکھ کر سنی ہی نہیں کرتے تھے۔ ان کے وہاں ایک کھال انیس کھانوں کا تھا جس میں وہ دن کو کھاتے اور رات کو پاتے تھے۔

کو بالائے طاق رکھا آپس میں دشمنی کا اظہار کریں۔ حالانکہ صرف دو میل کے فاصلہ پر اٹالوی کتوں کا ایک جگہ ہزار موجود تھا آپس ایسے وقت میں بیغیر اسلام کے تمام سپہ پیروں کو چاہیے کہ ذاتی اغراض کو ترک کر کے یکدل ہو جائیں وغیرہ وغیرہ اس مناسب حالات گفتگو کا عمدہ اثر فوراً ہی پیدا ہوا چنانچہ ایک ہی منٹ میں ایک ہی توئل میں سے یہ لوگ لگے پینے لگے اور دوستانہ سلسلہ کلام شروع کر دیا میرے خیال میں یہ عرب لوگ ایسے بچے ہیں جو کبھی بڑھتے نہ ہوں اور نہ کچھ زیادہ پیاسے ہی معلوم ہوسکتے ہوں۔

طرابلس سے درحقیقت بیرونی دنیا بالکل ناواقف ہے۔ یورپ میں کسی شخص نے دیکھنا تو کجا۔ رکڈالمن۔ زوارہ۔ زاویہ۔ یا غریلات۔ جیسے قصبوں کا نام بھی نہیں سنا ہے؟ یہ بالکل سچ ہے کہ حکامان طرابلس نے سیاحوں کے لیے دشمن پیدا کر رکھے تھے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص مسطظنیہ سے تذکرہ یا فرمان بھی اپنے ساتھ لائے تب بھی ایک غیر مسلم کے لیے اندرون ملک میں دو تنک پیش قدمی کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ تاخیر اور ممانعت کے معمولی وجوہات گورنمنٹ کی جانب سے یہ بیان کئے جاتے تھے کہ بیابان میں سفر کرنے کے لیے سواری کا اہتمام اور مذہبی مجنون عرب فرقوں سے جو اندرون ملک میں آباد ہیں سیاح کو محفوظ رکھنے کی ذمہ داری کا بار اپنے سر لینا گورنمنٹ پسند نہیں کرتی تھی۔ لیکن علاوہ ان وجوہات کے جو ایک حد تک صحیح تھیں ایک نئی رکاوٹ دوسری قسم کی موجود تھی۔

حکامان طرابلس مسطظنیہ مدت سے اس دولت سے آگاہ تھے جس کی موجودگی اندرون ملک میں بیان کی جاتی ہے اور جس میں فاسفورک ایسڈ کا تنک بھی شامل ہے۔ گوڑ کی عہدہ داران ذریعہ آمدنی کو ترقی نہ دینا

چاہتے ہوں یا خود اس امر میں مجبور ہوں تاہم انھوں نے ارادہ کیا تھا کہ اندرون ملک کے اُن حالات سے کوئی اجنبی آگاہ نہ ہونے پائے۔ اٹلی کے فرقہ اشتراکیہ یا کم از کم ایسے اصحاب کی بڑی تعداد جنھوں نے مسلسل اس احمقانہ و غاصبانہ جنگ کی مخالفت کی ہے ہمیشہ زور بیان کیا ہے کہ اس جنگ کی ابتداء موقعہ پرستوں یا ساہوکاروں نے کی ہے جو فرضی اللہ و راڈو کو ترکی طرابلس کے اندرون ملک میں دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ یہ ایک اطالوی سپاہی کو کھلے بندوں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے ثنا ہے کہ موجودہ جنگ کا مخرج مسئلہ مالیہ ہے نیز یہ کہ ”اطالوی“ ”طرابلس قائم رہو“ کے وطن پرستانہ شور و غوغا کے پس پردہ کمپنیوں کے مالکوں اور بینکوں کی رومانی کی خاموش حرص و ہوا اپنا کام برابر کر رہی تھی۔ ان بیانات کی اصلیت اس اصول سے ظاہر ہوتی ہے کہ تواریخ کی بنیاد نگار روایت پر قائم ہے میری رائے میں مالیہ اور جنگ پر ایک دلچسپ سبق آموز خطر اٹھا جانا چاہیے روپیہ کی حرص بڑے پیمانہ پر پہونچ کر کسی خطرہ کی پروا نہیں کرتی۔ قزاق یا نقبّٰن کو دیکھیے کہ وہ اپنے اعضا کی قطع و برید و شکست و ریخت حتیٰ کہ اپنی ہلاکت کا باعث خود آپ ہی ہوتا ہے اسی طرح ناعاقبت اندیش ہماجن اپنے ملک کی سپاہ سے ایک خطرناک محروم خدمت پسنی ذات کے لیے انجام دلواتا ہے چنانچہ ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ ڈاکو اور ہماجن میں کیا فرق ہے عورتوں اور مردوں کی خونریزی اُن کی آہ و بکا بیشمار تکالیف بیماری و تباہی کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں کیا جاتا جبکہ حصہ رسی عام منافذ کی اُمید جلد آسانی سے قائم کر لی گئی ہو۔ کیا خود انگلستان کو یہ تلخ تجربہ حاصل نہیں ہوا؟

سہ مدت ہوئی کہ آپس کے متلاشیانِ زرخیز امریکہ کو یہ نام عنایت کیا تھا۔ ۱۲

بیس ہزار انگریزی سپاہ اور ہزار ہا پوٹر عورتوں مردوں اوز کیوں کی اموات
میدان جنگ ہسپتالوں اور مرکزی کیمپوں میں واقع ہوئے۔ کھیت اور
مکانات تباہ کئے گئے قومی ترسہ بڑھ گیا کہ باوجود ہماری گورنمنٹ کی شاندار
مصالحہ کارروائی کے ابھی تک موجود ہے لیکن یہ تمام آلام و مصائب
ساہوکاروں کی نظر میں جہنوں نے یہ جنگ جاری کرانی تھی کیا وقعت کھتر
تھے۔ پہنے اس وقت اس سفر واپسی میں ذرا سا اختلاف پیدا کر دیا تھا

چنانچہ رگدان ایک جانب ہماری راہ سے علحدہ ہو رہا تھا جس کی وجہ سے
ہمیں اور زیادہ تجربہ ترکوں اور عربوں کی مختلف المزاجی کا حاصل ہوا مجھے اپنے
تمام زمانہ سفر میں کبھی بھی کوئی ایسا ترک سپاہی نہیں ملا جسے انعام کی
خواہش یا امید ظاہر کی ہو خواہ اسے مجھے ایسی ہی مدد کیوں نہ دی ہو
جو اُس کے فرائض سے بالکل باہر ہو لیکن وہ دو طریقے سپاہی جو ہمارے
بدرقہ میں غزنیہ سے زاویہ تک اور زاویہ سے عزیمات تک شریک تھے
بدرقہ کے چور اور اوچکے حصے ہم اپنے ساتھ گھوڑوں کے لیے چاؤن کا دانہ
لیئے آئے تھے جس کی ہمارے جانوروں کو سخت ضرورت تھی۔ اس بدرقہ
گھوڑے کے سم جہر میں سوار تھادرم کر گئے تھے چنانچہ میں نے اُس کے
آرام کے خیال سے زوارہ تک سفر کا ۱/۲ حصہ پیدل لے کیا تھا لیکن مجھے
بہت شبہ ہے کہ آیا اس تھکے ماندہ جانور کو منزل پر پہنچنے کے بعد
مٹھی بھر دانہ دیا گیا ہو۔ گو دوسرے دن صبح خواب سے بیدار ہونے کے
بعد چاروں کے راتب میں ایک دانہ بھی موجود نہ پایا گیا سب غائب تھا
چنانچہ دریافت پر عرب سپاہی نے بیان کیا تھا کہ قیام گاہ پر پہنچ کر
سارا دانہ گھوڑوں کو کھلادیا تھا تاہم مجھے یقین ہے کہ اس بدعاش عرب نے

راتوں رات فندقی میں کسی اپنے ہی جیسے دوسرے پر وضع عرب کے ہاتھ
سارا رات بفرخت کر دیا ہو گا۔ سینے اور گارٹوٹ نے اس شخص کی شکایت
زاویہ میں محمد بے سے کی جس نے اسے جلد ہی حراست میں لے لیا۔ نہ صرف
میرا گھوڑا بری حالت میں تھا بلکہ گارٹوٹ کے گھوڑے کی حالت بھی کچھ اچھی
نہ تھی چنانچہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ بہت عرصہ بعد مستقبل زمانہ میں جب قوموں میں
عقلندی ترقی کرے گی اور مہذب دنیا سے تلوار کی احمقانہ مداخلت کو ترک
کر دیا جاوے گا تو اس وقت ماہرین علم اخلاق جب گذشتہ زمانہ کی وحشتناک
حماقت اور ہدی پر پڑا فسوس نظر ڈال کر اپنے سلسلہ خیالات میں وہ مکروہ تکالیف
بھی مناسب طور پر شامل کریں گے جو آج کل تقریباً ہر ایک جنگ میں بے زبان
جانوروں کو پہنچتی ہیں۔ زمانہ حال کی فوجی پیشقدمی کے آثار سپکروں
مردہ اور قریب المرگ جانوروں کی موجودگی سے ظاہر ہوتے ہیں بلوم فوٹیشن
کیجا جب پیشقدمی کی انٹارمین جانوروں اور آدمیوں کو کمی خوراک کی وجہ سے
یکساں تکلیف محسوس ہوتی تھی لیکن اس کے مقابلہ میں ایسے جانوروں کو
جو عرب جیسی سنگدل قوم میں موجود ہوں غیر ضروری بیرحمی و تشدد
پر داشت کرنا ہوتی ہے۔

چونکہ آسمان البرکی وجہ سے تاریک ہو رہا تھا لہذا سپنگ رائٹ نے
دوسرے دن بھی زوارہ ہی میں مقیم رہنے کا ارادہ کیا۔ میرے دوست
اخبار نویس کی حالت جلد جلد روبہ صحت ہوتی جا رہی تھی لہذا انجیل پڑھی
امید تھی کہ وہ اور اسکا وفادار ملازم ہمیں بنی گردان میں جا ملین گے۔ اور
اس طرح ہم کو پھر اس کی ہنشینی کا لطف حاصل ہو گا۔ لیکن سپنگ رائٹ
بنی گردان اس وقت پہونچا جبکہ میں اس مقام سے روانہ ہو چکا تھا موجود

حالت میں صرف یہی امید کر سکتا تھا کہ یہ تعویق عود مرض کے باعث نہونی ہوگی۔

گو صوبہ طرابلس کے ساحل سمندر پر شہر طرابلس کے مغربی کنارے پر ایک قصبہ ریت کے ٹیلوں میں کھرا ہوا ہے۔ لیکن غزلیات میں ان ٹیلوں کی بہ نسبت اور مقامات کے زیادہ کثرت ہے جب مسافر اپنے طویل اور بے لطف سفر سے بالکل تھک جائے کے بعد بھی خود اور اپنی سواری کو ان ٹیلوں کے عبور پر مجبور پاتا ہے تو اس کو بڑی تیرمردگی طبیعت محسوس ہوتی ہے۔ خصوصاً جبکہ ہوا اہل رہی اور باریک ریت اس کے چہرہ پر لگتا رہا رہی ہو ان ریشیلے درون سے آنکھ میں آئے یا کوئی دوسری تکلیف پیدا ہو جائیگا احتمال رہتا ہے۔ ۱۸۹۹ء ہجرت خیم سے موثر شدہ فسادات کی یہ حالت تھی کہ اگر انیکا ایک ذرہ بھی منہ میں پہنچ جاتا تھا تو گلے میں درم پیدا ہو جاتا تھا۔ غزلیات میں ہمیں اپنا قدیمی کمرہ قیام کے لیے ملا جس میں ہم نے کھانا کھانا اہتمام شروع ہی کیا تھا کہ ایک سپاہی بڑی کشتی اپنے ساتھ لے ہوئے وارد ہو جس میں بٹنا ہو گا ٹنٹ اٹھے اور چاول تھے ہم نے بلا دریافت کہ یہ کھانا کہاں سے آیا تھا کھانا شروع کر دیا۔ ابھی فراغت نہ پائی تھی کہ ایک اجنبی ہرمنی کمرہ میں داخل ہوا اور ہم سے یہ اپنا تعارف پیدا کیا کہ وہ برلن کے ایک اخبار کا مصور نامہ نگار تھا اور یہ بھی بیان کیا کہ وہ دو گھنٹے پیشتر ایک ترکی اسٹاف افسر ملی نہیں بے کے ساتھ غزلیات میں وارد ہوا تھا اور ایک عرب کو دو فرانک نقد اس کو گوشت خرید لانے کے لیے لے گئے لیکن مذکور عرب ہی واپس آیا اور نہ اس کو گوشت ہی میسر ہوا تھا۔ اس شخص نے افسروں کے باورچیخانہ سے نقد پڑی سی ترکاری لی تھی لیکن پھر بھی جیسا کہ اُس نے بیان

کیا اُس کو اشتہا باقی تھی۔ اس صَوّت میں بہن سولے اسکے اور کوئی چارہ دکھائی نہیں دیتا تھا کہ اُسے اپنی لذیذ اور گرم کھانے میں شریک کہیں چنانچہ کس قدر اُسے سرو مہری سے اُسے مدعو کیا گیا مینے ابھی تک کچھ نہ کھایا تھا اور ہمارا کھانا چار بھوکے مسافروں کو بمشکل کفایت کر سکتا تھا تاہم مجبوراً اس ناخوندہ مہمان کی میزبانی کرنی پڑی کھانا کھانے کے بعد اُس نے بہت کچھ شکریہ ادا کیا اور مجھے باصرہ سگریٹ کا ایک پکیٹ دینے لگا۔

اب تک جو نہایت خوش الحان انسانی آواز میں نے سنی ہیں اُن میں غزلیات کے مؤذن کی آواز بھی شامل کرتا ہوں جس نے مجھے طلوع آفتاب سے پیشتر جگا دیا تھا۔ روانکی سے قبل ہم علی قہمی بے سے ملے۔ صرف یہی عرب ایک ایسا طرابلسی افسر تھا جو ترکی اشرف میں شامل تھا اور صرف وہی ایک ایسا افسر تھا جو بدھل اور غیر مت پائیا گیا مینے علی قہمی بے سے زوارہ تک رہنمائی کے لیے ایک سپاہی طلب کیا لیکن اس شخص نے ہماری درخواست نفرت سے صرف رد کر دی بلکہ کمانڈنٹ کو بلکوشش جلا دیا کہ ہمارے لیے بدرقہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے گا زٹوٹ نے گذشتہ رات ایک بد معاش عرب سپاہی کو چار فرانک گھوڑوں کا دانہ خریدنے کے لیے مئے تھے جس کے متعلق آج صبح معلوم ہوا کہ گھوڑوں کو دانہ کھلانے بغیر یہ شخص روانہ ہو گیا ہے چنانچہ مینے علی قہمی کو اس کیفیت سے آگاہ کر دیا لیکن اس پر بھی اس بد بخت افسر نے عرب چور کا نام نوٹ بک میں نہیں لکھا۔ جیسا کہ ایک ترکی افسر نے ایسی ہی جوہری کی صورت میں کیا تھا بلکہ بظاہر گا زٹوٹ کے دھوکے جاتے پر خوش معلوم ہوتا تھا۔ مختصر یہ کہ اس افسر کا برتاؤ قابل نفرت تھا اور اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی تھی کہ وہ چڑچڑہیں کی حالت میں تھا اور افسر تو

کوشش کر کے دو بیٹے پیشتر میدان جنگ میں پہنچ گئے لیکن ان عرب صاحبے حال ہی میں ورود مسعود کی تکلیف گوارا فرمائی نہ اگر نہ کیا حکمہ جنگ نے بجائے اجنبی فتحی بے کے علیٰ ہنسی کو اسٹاف کا اعلیٰ افسر مقرر کیا ہوتا تو اول الذکر بے مثل افسر کی عدم موجودگی میں کس طرح عثمانی اسٹاف غیر وزن سے مختلف خدمات کی انجام دہی کا خواہشمند ہو سکتا تھا ؟

اس ویسی افسر کے غیر مہذبانہ برتاؤ کے خلاف ہماری منصہاندنا خوشی ایک نئی دریافت کے باعث کسی قدر کم ہو گئی اور وہ اس طرح کہ جب صم روانگی کے لیے سوار ہو رہے تھے تو اس وقت ہمیں یہ معلوم ہو کر نجب اور افسوس ہوا کہ گذشتہ رات ہم نے جو کھانا کھایا تھا اسکی قیمت جسمن مصور نے اپنی جیب سے ادا کی تھی۔ اس بات کو بالکل فراموش کر کے کہ اُس کے دو فرانک کا کیا حشر ہوا تھا مصور مذکور نے بڑی خوش اسلوبی سے اپنے آپ کو اس کھانے میں شریک کیا جس کی قیمت وہ اپنی جیب سے ادا کر چکا تھا اور جب سگریٹ کا بکس میری نذر کرنے لگا تو میں قیاس کر رہا تھا کہ اس نذرانہ سے ہماری مہمان نوازی کا معاوضہ کیا جا رہا ہے چنانچہ اب روانگی کے وقت ان باتوں کا خیال کر کے ہم سب نے اُسے الوداع کہتے ہوئے دل کھول کر قہقہہ لگائے۔

اطالیوں نے زرنزور کے قریب سلسلہ تار قطع کر دیا تھا جس کی وجہ سے ہم اپنی روانگی کی اطلاع زوارہ ارسال نکر کے جہان مقیم ہونا تھا جب ہم زوارہ پہنچ گئے اور ہماری آمد کی اطلاع تابل تعریف بیباکی موسیٰ بے کو ہوئی اُس نے ہمارا گرموشی سے استقبال کیا بیچارہ حسن آفندی ہماری سے شفا پانے کے بعد اب پھر ہمیں دین محمود مرض کے باعث پیشتر سے زیادہ بیمار ہو گیا تھا اُس کے چہرہ سے مرض کی خوفناک ترقی کے آثار ظاہر تھے

اور تھاہست بہت بڑھ گئی تھی حسن آفندی کے ملازم ابراہیم نے جو یونانی
 زین میں ہم سے گفتگو کیا کرتا تھا ہمارے آرام و آسائش میں کسی قسم کی
 غور و گزاشت نہ ہونے دی۔ یہاں مجھے وہ نیکو شہنشاہ بھی ملا جس کا
 بھائی چکاگوین رہتا تھا اور جس سے مجھے روانگی میدان جنگ کے اثنائے
 واقفیت حاصل ہوئی تھی اس شخص سے میرا پولینڈی دوست بہت دیر
 گفتگو کرتا رہا۔ گارٹوٹ باریا میرا بھائی کہہ کر اس افتر کو مخاطب کرتا تھا
 چنانچہ ان دونوں نے اسے گارٹوٹ کی مداحی میں بندہ بے دام بنادیا
 موسیٰ بے کی نشست کا کمرہ میں شب خوابی کے لیے دیا گیا یہ وہی کمرہ تھا
 جس میں میں نے میدان جنگ کو جاتے ہوئے قیام کیا تھا لیکن موجودہ حالت
 میں بد نسبت گذشتہ ایام کے اس میں بہت کچھ تبدیل و تغیر واقع ہوا تھا
 گو وہ پیرسورخ جو اندرونی جانب اطالوی گولے نے پیدا کر دیا تھا ابھی تک
 موجود تھا لیکن گولہ باری کی اور دیگر تمام علامات مٹا دی گئی تھیں۔ اور وہ
 کمرہ جس میں میں نے پہلی مرتبہ بیٹھنے والی گولیوں کے ٹکڑے جمع کئے تھے فی الحال
 میزوں، کرسیوں، چٹائیوں پر دونوں وغیرہ وغیرہ سے آرام وہ طریقہ پر آراستہ
 ہو رہا تھا۔ اس لائق افتر نے بہت اعلیٰ ساری سے اپنی کامیابی کا جو سپردی
 سید میں بخشی پر اترنے والی اطالوی فوج کے مقابلہ میں اسے حاصل ہوئی
 تھی ذکر کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ اس کی باقاعدہ سپاہ اور ہر جوش عرب معاونین
 بالکل تیار بیٹھے ہوئے ہیں اس لیے کہ اطالویوں نے زوارہ میں فوج
 ہمارے کی جو دھمکی سے رکھی ہے اور جس کا ذکر اطالوی اخبارات گذشتہ
 کر کے ہیں جلد غل میں لائی جائے۔ ساحل ہند کے اُس حصہ کی جو
 برہاشی کے زیر اثر ہے سلط عرب ابھی طرح حفاظت کر رہے تھے یہ لوگ

دل سے چاہتے تھے کہ خشکی میں دشمن سے قریب ہو کر لڑ دیکھا موقع ہاتھ
 لگے کیونکہ اطالوی سپاہی اپنے جنگی جہازوں میں بالکل محفوظ ہونے میں
 زور دے رہے تھے یا گھوڑا یا چمچ کی دستیابی ناممکن تھی پس سینے دو مجید
 ہر ایک اونٹ کرایہ کیا تاکہ جب ہم پیدل چلتے چلتے خشک جاہلین تو
 اُسپر باری باری سے سوار ہوتے رہیں۔ روانگی کے وقت ابراہیم درخت
 سے ایک لکڑی میرے لیے کاٹ لایا تاکہ اونٹ کے ہانکے میں اس سے
 مدد ملے۔ زوارہ سے روانہ ہوتے وقت ہمارا پختہ ارادہ تھا کہ رات شوشتہ
 میں گذری جائے۔ لیکن یہ سفر بہت طویل تھا اور علاوہ ازیں ایک
 واقعہ نے جس کا ذکر آگے کیا جائیگا، ہمیں غیر اتنی سی سرحد پر پہنچنے سے
 باز رکھا۔ جب ہم قلعہ بوققاش کی خوبصورت دیواروں کی جانب بڑھے
 چلے جاتے تھے تو ایک توپ چلنے کی آواز سنائی دی اور ٹھوڑی دیر بعد
 گولہ پھٹنے کا دھماکا ہوا یہ آرزوین سنکر مجھے سہمہ رکی جانب منظر دوڑائی
 چنانچہ ہمیں جنگی جہاز دکھائی دے جو چٹانوں کی قطار کے پیرونی جانب
 لشکر انداز اور کہنہ بلاک ہو س پر تیزی سے گولہ باری کر رہے تھے۔
 ان دونوں جہازوں سے جو توپیں اس وقت چل رہی تھیں وہ بظاہر مختلف
 پیمانہ کی معلوم ہوتی تھیں پھٹنے والے گولے توپ کی نال سے نکل کے ہوا
 میں سائیں سائیں کرتے ہوئے ریت پر پہنچتے تھے جہاں ان کے
 پھٹنے انسان کو چہرہ بنائیں والے شور پیدا ہوتا تھا۔ اس دوسری مرتبہ
 گولی باری کا تیز اس قدر بے اثر ثابت ہوا کہ اس پر اعتبار کرنا ایک مشکل امر ہے
 یعنی اگرچہ یہ ہتھیار نہ گولہ پھٹنے کے لیے لیکن اس ساری گولہ باری سے قلعہ
 کی کسی دیوار میں ذرا سی بخرائش بھی نہیں آئی۔ خاتم کے وقت سینے در مقام

جی دیکھا چنان ۶۔ اچھے قطر کا ایک گولہ بیٹھا تھا مجھے امید ہے کہ یہ گران قیمت
گولہ باریان اطالوی ٹیکس دہندہ کی خوب خبر لین گی چنانچہ اگر ہم اوسط
قیمت سے اس گولہ باری کے صرفہ کا اندازہ کریں تو ہمیں کم از کم یہ معلوم ہوگا
کہ دو سو پونڈ کے گولے اس جگہ برباد کئے گئے ہیں اس موقع پر اطالوی توپچیوں کی
قادر اندازی کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس ہتھاش کے سفید رنگ
والے قلعہ پر جو بلند ی پر واقع ہونے کے علاوہ توپوں کی پوری زد اور جہازوں سے
خوب صاف نظر آتا تھا آدھ گھنٹے متواتر گولہ باری کی گئی لیکن ایک گولہ بھی
قلعہ کی کسی دیوار سے نہیں ٹکرایا۔ ہتھاش یا زوارہ میں جو کچھ مینے اپنی آنکھوں سے
دیکھا ہے یا جو بیانات مینے ایسے غیر جانب دار شاہدوں سے سنے ہیں جو
ایام جنگ میں شہر طرابلس میں موجود تھے اُن کی بنا پر میں صرف یہی کہہ سکتا
ہوں کہ اطالوی توپچی نہ کی نشانہ بازی اس درجہ غلط اور بے نتیجہ ہے کہ اسکو
دیکھ کر افسوس ہوتا ہے اور اس طرح ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے
جہازوں میں بھی ایسے ہی نالائق ثابت ہو چکے ہیں جیسے کہ اپنی غنہ فروش
پانچ بجے شام کے جب تاریکی پھیلنی شروع ہو گئی تھی گولہ باری بند
کر دی گئی لیکن جہازوں کی روشنی سے انکی موجودگی کا پتہ چلتا تھا۔ اسوقت
قلعہ کی جانب ہم زیادہ احتیاط سے بڑھے تھے کیونکہ ممکن تھا کہ اس میں چند
آرمی موجود ہوں اور وہ ہمیں رات کی تاریکی میں اطالوی سمجھکر کوئی ایسی حرکت
نہ کر بیٹھیں جسکا نتیجہ ہمارے لیے مضر رساں ثابت ہو۔ بی نے جسے جنوبی نقطہ
میں خدمت جاسوسی کی انجام دہی کا تجربہ حاصل تھا ہم سے آگے روانہ ہو کر
یہ دیکھنے کا ارادہ ظاہر کیا کہ قطعہ میں آیا ترکوں یا عربوں کی موجودگی کی کوئی
علامت پائی بھی جاتی ہے یا نہیں۔ مینے اس تجویز کو پسند کیا کیونکہ مجھے

یہ معلوم نہیں تھا کہ لفظ جاسوسی جنوبی افریقہ میں کن معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے بہر حال بی نے اس موقع پر جاسوسی کی خدمت جس طرح انجام دی اگر اُسے معیار قابلیت بنایا جائے تو میری رائے میں جنوبی افریقہ میں جاسوسی کی خدمت ایک سخت ناقصیت اندیشہ کارروائی ہو سکتی ہے۔ سینہ مروہ قواعد کا خیال کرتے ہوئے یقین کیا تھا کہ بی کسی بلندی پر بھی کٹر قلعہ سے مخفیاً دو فرلانگ فصل رکھتی ہو دور بین کے ذریعہ اسکی حالت کا اندازہ کر کے بہن سیٹی بھیج کر اصلی حالت سے مطلع کر گیا۔ لیکن ان حضرات نے ایک عجیب جدت اختیار کی جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔ الغرض بی ہمارے آگے آگے اور ہم بی سے دو سو قدم پیچھے چلتے ہے۔ تاریکی برابر بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اسی اثناء میں ہمیں ایک سامنے سے بہت سے آدمیوں کی آوازیں بلند ہوتی سنائی دین جن میں بی کی سیٹی بھی سنائی دی گاڑ ٹوٹ۔ مین۔ اور میرے ٹیوسی ہمراہی فوراً لپک کر بی کے پاس پہنچے جو بڑی خطرناک حالت میں پایا گیا۔ اُس نے بظاہر تحقیق کر لیا تھا کہ موقعہ جاننے یا اپنے آپ کو چھپائے رکھنے کے بغیر ہلاک ہاؤس کی دیواروں تک سیدھا بڑھا چلا جائے۔ چنانچہ اسکا نتیجہ استدار خونخاک پیدا ہونا کہ جبکا افسوسنا قابل تلافی ہوتا اندون بوتماش میں ایک ترک کی سارجنٹ اور تقریباً بیس عرب مسکن گزین تھے یہ عرب بی کو دیواروں کے قریب آتا دیکھ کر فوراً ہی قلعہ سے باہر نکل پڑے اور اُسکو گھیر کر حاقوون سے مار ڈالنا چاہتے تھے لیکن ترک کی سارجنٹ نے اس موقع پر ذہل دیکر بی کی جان بچالی۔ اسوقت یہ عرب تازہ ترین گولہ باری کے باعث غصہ میں بھرے ہوئے تھے اور ایک یوروپین کو دوسرے یوروپین سے بالکل شناخت نہ کر سکتے تھے۔ بی عربی کا ایک لفظ بھی نہ بول سکتا تھا علاوہ ازیں

حال ہی میں اٹالیوں کی بیداری مسجد میں خشکی پر اترنے سے ہیریتیلے ٹیلوں کے
 محافظ عرب اور بھی ہو گئے ہو گئے تھے نظر برین کی سخت خطرناک حالت میں
 مبتلا ہو گیا تھا لیکن سہنے جلد ہی موقعہ پر پہونچکر اس کی صفائی پیش کر دی
 وہ ترکی سار جنت جس سے چین موقعہ پر پہونچکر اپنی ماعتات سے بی کی جان
 بچائی تھی ایک بہت خوبصورت خوش خلق و خوش لباس شخص صاف
 شہر سیفہ کار لگائے موجود تھا یہ شخص عربوں پر اس طرح حکومت کرتا تھا
 جیسے کہ کوئی حکمران باپ اپنے بچوں پر۔ بی کے متعلق عربوں کی رائے کا یہ
 خلاصہ کہ اس کی کارروائی بالکل احمقانہ لیکن دلاورانہ تھی بالکل صحیح تھا
 اپنے اس اظہار حماقت پر بی کو بہت کچھ لعن و طعن کی اور اُسے بتلایا کہ
 اسکی حماقت کا کس قدر خطرناک نتیجہ پیدا ہوئیو الا تھا نیز یہ کہ آئندہ میں کبھی
 اس کی جنوبی افریقہ والی جاسوسی کہ ہرگز دیکھنا پسند نہ کروں گا۔ بی میں باوجود
 بہت سی خوبوں کے بعض قابل گرفت باتیں بھی موجود تھیں اس شخص نے
 سوئے جنوبی افریقہ کے دنیا میں اور کچھ نہ دیکھا تھا چنانچہ عام معلومات
 خصوصاً عربوں کے متعلق اس کی جہالت یہودگی کی حد تک پہونچی ہوئی تھی
 وہ ایسے آدمیوں میں جو انگلستان کے باشندے ہوں اور ان باشندوں
 میں جو گوری آبادی سے تعلق نہ رکھتے ہوں کوئی خاص امتیاز نہ کر سکتا تھا
 ظاہر اُسے قدرتی طور پر یہ دعویٰ معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہ صرف دوسروں کے
 آراء کا خیال نہ رکھنے میں حق بجانب ہے بلکہ اُسے ان عربوں کو جسمانی سزا
 دینے کا حق بھی حاصل ہے جو اسکے تعمیل ارشاد میں کُستی کریں۔ یا اسکی
 خواہش کو نہ سمجھ سکیں۔ سپین اُسے جتا دیا تھا کہ ایک مذہبی مجبور عرب
 اور ایک شایستہ ہاٹن ٹاٹ میں بڑا فرق ہے نیز یہ کہ اپنے غلام کو لینے یا کھد

زرد کو بکرتا ایک ایسا اصول ہے جو طرابلس میں ناقابل عمل درآمد ہے چنانچہ
 میں نے ممانعت کر دی تھی کہ وہ یا کوئی دوسرا شخص میرے طازمون کو نہ ملے پیٹے
 لیکن باوجود اس تمام آگاہی کے اسکی خود پندری وجہ است نے اس موقعہ
 پر اس کی جان لے ہی لی ہوتی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس دسمبر کے بعد
 بی کا زندہ رہنا ایک قسم کی کرامت ہے۔

ہمارے قلعہ میں داخل ہونے کے بعد سارجنٹ اور اسکے رفقاء نے
 اطالویوں کی بے سود گولہ باری پر فریادی تہمت لگائے چونکہ اس وقت
 چاند نکل آیا تھا میں نے اس کی روشنی میں بھٹوری سی پہل قدمی اُن گولوں
 کے پھٹنے کے نشانات دیکھنے کی غرض سے کی جنہیں میں ایک میل سے
 چلتے ہوئے دیکھ چکا تھا ایک تین سو گز کے دائرہ میں ادھر ادھر گولوں
 کے گرے اور پھٹ جانے کے آثار موجود تھے لیکن علی طور پر کہا جاسکتا
 ہے کہ بوتماش کی دوبارہ گولہ باری بغیر کسی نقصان کے ایک ٹھیکہ میں دکھلائی
 جاسکتی ہے۔ ۴ جنوری کے اخبار پاشن میں اس واقعہ کی جو کیفیت شایع
 ہوئی ہے وہ اطالوی نامہ نگاران جنگ کی دروغ بیانیوں کا ایک نمونہ
 ہے جسکو یہ لوگ یورپ ارسال کیا کرتے ہیں چنانچہ یہ ستر پر بھی حسب معمول
 غلطیوں سے پُر ہے وہ کثیر التعداد مسلح جنگجو جنکا اس واقعہ کے متعلق ذکر کیا
 گیا ہے صرف ایک سارجنٹ اور بیس عرب تھے اور بجائے راہ گزیر اختیار
 کرنے کے جیسا کہ نامہ نگار نے ظاہر کیا ہے یہ مختصر جماعت چار دیواری
 میں بیٹھی تہمت لگاتی اور خوب غپ شب کرتی رہی مگر جہازوں کے
 نالایق توپچی ان عربوں کے پاس پاس گولے پھینک رہے تھے لیکن
 یہ لوگ ابتداء گولہ باری سے اخیر تک اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں

ہے۔ علاوہ ازیں اس تحریر میں جن بعض سواروں کا ذکر کیا گیا ہے اس کی بناء
 غالباً ہمارے ہی اوپر رکھی گئی ہے کیونکہ میں نے اور کاز ٹوٹ نے متعین
 ملازمین اور دوستوں کے قلم میں صرف آدھ گھنٹے سٹائے کے بعد
 چاندنی رات میں سرحد کی جانب سفر شروع کر دیا تھا چنانچہ غالباً ہماری اسی
 حالت کو شکست فاش کھا کر راہ قرار اختیار کرنا بیان کیا ہے لیکن میں ناظرین
 کو یقین دلانا ہوں کہ ہماری راہ قرار زیادہ سست رفتار تھی۔

قلم جو قماش میں ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد ہم چاندنی رات میں پھر اپنے
 پیر تکلیف سفر پر روانہ ہوئے چاند میں اونٹ کے راستہ کا نشان ابھی طرح دیکھائی
 دیتا تھا چنانچہ ہم گم شدگی راہ سے بچوٹ ہو کر چلتے رہے دونوں جنگی جہازوں کی
 روشنی چٹانوں کی لابی قطار پھیلی انہیں برابر دکھائی دے رہی تھی۔ ہم اس حالت
 میں ڈیڑھ گھنٹہ سفر کرتے رہے صبح کے آٹھ بجے روانہ ہو کر رات کے ۹ بجے
 تک سفر کرنا خالی از تکلیف نہ تھا گو اس عرصہ میں ہم باری باری ایک اونٹ
 پر جس کی سواری بجائے خود پریشان کن تھی سوار ہوتے رہتے تاہم باوجود
 صعوبت سفر میں چاہتا تھا کہ ابھی اور آگے بڑھ کر قیام کیا جائے لیکن بی نے
 اپنی گھائل ایڑی جس میں ریت کی گرگڑ سے تکلیف پیدا ہو گئی تھی معذرت میں
 پیش کی اور کاز ٹوٹ نے آبادی میں تعین ہونا بدینو جہ ناپسند کیا کہ وہ غروب کی
 دھوکہ بازی سے وقی ہو رہا تھا۔ پس بیابان میں پہنچے رات کے نو بجے شب
 باشی کا تہیہ کر کے پانچ منٹ میں خیمہ استوار کر لیا جس میں اگرچہ صرف ایک
 شخص آرام و آسائش سو سکتا تھا لیکن اس وقت بحالت مجبوری ہم تین
 آدمیوں نے اس چھوٹے سے ڈربے میں بند ہونا منظور کیا۔ ہمارے عرب
 ہمارا ہی خیمہ کے پہلوؤں یا اونٹوں کے نزدیک اپنے لبادوں میں گھسے

جگر پڑ گئے۔ ان لوگوں کو بوتھاش سے ہماری روانگی ایک آنکھ نہین بہانی
 کیونکہ قلعہ میں سردی سے محفوظ ہو کر اپنے بھائی بندوں سے
 بوتھاش کی تازہ ترین گولہ باری کے متعلق غیب شب کا بہت اچھا موقع
 مل سکتا تھا۔ غالباً یہ لوگ اپنے دل میں خیال کرتے ہوں گے کہ ہم یورپین
 سقندر یہ قوت تھے کہ طلوع آفتاب کی سخت سردی اور رات کی کثرت
 شبنم کو ایک محفوظ عمارت میں شب باشی پر ترجیح دی۔ مینے اس وقت
 اپنے بستر پر لیٹے ہوئے اُن نے نئے نئے تجربوں کا خیال کیا جو مجھے ۱۹۱۱ء
 میں دستیاب ہوئے تھے بڑے دن کی شام ایک غیر آباد حرم میں اور
 اس کی رات ایک خالی مقبرہ میں گذاری تھی فی الحال نئے سال کی رات
 ایک چھوٹے سے ڈیرے میں گزارنے کے لیے آمادہ تھے جو سٹیسیا یاں بھی
 جنگلی درختوں کے درمیان استادہ کیا تھا جسمانی تھکن کے باعث نیند
 کا مجھ پر اس قدر زیادہ غلبہ ہوا کہ ختم سال پر حضرت امین نظر ڈالنے کی مہلت
 نہین مل سکی لیکن بی سے طعام شب اور ناچ کا ذکر کیے بغیر نہین رہا گیا چنانچہ
 اُس نے اس سلسلہ بیان میں یہ بھی ظاہر کیا کہ آئندہ سال کے لیے
 ان تفریحوں میں اپنی شرکت کا وعدہ کیا تھا۔ وعدہ شرکت کے متعلق میں
 یہ خیال کرتے ہوئے سو گیا کہ بی صرف اپنی خوش طالعی سے اس وقت
 زندہ ہے ورنہ اسکا سترن سے جدا اور جسم قلعہ بوتھاش کی دیواروں کے
 باہر موجود پایا جاتا۔

میری سمجھ میں نہین آتا کہ لوگ کیوں ختم سال کو اظہار مسرت کا خاص
 موقعہ قرار دیتے ہیں۔ سر کائنات کا ناول میں ایک نئے شادی شدہ
 جوڑے کا ایک خاص مقبرہ پر پہنچنا اور وہاں ایک عورت کے مجسمہ

پر جو کسی زمانہ میں خوبصورت تھی خاوند کا نظر ڈالنا اور پھر فوراً ہی اپنی محبوبہ بیوی
 کو نظر بھر کر دیکھنا اور اس تمام خطرہ کو پوری طرح محسوس کر لینا جو انسانی زندگی
 سے وابستہ ہے ایسی خوبی سے بیان کیا ہے کہ میں اس کی تطبیق ان لی
 جذبات سے کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو ہر ایک شخص کے دل میں خواہ وہ
 کیسا ہی سنگدل کیوں نہ ہو ختم سال پر الخطاط عمر و نیز دیگر جبریت آمیز دہائی
 سے پیدا ہوتے ہیں لیکن بیابان میں تھکان کے باعث عالم تکمیل میں
 غوطہ خوری کا بہت کم موقع ملا ہم سب جلد ہی سو گئے۔ اور صبح ہی طلوع
 آفتاب سے پیشتر بیدار ہو کر کڑکڑاتی ہوئی سردی میں ایک دوسرے کو
 سال نو کی مبارکباد دی اطلالی جہاز ابھی تک ہماری نظر کے سامنے موجود
 تھے چنانچہ کاز ٹوٹ نے مجھے رائے دی کہ اگر یہ جہاز ہماری جانب نشانہ بازی
 شروع کریں تو میں وہ چھوٹا سا کپڑا جس پر یونین جیک کی علامت بنی ہوئی
 تھی اور جس میں میرا ایئر پیسٹول لپٹا ہوا تھا بھجور کی اس کلڑی کے
 سرے پر باندھ کر جو میرے ہاتھ میں موجود تھی بلند کر دوں مجھے اچھی طرح
 معلوم تھا کہ خود اطلالیوں کی قادر اندازی ہمارے لیے محاطت کا کام دیگی
 البتہ مجھے صرف اس امر کا اندیشہ تھا کہ اگر وہ ہم پر آگ برسانے لگیں تو
 کہیں قلعہ بوقماش کو کوئی نقصان نہ پہنچے ہماری یہ آخری منزل نسبت
 اور منازل کے سب سے زیادہ تکلیف دہ اور طویل تھی۔ گو ساحل
 سمندر دلی تمام دوسری منزلوں کو میں ہنسی خوشی طے کر چکا تھا تاہم یہ
 ناممکن تھا کہ زندہ دلی اور خوش طبعی اس منزل کے اختتامی حصہ میں
 بھی قائم رکھی جاسکتی ہم گیارہ بجے کے قریب سرحد پار پہنچ گئے
 اور تقریباً ایک بجے شوشہ میں ایک دفعہ اور اپنے دوستوں کے

درمیان شامل ہوئے یہاں عرب مال میں سے ایک شخص مجھے پریشان کرتا
 رہا کیونکہ میں نبی کے متعلق اس شخص کو کوئی بات بتانا نہیں چاہتا تھا۔ آخر کار
 پہنچے نبی خود ان سے بذریعہ تار آگے بڑھنے کی اجازت حاصل کر لی۔ اور
 اُس کے ساتھ ہی سگر بیٹ و چار اور ادھر ادھر کی غنیمتیں سے
 سکون و آرام پا کر ایک بار اور سفر شروع کیا۔ یہاں تک تو سب کچھ
 ٹھیک ٹھاک تھا لیکن نفوذی ہی دیر بعد ہمارے لیے دوسری دقتوں کی
 ابتدا ہوئی۔ یعنی اول تو ہم پہرہ تنزداد ہو ا کا حملہ ہوا اور بعد ازاں موسلہ و بارش
 شروع ہو گئی عرب لوگ گولے جانوروں کی آڑ میں چھپتے رہے لیکن ایک
 لمحہ ہی میں پانی میں غرق ہو گئے۔ نبی کی پرانی برساتی ایسی سخت بارش میں
 کام مینے کے لائق نہ تھی چنانچہ یہ بیچارہ بھی پانی میں ترمیز ہو گیا گاڑ ٹوٹ
 بے بارش سے بچنے کی کوئی کوشش نہ کی بلکہ اُس نے اپنا بڑا برساتی کوٹھے
 پہننے کے لیے دیدیا چنانچہ ساری پارٹی میں اکیلا میں ہی بارش سے محفوظ
 رہ سکا اور وہ اسوجہ سے کہ میں علاوہ گاڑ ٹوٹ کے کوٹ کے اپنی برساتی
 بھی پہن رہا تھا خوش قسمتی سے عین اسی وقت جبکہ بارش زور سے ہو رہی
 تھی اونٹ پر میری سواری کی باری آپہنچی۔ عرب لوگ تو ہمیشہ کثرت باران میں
 بری طرح پریشان ہو جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ہم میں سے
 کوئی خوش نہ تھا۔ کثرت بارش نے ہمارے راستہ میں جا بجا پانی بھریا چنانچہ
 اونٹ نے جو پانی کی طرح پانی سے نفرت کرتا ہے پھونک پھونک کر قدم رکھنا
 شروع کیا۔ قیاس چاہتا ہے کہ اونٹ کے پاؤں زیادہ دیر تک پانی میں
 بھیکے رہنے سے پھٹ جاتے ہوں گے اور اسی باعث اسے پانی میں چلنے
 سے تکلیف ہوتی ہوگی بہر حال اگر ایسی حالت میں اس عجیب مخلوق کا

پاؤن ریٹ جائے تو اُس کے وزنی بوجھ یا مسافر کو زیادہ نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔

۴ خرکار بتی خردان کی بلندیاں دکھائی دینی شروع ہوئیں۔ پہنے سفر واپسی کی اس منزل میں جو حد درجہ پریشان کن ثابت ہوئی تھی ایسے دلو اس خیال سے تسکین دی کہ عنقریب مونس کے لیے عمدہ بستر معہ چادر اور کھانے کے لیے لذیذ کھانا معہ شراب دستیاب ہو گا لیکن ہمارے قیاس کا پہلا جز غلط ثابت ہو اکیہ نگہ اس عجیب عمارت میں پہنچنے پر جو براہ کلفت ہوٹل کھلائی جاتی ہے ہمیں یہ معلوم کر کے مایوسی ہوئی کہ کوئی بستر کثرت مسافروں کی دستبرد سے محفوظ رکھنا اس وقت ہمارے لیے ممکن الحصول نہ تھا۔ غذا کے مقابلہ میں ہمیں بستروں کی کچھ زیادہ خواہش نہ تھی چنانچہ ہم بلا تامل کھانے کی جانب رجوع ہوئے۔ پہنے ہفتیوں میں بند کیا ہوا باسی گوشت کھا یا تھا اور گندلا پانی جوش دیکر پیا تھا علاوہ ازیں اور بیسیوں چھوٹی بڑی نکالیت جن کا تعلق انسانی زندگی سے جدا نہیں ہو سکتا تھا برداشت کی تہیں لیکن صعوبات اب ختم ہو چکی تھیں اس وقت میری نظر کے سامنے میز، کرسیاں، ناپکین، انڈے، شراب، بہنا ہوا مرغ، بشورہ وغیرہ وغیرہ مشروبات و ماکولات ایسے آرام دہ طریقہ پر سجے سجائے موجود تھے کہ میرا دل خوشی سے بے قابو ہو گیا۔ ضروریات زندگی کے متعلق ایسی چھوٹی چھوٹی خوشیاں جتنی کہ اس وقت میں محسوس کر رہا تھا اس طے کے اصول کے مطابق اس دائرہ میں آ سکتی ہیں جو اس حکیم نے محسوس کی ہوئی خواہش کے برآئے کے متعلق کیا ہے اور اس قسم کی مسرتیں فی الحقیقت بالکل سچی ہو اگر تہیں خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ایک مدت

تکلیف میں گزاری ہو یہ کارلٹن سولے یارٹنز کے ہوٹلون میں جو کھائے
کھائے ہیں وہ ہرگز اس قدر مرغوب الطبع نہیں تھے جیسا اس وقت میں
بنی خود ان میں کھانا وہ کھانا جو مجکورات کے وقت عدن میں منقو طرہ
سے بحرہ ہند کو ایک سیسی کشتی میں عبور کرنے کے بعد دستیاب ہوا تھا۔
چونکہ بی یاگاز ٹوٹ کے پاس کوئی ذریعہ کپڑے بدلنے یا انھیں خشک
کرنیکا موجود نہ تھا لہذا انھوں نے بھیگے کپڑے پہنے ہوئے تناول کیا یہ
ایک پرخطر عمل تھا جس کا نتیجہ علی الصبح ظاہر ہوا۔ ہم سب کی بڑی خوش
قسمتی تھی بنی سلامت وہ ملٹنار ٹیوٹنسی جو سفاکس کا باشندہ اور غزنیہ میں
فوجی شفاخانہ کے ملازموں کو زخمیوں کے میدان جنگ سے اٹھالانے
وغیرہ کی تعلیم دیتا تھا اس وقت خلاف امید ہوٹل میں وارد ہوا چنانچہ
ہم نے اسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیا۔ بعد فراغت طعام بنی سلام
ہماری لیے مکان تلاش کرنے کے لیے روانہ ہوا اور تھوڑی دیر بعد ہی
واپس آکر یہ خوشخبری سنائی کہ وہ اپنی جستجو میں کامیاب ہو گیا تاہم اس
مہربانی کی تہ دل سے قدر کرتے ہوئے اس کے ساتھ نئی فردگاہ پہنچے
جہاں ہمیں رات گزارنی تھی۔ بنی نے یہاں پہونچکر آخری مرتبہ اپنی انگلیٹھی
دھکائی اور گاڑ ٹوٹ کے شریک حال ہو کر باہمی مدد سے جہاں ہو سکا اپنے
کپڑے سکھائے لیکن اس پر بھی آخر کار مجبوراً یہی کپڑے پہنے ہوئے کبل کوٹ
برساتیان غرض جو کچھ ان کے ہاتھ لگا اُسے اوڑھ کر زمین پر ہی پڑے۔ لیکن
کچھ دیر بعد دونوں کو جاٹے اور بخار لے آ دیا چنانچہ رات بھر انھیں
بہت کم نیند آئی میں بطور حفظ ماتقدم دونوں کو دس دس گرین کو میں
کھلا دی تھی۔ اس سے گوبخار نہ رک سکا لیکن اتنا ضرور ہوا کہ وہ پ

نکل آئے پر پہچانے مریشیوں کو اعصابی درد اور بخار میں سوج کی رفتار کے ساتھ ساتھ ہندرج تخفیف ہونے لگی مینے خدا کا شکر ادا کیا کہ میرے دونوں ریشی گٹھیا یا کسی اور سخت مرض میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے۔

بنی غردان میں ہمارے قیام کی پہلی رات بہ نسبت ترک کیپ یا طرلس میں عام قیام کے زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوئی میرے پاس ایک سفری بستر اور سونے کے لیے ایک ٹیکس موجود تھا پس مجھے تو آرام ملا لیکن میرے رقتانے بڑی تکلیف اٹھائی چنانچہ سوتے دوسرے دن لفٹنٹ ڈیسی واکس سے جو ضلع بنی غردان کا فوجی کمانڈنٹ ہے ملاقات کر کے درخواست کی کہ ہمیں جلد زریں روانہ ہو جانے کی اجازت دیکرائے۔ لیکن اس مہربان افسر نے جس سے مجھے روانگی طرلس کے ایام میں تعارف حاصل ہو چکا ہوتا جو آیا کہا کہ زریں پہونچکر جہاز پر سوار ہونا ہمارے لیے تقریباً ناممکن ہے کیونکہ اس قصبہ میں ہیضہ پھوٹ نکلنے کے باعث فوج کے ذریعے لوگوں کی آمد و رفت بند کر دی گئی تھی اس یابوس جواب کے ساتھ افسر موصوف نے براہ عنایت یہ بھی کہا کہ اگر ہم دوون بنی غردان میں اور قیام کر کے براہ بس بنی بنس روانہ ہو جائیں تو اس صورت میں وہ بڑی خوشی سے ایک کمرہ ہمارے قیام کے لیے دیگا۔ سمجھنے اس تجویز کو جو سراسر مہربانی پر مبنی تھی سچی شکر گزاری سے منظور کیا۔ زمانہ آئندہ میں جب کبھی میں اس جنگ میں اپنی آوارہ گردی کا خیال اسی اطمینان کے ساتھ کرونگا جو ایک منزل رسیدہ اونٹ کو جنگالی کی وقت پیسر ہوتا ہے تو معمولی طور پر ترکی اور فرانسیسی افسروں اور سپاہیوں کی

یکساں عمدہ رفاقت اور بیخیزانہ خوش اخلاقی بار بار یاد آیا کرے گی۔
 حقیقت یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جس نے اہل دنیا سے تنگ آکر ان کی
 نسبت بہت بُری رائے قائم کر رکھی ہو میں مشورہ دوں گا کہ وہ میرے
 نقش قدم پر چلے۔ مجھے دعویٰ ہے کہ دنیا اور اہل دنیا سے سمیت ترین
 نفرت کہ یہ والا بھی اس گرجوشی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیگا جس کا
 ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ قصہ مختصر ہے بنی خردان میں اپنے قیام کو طول
 دینا منظور کیا جائے عنایت فرما فرمائیسی افسر نے قیام کے لیے کمرہ
 دینے کے علاوہ ہم سے باصرار درخواست کی ہم لوگ فرمائیسی افسروں کے
 ساتھ جو تعداد میں صرف تین تھے کھانا کھا یا کرین ان تین افسروں میں
 ایک صاحب تو ڈیسی واکس تھے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے دوسرے صاحب
 دو ماشیر ڈی کرائیکس اور ماشیر لی کا مٹی ڈی بلائس تھے۔ بنی خردان
 جیسے سرحد کے دور افتادہ مقام میں یہ افسر بظاہر وطن سے علیحدگی کا
 زیادہ خیال نہ کرتے تھے بلکہ خوش طبعی سے اپنے فرائض کے انجام دینے
 میں مصروف اور کبھی کبھی تفریح طبع کی خاطر غزالہ یا تیتربٹیر کا شکار
 کیا کرتے تھے ابتداً جنگ سے بنی خردان کی رونق اور چہل پہل بہت ترقی
 کر گئی تھی۔ کیونکہ صوبہ طرابلس میں داخل ہونے کے جو دو باب ہیں
 ان میں ایک بنی خردان بھی ہے۔ چونکہ یہاں صرف ایک ہوٹل ہی قائم
 ہے لہذا آج کل مسافروں کی کثرت کے باعث ایک ہفتہ میں اس قدر
 کام کرنا پڑتا ہے جتنا کہ پہلے کبھی دو ماہ میں میسر ہوتا ہوگا سامان خوراک
 بمقدار کثیر اس چھوٹے سے قصبہ سے گذرتا ہوا مشرق کی جانب لیجا یا
 جاتا تھا لہذا سرد ساری کا مسئلہ فرمائیسی حکام کی پریشان اور تکلیف کا

باعث ہو رہا تھا۔ ان افسروں نے خوراک و دیگر ضروریات زندگی کے سرح
 پر سے گزرنے کے متعلق بعض اوقات عجیب بے ڈھنگے طریقے سے کام لیا
 ہے مثلاً عرض کرتا ہوں کہ جب میں سفر واپسی کے اثناء میں بوتھامش سے
 روانہ ہو چکا تھا تو بارش کی آندہ سے تھوڑی ہی دیر پیشتر میں نے ایک بہت بڑا
 کاروان غلہ سے لدا ہوا پہاڑی پر پہنچ کر دیکھا جو باغیابہ سرح کا کام
 دیتی ہے۔ اس کاروان میں بارہ سو چالیس اونٹ موجود تھے۔ اس سے
 زیادہ بڑا کاروان میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ آندہ دیکھنے کی کوئی امید ہو
 بنی غردان میں اس کاروان کو دو ہفتہ سے زیادہ روک دیا گیا اور پھر دفعتاً
 روانگی مع بارغلہ کے جو تھینا ڈیڑھ سو ٹن تھا طرابلس کی اجازت دیدی گئی
 میں نہیں چاہتا کہ اس نازک مسئلہ پر کوئی طولانی بحث کروں ہاں البتہ یہ ضرور
 عرض کروں گا کہ قانون اسباب ممنوعہ جنگ جسے مدت سے عمل وروج
 نے قائم کر رکھا ہے بہت سہل و آسان ہے مثلاً سامان خوراک کا جنگیوں کے
 نام سے بچا جانا ممنوع ہے لیکن اگر اسٹیا خور و نوش کسی ملک میں
 بحالت جنگ ایسے سوداگروں کے نام سے بھی جائیں جسے عام آبادی کو
 ایسی اشیاء کی دستیابی کا موقع ملے تو اس صورت میں قانون سامان ممنوعہ
 جنگ کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی گو میں یہ بیان کرنے کے لیے تیار
 نہیں ہوں کہ میں راستہ میں غلہ کے جو کاروان ملے تھے ان کی اصلی منزل
 مقصود کون جگہ تھی تاہم یہ ظاہر ہے کہ صوبہ طرابلس میں ہر وقت لکھو کھا
 غیر جنگی موجود رہتے ہیں موجودہ حالت میں تمام عرب جنگ نہیں کر رہے ہیں
 بلکہ بہت کم علاوہ انہیں حوزوں بچون اور پور ہوں کی ایک بہت بڑی
 نعلو ایسی موجود ہے جو محض بدینوہ فاقہ کشی کے لیے چھوڑی نہیں جاسکتی

راگنیر قوم نے ان کو تمام رسد سے محروم کر رکھا ہے جو سمندر سے پہونچائی
 جاسکتی ہے صوبہ ٹیونس سے شہر طرابلس کو ایسے جہازات روانہ
 ہوئے ہیں جن میں گوسفند یا گوشت کی ایک معقول تعداد یا مقدار بھی جاتی
 ہے۔ کیا کوئی شخص ایک لمحہ کے لیے بھی قیاس کر سکتا ہے کہ یہ سامان
 نوراک شہر طرابلس میں صرف ان لوگوں کے لیے مخصوص کر دیا جائیگا جو
 غیر جنگجو ہیں؟۔ یہاں ہر کوئی معقول شکایت اندرون ملک میں غلہ بھیجے
 جانے کے متعلق اٹلی کو اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ
 وہ اپنی مخصوص فوجوں کے لیے طرابلسی قصبات میں غیر مالک کے بندگاہوں
 سے اسباب جنگوار ہی ہے۔

اونٹوں کا وہ بڑا کاروان جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ایسے وقت
 بنی خردان سے روانہ ہوا تھا کہ اپنے سفر کا وہ حصہ جو اطالوی توپوں کی
 زمین بھاتا رہی شب میں طے کر لیا جائے غالباً اطالوی جاسوسوں
 نے کاروان کے روکے جانے اور عنقریب اسکو اجازت روانگی کے
 طے کی اطلاع اپنی ساحلی فوج کو دیدی تھی چنانچہ دو جنگی جہاز اس
 کاروان کے انتظار میں بلاشبہ ساحل پر موجود تھے تاکہ وہ ہزار گز کے
 فاصلہ سے ایک دفعہ اور اپنی قادر اندازی کا امتحان کریں۔ بھالیکہ مطلع
 صاف ہوا اور چاندنی میں سرچ لائٹ کی مدد سے یہ قافلہ محفوظ رہا بہت کمائی
 دے۔ جو لوگ اس کاروان کے نگران تھے وہ اس امر کے ذمہ دار تھے
 کہ اطالوی گولہ باری سے کاروان کو کوئی نقصان نہ پہونچے۔ یہ بہت
 ممکن تھا کہ ایک دور دراز راستہ سے یہ لوگ گولہ باری کے خطرہ سے
 محفوظ ہو کر طرابلس میں اپنی منزل مقصود کو پہونچ جائیں لیکن

ان کے دلون میں کوئی اندیشہ نہ تھا کہ ان اطالوی فوج سے ڈبھیڑ کا معلوم نہ ہوتا تھا۔ اس بڑے کاروان کے فتر بانوں کو جو طرابلس سے صوبہ ٹیونس میں داخل ہوئے تھے اپنے تمام اسلحہ شوشہ میں باضابطہ داخل کرنے پڑے تھے چنانچہ جن کمرہ میں یہ اسلحہ رکھے تھے وہ ایک فوجی عجائب خانہ کی طرح گزشتہ زمانہ کی عجیب غریب بند و قون اور زمانہ حال کی چند رافلون سے پُر ہو گیا تھا دایسی پر ان شتر بانوں نے جو تعداد میں کم از کم بارہ سو تھے اپنے اسلحہ واپس حاصل کر کے مسلح ہو گئے پس اس طرح یہ تعداد بزر دل اطالیوں کی خشکی پر اُتر نیوالی فوج کی مدافعت کے کافی سے زیادہ معلوم ہوتی تھی۔

جس وقت بی میدان جنگ کو عجیب غریب طرح سفر کرتا ہوا اپنی خردان میں پہنچا تو ایک طرفہ الحال عرب نے اس کے ساتھ بڑی کشادہ دلی و امان تواری کا برتاؤ کیا تھا یہ عرب اس قصبہ کے اطراف و جوانب میں ایک بڑی جائداد کا مالک تھا لیکن جب نے اس شخص کا پتہ لگانا چاہا تاکہ بی اس سے ملکر ایک دفعہ اور شکریہ ادا کرے تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کو گرفتار کر کے چلنا نہ بھیج دیا گیا تھا۔ بظاہر اس پر ایک ایسے جرم کا الزام لگایا تھا جس کی کوئی شرح معین نہیں ہو سکتی البتہ قیاس چاہتا ہے کہ وہ سرحد کے پرے ممنوع سامان جنگ کے بھیجنے میں مشتبہ تھا۔ گو مجھے اسکے متہم کے حالات ٹھیک معلوم نہیں ہوئے اور گو میں اس امر سے بھی خوب واقف ہوں کہ جو شخص کوئی خطرناک کھیل کھیلتے تو پہلے ہی اسے خطرہ برداشت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے تاہم مجھے ایک ناگوار تعجب اس علم سے محسوس ہوا کہ ایک تعلیم یافتہ و ذی حیثیت عرب

کسی قدر سیاسی جرم کی خلاف ورزی کے باعث معمولی مزدوروں کی طرح
 رشکوں وغیرہ محنت کرنے کے لیے مجبور کیا جائے مجھے ایسے اشخاص سے
 جو بظاہر واقعات سے آگاہ اور راست گو دیکھائی دیتے تھے معلوم ہوا
 کہ بنی غردان جیسے ملحقات میں جہان فوجی قانون جاری ہے عرب لوگ
 بالکل فوجی حکام پر چھوڑ دئے گئے ہیں چلا بچہ کوئی باقاعدہ مراغہ کسی سزا
 کے خلاف خواہ وہ کیسی ہی نامناسب اور ہر سے بڑی ہوئی کیون نہ ہو
 دائر نہیں ہو سکتا ہے مجھے بعد میں یہ بھی مسموع ہوا کہ اس عرب امیر کو
 جس طرح یکایک بلا معقول تحقیقات کے جٹانہ بھجودیا گیا تھا اسی طرح دفعتاً
 بلا کسی اظہار وجہ کے رہا کر دیا گیا۔ جو کچھ سینے سے اُس کی بنا پر کہہ سکتا
 ہوں کہ فرانس کے یہ اخلاقی نقطہ خیال سے طبعاً ہو کر بھی مناسب و
 سودمند معلوم ہوتا ہے کہ ٹیولنسی باشندوں کے منہ مات کی مختصر طریقہ
 کار روانی پر پورا غور و خوض کر کے مزدوری اصلاحیں عمل میں لائی جائیں۔
 عربوں میں خود مختار رائے فیصلوں اور غیر منصفانہ سزاؤں کی حکایات کے
 باعث جو ان کے ہم نام ہیوں پر عائد کیے گئے ہیں وہ اس کے برخلاف
 تلخ ترین دشمنی پھیس رہی ہے۔

بنی غردان کی ساری سرزمین میں جاسوسی کی بدبو پھیلی ہوئی محسوس
 ہوتی تھی مجھ سے مختلف لوگوں نے بیان کیا کہ ظان فلان اشخاص جاسوس
 ہیں لیکن جن لوگوں کے متعلق جاسوسی کی افواہ مشہور تھی وہ اور آدمیوں کو
 اس خدمت میں ملوث ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے یہاں میں ایک
 عجیب بات یہ دیکھی کہ طعن کے طور پر عرب لوگوں نے بعض الفاظ کے معنی
 بالکل برعکس قرار دے رکھے ہیں مثلاً دغا باز کو صادق یا وفادار

کوئلہ کو عربیہ یعنی سفید وغیرہ وغیرہ ایسے الفاظ میں جو آج کل بنی خردان میں
بکثرت برعکس مفہوم میں استعمال کئے جاتے ہیں پہنے ہوئے میں آخری دفعہ
ناشتہ کھانے کے وقت ایک شخص کو دیکھا جو کھلی کھلی وضع میں ایک چھوٹی
سی برہیں اور چھوٹے سے کوٹ میں ملبوس اور خاکی رنگ کی پٹیاں باندھ
ہوئے تھا یہ بد وضع شخص جس کی نسبت مجھے پہلے ہی سے اطلاع ہی جاسوس
ہونے کی اطلاع تھی پھر افسانہ تھا چنانچہ اس سے یہیبا چھڑانے میں وقت
محسوس ہوئی گو افسانہ گفتگو میں اس شخص نے اپنے آپ کو مالٹا کا باشندہ
ظاہر کر کے فخر یہ بیان کیا کہ تو لیج میں کوئی مثال اس وفادار ملک کے کسی
ایسے باشندے کی نہیں پائی جاتی ہے جس نے برٹش فہریت ترک کر دی ہو
تاہم اس شخص کا ہر ایک دیکھنے والا سمجھ سکتا تھا کہ ایسے لسان آدمی کو
پولیکل خیالات تبدیل کرانے کی خاطر کوئی بہت بڑی رقم دینے کی ضرورت
نہیں ہوتی ہے۔

بنی خردان سے روانہ ہو کر میں وہ راستہ ترک کر دیا جہاں سے میں اس
پہلے سفر میں سرحد پہنچا تھا اس اس صورت سے سفاکس پہنچ کر سبائی
سے براہ منہ حسب مشورہ فرانسیسی کمانڈنٹ روانگی کا ارادہ کیا اس اہتمام
سے اندر میں روکے جاتے کا کوئی اندیشہ نہ تھا بنی خردان سے مغرب
کی جانب معمولی مسافر گاڑیوں میں سفر کرنا بہت تکلیف کا باعث ہوتا
ہے۔ یہ مسافر گاڑیاں جو جنوبی ٹیونس میں عام طور سے رائج ہیں بھدی
وضع کی چوٹی ہوتی ہیں ان میں بڑے بڑے پیسے لگے ہوتے ہیں اور چڑھنے
جاتے ہیں۔ گو یہ گاڑیاں اسباب لادنے کے لیے نہایت کارآمد و
موزوں ہیں۔ تاہم کافی دار نہ ہونے کے باعث مسافروں کو ہچکولوں سے

نا قابل برداشت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور اگر کوئی مسافر ایسی حالت میں اوگمہ رہا ہو تو زمین پر آرہے پیسے میں لپٹ کر کیل جانیکا خطرہ بے حد قیاس نہیں علاوہ ازیں مدین سے جو مسافر گاڑیاں رات کے وقت روانہ ہوتی ہیں ان میں ہوا کی آمدورفت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور اگر کوئی شخص اس مسافت کو بذریعہ موٹر کار طے کرے تو اس کا کہ یہ بہت گران ہے۔ ان تمام وقتوں کے مقابلہ میں یہی بہتر ہے کہ سبائی بنس سے سفاس تک صرف ۳۰ فرانک کرایہ دیکھ بڑا سمندر جہاز می لاستہ ۹ گھنٹے میں طے کر لیا جائے۔

۴ جنوری کوئی اور میں اپنا اپنا سباب ایک نجری گاڑی میں لا دے کر پیدل سبائی بنس کو روانہ ہو گئے۔ گاڑی ٹوٹ بیاتے ساتھ سریک سفر ہو سکا کیونکہ بنی گردان میں لےئے بعض کافقات کی آمد کا انتظار تھا تاہم وہ بنی سلامہ ہمارے ساتھ آبادی کے کناے تک الوداع کہنے کی غرض سے آئے تھے۔ مجھے حقیقت میں اس پولینڈی دوست سے جدا ہونیکا افسوس ہوا کیونکہ اس کی رفاقت نے میرے سفر واپسی کو بہت خوش گذران بنا دیا تھا بہر حال مجھے اُمید تھی کہ گاڑی ٹوٹ سے ٹیونس میں ملاقات کر نیکا موقعہ ملے گا۔ بنی گردان سے مہرہ فرسہ تک صرف نو کیلو میٹر کا فاصلہ ہیں یہیں پیدل طے کرنا تھا لہذا مجھ جیسے شخص کے لیے جس نے بسا اوقات دن بہرہ میں سے پہاڑ کیلو میٹر تک سفر کیا تھا یہ مختصہ فاصلہ خاصی تفریح تھی۔ مہرہ پہنچ کر دیکھا کہ یہاں صرف ایک محمول خانہ اور ایک عمارت بندرگاہ کی موجود ہے۔ یہ مقام ایک سیج بحری جہیل کے جنوب میں واقع ہے جس کا ملحق نہایت کم اور جو قسم قسم کی پچھلیوں سے معمور

مانشیہ میں جو جہاز ران کمپنی کا ایک خلیق ایجنٹ ہے ہماری آمد کے تھوڑی
 دیر بعد ہی الجنگل وارو ہوا زیادہ توقف کے بغیر ہم دونوں مانشیہ میں کیسا تھ
 ایک شتی پر سوار ہو کر سبائی بس روانہ ہو گئے۔ پانی پر شتی کی تیز روانی اور
 ہوائی موافقت نے اس کی رفتار کو خواب آور و سنگین وہ بنا دیا اور سوج
 کی حرارت جون جون وہ بلند ہوتا جا رہا تھا بڑی خوشگوار معلوم ہوتی تھی
 ہم شتی میں سفر کرتے ہوئے ایک گھنٹہ میں سبائی بس پہنچ گئے۔
 یہ پرمقضا مقام ایک تنہا جزیرہ کی شکل میں جو تنگ کھاڑیوں کے باعث
 دولانی چٹانوں کی قطار سے پیدا ہوئی ہے واقع ہے یہ چٹانیں زمین
 سے نکلتی ہوئی دونوں جانب پھیلی ہوئی ہیں چنانچہ سمندر کو ایک جھیل کی
 شکل میں گھیر رکھا ہے۔ یہاں مانشیہ میں جہاز رانی اور ماہی گیری کی حیثیت
 سے باختیارات کامل سکونت رکھتے تھے چند عرب بھی جنہوں نے ماہی گیری
 کے وسیع کاروبار کا ٹھیکہ گورنمنٹ فرانس سے لے رکھا تھا یہاں دو باش
 رکھتے تھے۔ یہاں سمندریں مختلف سمتوں میں لکڑی وغیرہ کے انبار
 ایسے مقامات میں قائم کئے گئے ہیں جہاں کی گہرائی نہایت کم تھی اور
 اس سے مقصد یہ ہے کہ پانی کاٹ کر میلبیوں کو ایسی جگہ پہنچا دیا جا
 جہاں سے آسانی پکڑی جاسکیں ان اباروں پر سیکرٹوں ماہی
 پر بند موجود تھے جنہیں بظاہر سمندر سے اپنا ٹکس وصول کرنے میں۔
 کسی طرح منع نہیں کیا جاتا تھا۔ سبائی بس کے مغربی کنارہ پر بیٹے ایک
 برباد شدہ پانوی قلعہ کے آثار موقعہ پر پہنچ کر دیکھے اس قلعہ
 کی دیواروں اور چوڑے سے باوجود شکست و ریخت ظاہر ہوتا
 تھا کہ یہ عمارت فوجی استحکام کی نظر سے ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے

مین زرزیس جو ایک خوبصورت مقام ہے نہ جاسکا کیونکہ یہاں سمندر کی گہرائی اسقدر کم ہے کہ کھٹکی سے ایک میل سے کم فاصلہ پر جہاز پہنچ نہیں سکتا۔ علاوہ ازیں یہ چھوٹا سا قصبہ فی الحال ہیضہ کے باعث ممنوع الدخول قرار دیدیا گیا تھا زرزیس کے بعد جہاز نے دجیرہ مین قیام کیا تاریکی شب کے باعث مین اسکے مقام کو بھی نہ بکھرسکا۔ یہ دجیرہ وہی جزیرہ ہے جس میں ہومر نے اپنے چٹائی کنول خور قالم کرکھے تھے اور اس مشہور شاعر کے بعد ہی نے بھی اس مقام کی مدح سرائی کی تھی۔ اس وقت رات کی تاریکی مین جہاز کی چھت پر سے دجیرہ و ہند لادکھائی ہے رہا تھا مجھے افسوس ہے کہ میں قبل از وقت دلدل کو اہل جہاز کے لیے مہربان کیوں ظاہر کیا۔ ان پایاب مقامات نے جنھیں طوفان نے پیدا کر دیا تھا ہمارے جہاز کو اسقدر پریشان کرنا شروع کیا کہ ان مسافروں کو بھی کھانا کھانا و بہرہ ہو گیا جو جہاز می سفر کے بہت زیادہ عادی تھے۔

اس موقع پر مین کھانیکا مختصر حال بیان کرنا چاہتا ہوں گو اس ادنی درجہ کے جہاز میں ریخیرین باورچی خانہ وغیرہ غرض کوئی آرام دہ یا مروجہ چیز موجود نہ تھی تاہم اس چار سو ٹن وزنی جیسے حقیر جہاز کے کھانے کی فہرست لیکر اس کا دوپہر یا رات کے کھانے سے مقابلہ کیجیے جو ہلوگون کو انگلش چینل کے تیز رفتار جہازوں میں ملتا ہے تو دونوں میں بہت بڑا فرق پایا جائیگا کیونکہ ہمیں لینا کھانا ملا وہ درحقیقت بہت اچھا تھا اور بڑے تکلف سے چنگا گیا تھا ایک خوبصورت صاف میز پوش میز بچھا ہوا تھا جس پر نائیکین سرخ و سفید شراب کی بوتلیں عمدہ قبوہ اعلیٰ درجہ کی نارنگیاں انجیر اخروٹ کے علاوہ چہرہ قسم کا لذیذ کھانا موجود تھا ہماری با عظمت قوم درحقیقت

عمدہ خوراک تیار کرنے میں اور اقوام سے گری ہوئی ہے جب کبھی میں فرانسیسی کھانا خواہ وہ معمولی درجہ کا ہی کیوں نہ ہو کھاتا ہوں تو مجھے بے اختیار یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ انگلستان میں مسافروں کے کھانا کا انتظام کس قدر امنوس کے قابل ہے جنگو مینر ہوشوں پر دہمبول اور غذا کے ریزروں سے واسطہ رکھنا پڑتا ہے علاوہ ازیں ناپکٹوں کا پتہ نہیں ہوتا۔ گوشت بڑی طرح پکایا جاتا ہے۔ ابلے ہوئے کھانے شریعتاً اور عوامی طور پر نوش کسی طرح بھی مرغوب طبع نہیں ہو سکتیں خصوصاً وہ چیز جسکو انگلستان میں ریل کی ملازمہ ستورات براہ قدر افزائی قہوہ کہتی ہیں مجھے تعجب ہوتا ہے کہ برٹش عوام الناس کس طرح اپنے ملک میں ریلوے ہوٹلوں اور جہاز کے کمروں میں خوراک کے نامعقول اہتمام کو چپ چاپ برداشت کرتے ہیں گو یہ ممکن ہے کہ میرے ہم ملک اکل و شرب کے موجودہ انتظام کو پسند کرتے ہوں تاہم مجھے یہ دیکھ کر کچھ بھی تعجب نہیں ہوتا کہ بعض اشخاص صرف ایک بسکٹ کے ناکافی اور معمولی ذائقہ کے ناشتہ کو جو کی شراب یا دھسکی اور سوٹے کے ساتھ تناول کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں یہ نسبت اس غذا کے جو سفر میں عام طور پر دستیاب ہوتی ہے۔

میں نے سفاکس میں بی کی آرام و آسائش کا کچھ اہتمام کر دیا اس بیچاے کی آخری درخواست مجھ سے یہ تھی کہ ہوٹل کے مالک سے کہیں اس کے لیے تھوڑا سا شور بہ منگوا دوں بی فی الحقیقت ایک اچھا آدمی تھا اس نے وہ کام کیا جس کی انجام دہی کا بہت کم شخص خیل کر سکتا اس شخص نے طرح طرح کی وقتوں پر غلبہ پایا تھا خواہ دوسروں کی آمد کے ذریعہ سے یا محض اپنی زبردست طبیعت کے باعث لیکن جن لوگوں نے بی کو بددوسی تھی۔

اوتھون نے اپنے اوپر اس کا غلبہ تسلیم کر لیا تھا چونکہ اس پہلے آدمی کے ارادے بالکل غیر متقبل اور روزانہ تبدیل ہوا کرتے تھے پس میں خیال نہیں کر سکتا کہ اس سے ائمہ بھرپور کبھی ملاقات کا موقع ملے گا بہر حال مجھے وہ خود غرضی سے پاک کوششیں یاد آتی رہا کریں گی جو اس سے میری راحت اور آسائش کی خاطر عمل میں آئی تھیں اور سب سے زیادہ مجھے اس کی قابل تعریف قوت برداشت و تحمل کا خیال اتار رہا تھا اگرچہ کہ وہ ہمیشہ کامیاب اور خوش و خرم رہے (انشاء اللہ)

ایٹوئس میں داخل ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد میں نے اطالوی قونصل سے ملاقات کی تاکہ شہر اطلس کو دیکھنے کی اجازت اس سے حاصل کروں گو میرے پاس اخبار پانچٹر گارڈن کی نامہ نگاری کا ہا منابطہ ثبوت موجود تھا اور میرے پروردگار ہادی پر برٹش سفیر کی اجازت و درج مخفی تاہم قونصل مذکور نے ویکس پر سے ایک کاغذ اٹھا کر جو اٹا بیان کیا کہ میرے لئے اطالویوں کے خلاف مضامین لکھنے کے باعث ایسی اجازت ملنی ناممکن تھی یہ جواب سن کر میں نے صاف دلی سے اقرار کیا کہ فی الحقیقت میں اطالیں گولہ باری پر جو اٹھون نے غیر محفوظ قصبات اور دیہات پر کی تھی سختی سے نکتہ چینی کر چکا تھا اور اسی ضمن میں میں نے ترکی سپاہیوں کی قابلیت اور اطالوی افسروں کی ذاتی جرات کا بھی ذکر کیا تھا اطالین سفیر نے میرے ساتھ بڑا خوش خلقانہ برتاؤ کیا اور روم سے براہ مہربانی بذریعہ تاریہ دریافت کر لیا وعدہ کیا کہ آیا مجھے ممنوعہ داخل شہر اطلس میں داخل ہونے کی اجازت دیجیسا سستی سی پائیں ؟ انشاء اللہ گفتگو میں قونصل مذکور نے مجھے دریافت کیا کہ ایسی حالت میں جبکہ گورنمنٹ برطانیہ

کارویہ اٹلی کی جانب بالکل درست بلکہ ہمدردانہ ہے تو پھر کس طرح اخباروں
 کا عام لوح اسکے ہوطنوں کی کہلے بندوں مخالفت کر رہا ہے میری طبیعت
 چاہتی تھی کہ اُسے مطلع کروں کہ (لیکن میں نے اپنے خیالات اس پر ظاہر نہیں کئی
 ایک برلن گورنمنٹ میں بھی فارن آفس کے رویہ اور اس پارٹی کے اعلیٰ محسوسات
 میں بھی تفاوت پیدا ہو سکتا ہے جیسا کہ ایک ممبر سند وزارت پر متکلم ہو علاوہ
 ازیں انگلستان میں بہ نسبت کسی اور ملک کے وزیرِ مہتممہ خارجہ زیادہ خوشنما
 حیثیت رکھتا ہے اس پر کوئی کمیٹی تعلقات خارجہ کے متعلق حکومت نہیں کرتی ہر
 چنانچہ وہ اپنے فیصلے خود تیار کرتا اور اپنی خود عمل درآمد کرتا ہے بغیر اس
 امر کے کہ وہ رعایا کے انتخاب کردہ نمائندوں سے کوئی مشورہ بھی لے۔ یہاں تک
 بروٹنی (اطالوی سفیر) کے عہد و برتاؤ کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہوا۔
 مجھے پتیر سے ہی خیال تھا کہ روم سے بذریعہ تاجواب موصول ہو گا وہ مجھے شہر
 طرابلس میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیکھا چنانچہ ایسا ہی ہوا میں ہفتوں اس شہر
 سے چند میل کے فاصلہ پر مقیم رہا تھا میرے خیمہ میں اس شہر سے زوردار
 سرج لاریٹ کی روشنی پہنچا کرتی تھی اور میری طبیعت چاہا کرتی تھی کہ شہر
 مذکور کو اندر سے دیکھوں لیکن مجھے شہر طرابلس دیکھنے کی اجازت نہ ملنے کے باعث
 اطالوی افسردہ سے کوئی حق بجانب شکایت
 پیدا نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ اسے استراحت جنگ
 ہی سے ترکوں کے ساتھ پوری مدد دی
 اس شاندار مدافعت کے ساتھ
 رکھتا تھا جو انہوں نے اپنے ملک پر

ایک نادرجی دستیر کے مقابلہ میں شروع کر دی تھی بین پس پیش
 اپنے خیالات کا اظہار ان خطوط میں کر چکا ہوں جو میں نے مائیکسٹر گارڈن کو
 لکھے تھے۔ اگر میں اطالوی افسروں کی جگہ تعینات ہوتا تو میرا طرز عمل
 بھی انہیں جیسا ہوتا کیونکہ میں معقولیت کے ساتھ یہ امید نہیں کر سکتا
 تھا کہ خرگوش کے ساتھ بھاگتا بھی رہتا اور کتوں کے ساتھ شکار بھی
 کھیلتا رہتا یہ تو صرف سادہ لوح ترک ہی ایک ایسا شخص ہے جو
 نامہ نگاروں بلکہ مشکوک الاعتبار اجنبیوں کو بھی اپنے
 خطوط مدامت کے ملاحظہ کی اجازت دیدیتا ہے اور علاوہ ازیں
 ان کے لیے بلا قیمت روٹی اور بلا کرایہ گھوڑے ایسی حالت میں
 ہیا کرتا ہے جبکہ وہ خود اپنی بیشمار ذاتی دقتوں میں گرفتار ہو میں
 آخر میں اطالوی محکمہ خبر رسانی کی تعریف کے بغیر نہیں رہ سکتا وہ
 اطالوی تفصیل جس سے میں ملا تھا ملاقات سے قبل ہی میرے
 متعلق ہر ایک بات سے آگاہ تھا مثلاً یہ کہ میں ترکوں کے ساتھ موجود تھا
 بنی خود ان سے گذرنا تھا ٹیونس یا پیلس ہوٹل میں مقیم تھا وغیرہ وغیرہ
 ان سب واقعات کا اسے علم تھا اس سب سے اس کی گورنمنٹ کی
 خدمت جاسوسوں کی ایک بڑی جماعت خوب انجام دے رہی تھی
 جس میں سے مجھے ایک شخص کی نسبت معلوم تھا کہ وہ دو مہینے
 پہلے اپنے آپ کو ترکوں کا زبردست حامی ظاہر کرتا تھا اور اطالیوں
 کی علانیہ عیب جوئی کیا کرتا تھا۔

میرادل اس بہادر فوج سے سچی ہمدردی رکھتا ہے جو اپنا تعلق
 دنیا کی مدد سے قطع ہو جانے کے باوجود بھی ایک کثیر التعداد دشمن



ادھم پاشا کماثر طروق

کے مقابلہ میں مردانگی سے جنگ کر رہی ہے جن دوستوں کو مینے اپنے
 پیچھے میدان جنگ میں چھوڑا ہے اُن سے جنگ کی شکون مڑا دیوں
 اور تباہ کن اثرات کے درمیان الوداع کہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں
 کہ اپنے ترکہ میں زبانوں کا لطف صحبت پُر امن حالات میں پھر کبھی
 ٹھاؤ لگا اور اپنے خدا سے بھی یہی دعا کرتا ہوں بہت سے مناظر جنمیں
 سے میرا گذر کر چکی اور انگریزی رفقا کے ساتھ ہوا ہے ہمیشہ میرے
 ذہن میں محفوظ ہیں گے۔ اور بعض اوقات سکون اور اطمینان کی
 حالت میں مجھے خواہش پیدا ہو سکتی ہے کہ میں پھر تدارک کے جھنڈوں
 میں واپس جاؤں اور ان مجھ کو دن کو جوتوں پر نظر ڈالوں جنہر چاندنی کھر رہی
 ہو اور ریت کے ٹیلوں سے بھرے سمندر کے بہنے کی آواز میرے
 کانوں میں آ رہی ہو۔

اللہ فہ
 بِرِو

۲۷۲

